الكامل في التاريخ

لابن الاثیر

اردو

دار صادر

پہلے اسے پڑھئے

یہ کتاب صلاحِ الدین ایوبی، تاتاری یلغاروں اوراس زمانے کے دیگر واقعات کے حوالے سے اہم ذریعۂ معلومات ہے۔ لیکن اسے پڑھنے سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس میں صحابہ کرام سے متعلق کچھ نہایت نا مناسب اور جھوٹی روایات بھی شامل ہیں۔ اس زمانے میں تاریخ لکھنے والوں کا یہی طریقہ ہوتا تھا کہ ان تک جو معلومات بھی تاریخ کے حوالے سے پہنچتی، اسے بلا تحقیق کتاب میں شامل کر لیتے تھے۔ اس کے بر عکس محدثین کا طریقہ صحیح اور ضعیف احادیث کو چھانٹ کر الگ کر لینے کا تھا تاکہ اس میں کسی ملاوٹ کا اندیشہ نہ رہے۔ یہی وجہ ہے حدیث کی کتابوں میں بڑی آسانی کے ساتھ حدیث کی صحت اور اس کے قابلِ قبول ہونے کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے۔

لہذا اس کتاب کو پڑھتے وقت اس امر کو ذہن میں رکھ کر پڑھنے سے انشاء اللہ ممکنا گمراہی سے بچا جا سکتا ہے۔ واللہ عالم

سلسلۂ نصاب تعلیم جامعۂ عثمانیہ

تاریخ الکامل

تصنیف

علامہ ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی

المعروف بابن الاثیر الجزری

جلد پنجم

عہد بنی العباس

حصّۂ اول: آغاز دولت

ترجمہ

مولوی سید ابو الخیر صاحب مودودی

رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۵۷ھ — سنہ ۱۳۴۷ف — سنہ ۱۹۳۸ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

تاریخ الکامل

حصۂ اول

مضامین	صفحات
۱	۲
ابتدائے دولت بنی العباس	
ابوالعباس السفاح کی بیعت۔	۱ تا ۱۰
الزاب میں مروان کی ہزیمت کا ذکر۔	۱۰ تا ۱۳
ابراہیم بن محمد بن علی الامام کے قتل کا ذکر۔	۱۵ تا ۱۹
مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے قتل کا ذکر۔	۱۹ تا ۲۲
بنی امیہ میں سے اُن کا ذکر جو قتل کیے گئے۔	۲۲ تا ۲۵
حبیب بن مُرّة المرّی کا خلع۔	۲۵
ابوالورد اور اہل دمشق کی بغاوت	۲۵ تا ۲۷
اہل الجزیرہ کی تبییض اور خلع بیعت۔	۲۷ تا ۲۸
ابوسلمۃ الخلال اور سلیمان بن کثیر کا قتل۔	۲۸ تا ۳۰
واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ۔	۳۰ تا ۳۵
فارس میں ابوسلمہ کے عمال کا قتل۔	۳۶ تا ۳۷
چند حوادث	۳۷ تا ۳۹
صقلیہ پر رومیوں کا قبضہ۔	۳۹
چند حوادث۔	۴۰ تا ۴۲
بسام بن ابراہیم کی بغاوت۔	۴۲ تا ۴۳
خوارج کا معاملہ اور شیبان بن عبدالعزیز کا قتل۔	۴۳ تا ۴۴
غزوۂ کش۔	۴۴ تا ۴۵
منصور بن جمہور کا حال	۴۵
چند حوادث۔	۴۵ تا ۴۶
زیاد بن صالح کا خروج۔	۴۶ تا ۴۷
جزیرۂ صقلیہ کی جنگ۔	۴۷
چند حوادث۔	۴۷ تا ۴۸
ابوجعفر اور ابومسلم کا حج۔	۴۸ تا ۴۹
السفاح کی موت کا ذکر۔	۴۹ تا ۵۰
ذکر خلافت المنصور۔	۵۱ تا ۵۲
اندلس کے فتنے کا ذکر۔	۵۲ تا ۵۳

مضامین	صفحات
۱	۲
چند حوادث کا ذکر	۵۳
عبداللہ بن علی کے خروج اور اُس کی بیعت کا ذکر	۵۷
ابومسلم خراسانی کے قتل کا ذکر	۵۸ تا ۷۱
خراسان میں سنباد کا خروج۔	۷۲ تا ۷۳
ملبد بن حرملہ کا خروج۔	۷۳
چند حوادث	۷۳ تا ۷۴
جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت	۷۴
ملبد خارجی کا قتل	۷۴ تا ۷۶
چند حوادث۔	۷۶
روم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ	۷۶ تا ۷۷
عبدالرحمٰن بن معاویہ الاندلس میں۔	۷۷ تا ۸۴
عبداللہ بن علی قید ہو گئے۔	۸۵
چند حوادث۔	۸۶
ابوداؤد عامل خراسان کی موت اور خراسان پر عبدالجبار کی ولایت۔	۸۶ تا ۸۷
یوسف الفہری کا قتل۔	۸۷ تا ۸۸
چند حوادث۔	۸۸ تا ۸۹
الراوندیہ کا خروج۔	۸۹ تا ۹۲
خراسان میں عبدالجبار کی بغاوت اور اُس کی طرف المہدی کا شورش۔	۹۲ تا ۹۴
طبرستان کی فتح۔	۹۴ تا ۹۵
چند حوادث۔	۹۵
عیینہ بن موسیٰ بن کعب کا خلع۔	۹۵ تا ۹۶
الاصبہبذ کا نقض عہد۔	۹۶ تا ۹۷
چند حوادث۔	۹۷ تا ۹۹
مدینہ مبارکہ پر ریاح بن عثمان المری کا تقرر اور محمد بن عبداللہ بن الحسن کا معاملہ	۹۹ تا ۱۰۸
اولادِ حسن قید میں	۱۰۸ تا ۱۰۹
اولادِ حسن عراق کے زندان میں۔	۱۰۹ تا ۱۱۳
چند حوادث	۱۱۳ تا ۱۱۴
محمد بن عبداللہ بن الحسن کا ظہور۔	۱۱۴ تا ۱۲۸
محمد بن عبداللہ کے مقابلے پر عیسیٰ بن موسیٰ کا شبخون اور محمد بن عبداللہ کا قتل۔	۱۲۹ تا ۱۳۸
بعض مشہور لوگوں کا ذکر جو محمد کے ساتھ تھے	۱۳۸ تا ۱۳۹
محمد کی صفت اور ان کے قتل کی خبروں کا ذکر۔	۱۳۹ تا ۱۴۲
مدینہ مبارکہ میں اسودان کی شورش کا ذکر۔	۱۴۲ تا ۱۴۳
ذکر بنائے مدینہ بغداد۔	۱۴۳ تا ۱۴۷
ذکر ظہور ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن، برادر محمد	۱۴۷ تا ۱۵۲
ابراہیم کے جانے اور ان کے قتل کیے جانے کا ذکر	۱۵۲ تا ۱۵۸

مضامین	صفحات
۱	۲
چند حوادث کا ذکر۔	۱۵۸ تا ۱۵۹
المنصور کے بغداد کی طرف منتقل ہونے کا ذکر اور اس کی تعمیر کی کیفیت۔	۱۵۹ تا ۱۶۱
الاندلس میں العلاء کے خروج کا ذکر۔	۱۶۱ تا ۱۶۲
متعدد حوادث کا ذکر۔	۱۶۲ تا ۱۶۳
ذکر قتل حرب بن عبد اللہ۔	۱۶۳
ذکر بیعت المہدی و خلع عیسیٰ بن موسیٰ۔	۱۶۳ تا ۱۶۸
عبد اللہ بن علی کی موت کا ذکر۔	۱۶۸ تا ۱۶۹
چند حوادث کا ذکر	۱۶۹ تا ۱۷۰
ذکر خروج حسان بن مجالد	۱۷۰ تا ۱۷۲
خالد بن برمک کو عامل بنائے جانے کا ذکر	۱۷۲
الاغلب بن سالم کی ولایت افریقیہ کا ذکر	۱۷۲ تا ۱۷۴
الاندلس کے فتنوں کا ذکر۔	۱۷۴ تا ۱۷۵
متعدد حوادث کا ذکر۔	۱۷۵ تا ۱۷۶
ذکر خروج استاذ سیس۔	۱۷۶ تا ۱۷۹
چند حوادث کا ذکر۔	۱۷۹ تا ۱۸۰
عمر بن حفص کے السند سے معزول کیے جانے اور ہشام بن عمرو کے مقرر ہونے کا ذکر۔	۱۸۰ تا ۱۸۳
ابو جعفر عمر بن حفص کے ولایت افریقیہ مقرر ہونے کا ذکر۔	۱۸۳ تا ۱۸۶
یزید بن حاتم کے افریقیہ کی ولایت پر	
سفر ہونے اور حج سے لوٹنے کا ذکر۔	۱۸۶ تا ۱۸۷
ذکر بناء الرصافۃ المہدی کے لیے۔	۱۸۷ تا ۱۸۹
ذکر قتل سلیمان بن حکیم العبدی۔	۱۸۹ تا ۱۹۰
شقناء کے معاملے کی ابتدا اور الاندلس میں اس کے خروج کا ذکر۔	۱۹۰ تا ۱۹۱
ذکر قتل معن بن زائدہ۔	۱۹۱ تا ۱۹۲
چند حوادث کا ذکر	۱۹۲ تا ۱۹۶
الجود والسارس۔	۱۹۷
عباس بن محمد کے الجزیرے سے معزول ہونے اور موسیٰ بن کعب کے عامل بنائے جانے کا ذکر۔	۱۹۸ تا ۱۹۹
محمد بن سلیمان کے الکوفہ سے معزول ہونے اور عمرو بن زہیر کے عامل بنائے جانے کا ذکر۔	۱۹۹ تا ۲۰۰
متعدد حوادث کا ذکر۔	۲۰۰ تا ۲۰۱
عبد الرحمن الاموی پر اہل اشبیلیہ کے شورش کرنے کا ذکر۔	۲۰۱ تا ۲۰۲
افریقیہ میں خوارج کے ساتھ فتنہ برپا ہونے کا ذکر۔	۲۰۲ تا ۲۰۳
متعدد حوادث کا ذکر۔	۲۰۳ تا ۲۰۵
الموصل سے موسیٰ کے عزل اور خالد بن برمک کی ولایت کا ذکر۔	۲۰۵ تا ۲۰۶
المنصور کی موت اور اس کی وصیت کا ذکر۔	۲۰۶ تا ۲۱۳
المنصور کا حلیہ اور اس کی اولاد۔	۲۱۳
المنصور کی سیرت کا کچھ حال۔	۲۱۳ تا ۲۲۲ ختم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتداء دولت بنی العباس

ابو العباس السفاح کی بیعت

اس سال (یعنی سنہ ۱۳۲ میں) ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس سے ماہ ربیع الاول میں اور بقول بعض ماہ ربیع الآخر میں، جبکہ اس مہینے کے تیرہ دن گذر چکے تھے اور بقول بعض جمادی الاولیٰ میں خلافت کی بیعت کی گئی۔

خلافت بنی العباس کی ابتدا یوں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العباس بن عبدالمطلب کو خبر دی تھی کہ خلافت ان کی اولاد کی طرف منتقل ہوگی۔ اس بنا پر ان کی اولاد ہمیشہ اس کی توقع کرتی رہی اور ان کے درمیان اس کے چرچے ہوتے رہے۔ پھر یہ ہوا کہ ابو ہاشم بن الحنفیہ، الشام کی طرف نکلے۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس سے ان کی ملاقات ہوئی ابو ہاشم نے محمد بن علی سے کہا اس معاملہ کا ذکر، جس کے واقع ہونے کی لوگ تم ہی سے توقع رکھتے ہیں، تم سے کوئی سننے نہ پائے۔

ابن الاشعث کے بیان میں، عبدالملک بن مروان سے خالد بن یزید بن معاویہ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ "اگر فتنہ سجستان سے رونما ہو تو اس میں تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں، لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں خراسان سے رونما ہو۔"

محمد بن علی نے کہا "ہمارے لئے تین اوقات ہیں"۔ طاغیہ یزید بن معاویہ کی موت، صدی کا سرا، اور افریقیہ کا فتق۔ جب یہ اوقات آئیں گے تو داعی ہمارے لئے دعوۃ دیں گے پھر ہمارے انصار مشرق سے بڑھیں گے، اور ان کے سوار آکر جباروں کے جمع کردہ خزانوں کو ان کے چنگل سے نکالیں گے"۔

جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر باغی ہو گئے تو محمد بن علی نے خراسان کی طرف ایک داعی بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ رضا کی طرف دعوۃ دے مگر کسی کا نام نہ لے۔ ہم اس سے قبل بنی العباس کے دعاۃ اور ابو مسلم کی مساعی، اور مروان کے حکم سے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حال بیان کر چکے ہیں۔ مروان نے ابراہیم کو گرفتار کرنے کے لئے جب کسی کو بھیجا تو اس سے ابو العباس کا وصف بیان کیا اس نے نوشتوں میں دیکھا تھا کہ ان اوصاف کے آدمی کو ان کا بادشاہ گرفتار کرے اور قتل کر دے۔ اور اس سے کہا کہ ابراہیم بن محمد کو لائے۔ فرستادہ پہنچا اور اس نے حسب صفت ابو العباس کو گرفتار کیا۔ جب ابراہیم ظاہر ہو گئے اور وہ بے خوف تھے، تو فرستادہ سے کہا گیا کہ تجھے حکم ابراہیم کو گرفتار کرنے کا دیا گیا ہے۔ اور یہ عبداللہ ہے" اس نے ابو العباس کو چھوڑا، اور ابراہیم کو گرفتار کر کے مروان کے پاس لے گیا۔ مروان نے جب ابراہیم کو دیکھا تو کہا: یہ تو وہ حلیہ نہیں ہے جس حلیہ کا میں نے تجھ سے ذکر کیا تھا۔" لوگوں نے کہا، جو صفت تو نے بیان کی تھی ہم نے اس حلیہ کا آدمی دیکھا ہے، لیکن تو نے نام ابراہیم کا لیا تھا، اور ابراہیم یہی ہے۔ اس نے ابراہیم کے لئے حکم دیا اور اس کو قید کر دیا گیا۔ اور قاصدوں کو دوبارہ ابو العباس کی تلاش میں بھیجا، مگر انھوں نے اس کو کہیں نہ دیکھا۔

ابو العباس کے الحمیمۃ سے جانے کا سبب یہ تھا کہ قاصد نے جب ابراہیم کو گرفتار کیا تو ابراہیم نے اپنے اہل بیت کو اپنی موت کی خبر دی، اور انھیں حکم دیا کہ وہ ابو العباس عبداللہ بن محمد کے ساتھ الکوفہ جائیں اور سمع و طاعت کریں ابراہیم نے ابو العباس کے لئے وصیت کی اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا۔ ابو العباس روانہ ہوا۔ اس کے اہل بیت میں سے اسکے ساتھ اس کا بھائی ابو جعفر المنصور تھا۔ (اور یہ لوگ تھے) عبدالوہاب و محمد اس کے بھائی ابراہیم کے بیٹے اس کے چچا داؤد، عیسیٰ، صالح، اسماعیل، عبداللہ اور عبدالصمد ابناء علی بن عبداللہ بن العباس۔

اس کا ابن عم موسیٰ بن داؤد۔

اس کا بھتیجا عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس یہ لوگ صفر میں الکوفہ پہنچے۔ اہل خراسان میں سے ان کے شیعہ الکوفہ کے باہر حمام اعین پر تھے ابوسلمہ الخلال نے ان کو الولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم، کے گھر میں، جو بنی اَوْد میں تھا، اُتارا اور ان کے احوال تقریباً چالیس دن تمام قوّاد و شیعہ بنی العباس سے مخفی رکھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابوسلمہ نے امام ابراہیم کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ امر خلافت آلِ ابی طالب کی طرف منتقل کر دے۔ ابو الجہم نے اس سے پوچھا، امام نے کیا کیا؟ اس نے کہا، وہ نہیں آیا، ابوالجہم نے اصرار کیا۔ اس نے کہا: یہ اس کے خروج کا وقت نہیں ہے کیونکہ واسط اس کے خروج کے بعد فتح نہیں کیا جائے گا۔

ابوسلمہ سے امام کی نسبت پوچھا جاتا تو وہ کہتا: "جلدی نہ کرو"۔ اس کی یہی روش رہی حتیٰ کہ ابوحمید محمد بن ابراہیم الحمیری الکناسہ جانے کے ارادہ سے حمام اعین سے آیا۔ ابراہیم الامام کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ابوحمید نے اسے پہچانا اور اس سے پوچھا، ابراہیم الامام نے کیا کیا؟ اس نے خبر دی کہ مروان نے اس کو قتل کر دیا" اور یہ کہ ابراہیم نے اپنے بھائی ابوالعباس کے لئے وصیت کی ہے اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ اپنے عامۂ اہل بیت کے ساتھ الکوفہ میں ہے"۔ ابوحمید نے اس سے خواہش کی کہ اسے ان کے پاس لے چلے۔ اس نے بغیر ان کا اذن حاصل کئے ان کے پاس جانا بُرا سمجھا، اس سے کہا "میرے اور تیرے درمیان وعدہ ہے کہ میں تجھ سے کل اسی جگہ ملوں گا"۔ ابوحمید ابوالجہم کے پاس واپس گیا اور اس کو اس بات کی خبر دی، ابوالجہم اس وقت ابوسلمہ کے لشکر میں تھا اس نے ابوحمید کو حکم دیا کہ وہ ان سے ملنے کی صورت نکالے۔ ابوحمید دوسرے دن اسی جگہ پہنچا جہاں ملنے کا سابق نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ سابق اس سے ملا اور اس کو ابوالعباس اور اس کے اہل بیت کے پاس لے گیا۔

ابوحمید نے ان کے پاس پہنچ کر پوچھا: ان میں خلیفہ کون ہے؟ داؤد بن علی نے کہا: یہ تمہارا امام اور تمہارا خلیفہ ہے، اور ابوالعباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے ابوالعباس کو خلافت کا سلام کہا، اس کے ہاتھ اور پاؤں چومے، اور کہا، ہمیں اپنے امر کا حکم دے۔ نیز اس کو ابراہیم الامام کی تعزیت دی۔ اور واپس گیا۔

ابراہیم بن سلمہ ایک شخص تھا، جو بنی العباس کی خدمت کرتا تھا، وہ ابوحمید کے

ساتھ ابو الجہم کے پاس گیا اور اس کو ان کی فرودگاہ کی خبر دی۔ امام نے (ابراہیم بن سلمہ کو) ابو سلمۂ الخلال کے پاس بھیجا کہ وہ جمال کو اونٹوں کا کرایہ ادا کرنے کے لئے، جو اس کو اور اس کے اہل بیت کو الکوفہ لایا تھا سو دینار عطا کرے، مگر اس نے نہیں بھیجے۔ ابو الجہم اور ابو احمد اور ابراہیم بن سلمہ، موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور اس سے یہ قصہ بیان کیا اس نے ابراہیم بن سلمہ کے ہاتھ امام کو دو سو دینار بھیج دیے۔ اور قوادوں میں سے ایک جماعت کی رائے اس پر متفق ہو گئی کہ امام سے ملیں۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم اور عبد الحمید بن ربعی اور سلمہ بن محمد اور ابراہیم بن سلمہ اور عبد اللہ الطائی اور اسحاق بن ابراہیم اور شراحیل اور عبد اللہ بن بسام اور ابو حمید محمد بن ابراہیم اور سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین، امام ابو العباس کے پاس گئے۔ ابو سلمہ کو یہ خبر پہنچی، اس نے ان کی بابت پوچھا، کہا گیا وہ اپنی ایک حاجت سے الکوفہ آئے ہیں۔ اور پوچھا: تم میں عبد اللہ بن محمد بن الحارثیہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا "یہ ہے" سب نے اس کو خلافت کا سلام کیا اور اس کو ابراہیم کی تعزیت دی۔ موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم واپس ہوئے۔ ابو الجہم نے باقی لوگوں کو امام کے پاس رہنے کا حکم دیا۔ ابو سلمہ نے ابو الجہم کے پاس کسی کو بھیجا کہ اس سے دریافت کیا جائے کہ تو کہاں تھا؟ اس نے کہا: میں اپنے امام کے پاس گیا تھا۔ ابو سلمہ بھی امام کی طرف جانے کے لئے سوار ہوا۔ ابو الجہم نے ابو حمید کو کہلا بھیجا کہ ابو سلمہ تمہارے پاس آیا چاہتا ہے، وہ امام کے پاس تنہا داخل ہونے پائے۔ ابو سلمہ ان کے پاس پہنچا تو اس کو روکا کہ وہ تنہا ہی داخل ہو سکتا ہے، کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہیں داخل ہو سکتا۔ وہ تنہا داخل ہوا اور اس نے ابو العباس کو خلافت کا سلام کیا۔ ابو حمید نے اس سے کہا: "تیرے علی رغم الف! اے اپنی ماں کا بظر چوسنے والے"۔ ابو العباس نے اس سے کہا: خاموش رہ! اور ابو سلمہ کو حکم دیا کہ اپنے معسکر کی طرف واپس جائے، چنانچہ وہ واپس گیا۔ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں، جب دن نکلا اور وہ جمعہ کا دن تھا، تو لوگوں نے ہتھیار لگائے اور ابو العباس کے برآمد ہونے کے لئے پرے باندھ کر کھڑے ہو گئے اس کے لئے جانور لائے، وہ ابلق گھوڑے پر سوار ہوا، اور اس کے اہل بیت بھی (جو اس کے ساتھ تھے) سوار ہوئے، اور وہ ان کی معیت میں دار الامارۃ میں داخل ہوا۔ پھر وہ

مسجد کی طرف نکلا۔ وہاں اس نے خطبہ دیا اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی پھر منبر پر چڑھا اور اس کے لئے خلافت کی بیعت کی گئی، وہ منبر کے بالائی حصے پر کھڑا ہوا۔ اور اس کا چچا داؤد بن علی منبر پر چڑھ کر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے کلام شروع کیا اور کہا: حمد ہے اس خدا کی جس نے اسلام کو برگزیدہ کیا اپنے نفس اور اپنے کرم اور اپنے شرف اور اپنی عظمت کے لئے۔ اور اس کو ہمارے لئے پسند کیا اور ہمارے ذریعہ اس کی تائید کی، اور ہمیں اس کا اہل، اور اس کا ملجا، اور اس کی حمایت میں کھڑا ہونے والے اور اس کی مدافعت کرنے اور اس کی مدد کرنے والا بنایا۔ پھر ہمارے لئے کلمۂ تقویٰ لازم کیا اور ہمیں اسکے لئے حق اور اس کا اہل بنایا، اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم اور قرابت سے مخصوص فرمایا۔ ہمیں ہمارے آباء سے پیدا کیا اور ہمیں رسول اللہ کے درخت سے نکالا، ہم کو آپ کی اصل سے مشتق کیا اور آپ کو ہم میں سے کیا ۔۔۔ اس قدر وہ پر کہ جسے جو تمہیں پہنچے، ہماری بھلائی کے لئے حریص اور مسلمانوں کے ساتھ رؤف و رحیم۔ اور اپنے ہمیں اسلام اور اسکے اہل میں موضع رفیع پر رکھا، اور اس کی نسبت اہل اسلام پر ایک کتاب نازل کی جو ان میں تلاوت کی جاتی ہے۔ تبارک و تعالیٰ نے اس کتاب محکم میں، جو اس نے نازل کی ہے، فرمایا ہے: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارے اہل البیت سے رجس دور کرے اور تمہیں طاہر کر دے جیسا کہ طاہر کرنے کا حق ہے، اور فرمایا قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ یعنی کہو کہ میں تم سے مودۃ فی القربیٰ کے سوا اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا، اور فرمایا وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) اور فرمایا وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ اور جو کچھ اللہ نے اہل القریٰ میں سے اپنے رسول پر فے کیا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے قرابت داروں کے لئے ہے، اور فرمایا: وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ اور جان لو کہ جو کچھ تم غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اسکے رسول اور اس کے قرابت داروں اور یتیموں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہمارے فضل کی خبر دی ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ لیکن گمراہ شامیوں نے زعم کیا کہ ریاست و سیاست اور خلافت کے لئے ہمارا غیر ہم سے زیادہ مستحق ہے!

ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں۔ اور اے لوگو! ایسا کیوں ہو جبکہ اللہ نے ہمارے ذریعے لوگوں کو ہدایت دی، اس کے بعد کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے؛ اور ان کو بصارت دی، اس کے بعد کہ وہ جاہل تھے؛ اور ان کو بچایا، اس کے بعد کہ وہ ہلاک ہو رہے تھے۔ اس نے ہمارے ذریعے حق کو ظاہر اور باطل کو سرنگوں کیا، اور اس کی اصلاح کی جو کچھ کہ فاسد ہو چکا تھا؛ اس نے ہمارے ذریعے خسیس رتبے کی تنقیص کی تکمیل کی، اور فرقت و پراگندگی کو جمع و اتحاد سے بدلا حتیٰ کہ لوگ دینی بھائی بن گئے، آپس کے بغض و عداوت کے تعاطف اور نیکی اور مواساۃ کی طرف چلے؛ اور دنیا و آخرت میں آمنے سامنے تختوں پر ہمارے بھائی ہوں گے۔ اللہ نے اس کا بیان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنت اور ہجرت کے طور پر کھولا اور جب اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا تو آپ کے بعد آپ کے اصحاب اس کام کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے امور ان کے درمیان شوریٰ سے انجام پاتے رہے۔ وہ قوموں کے موارث پر حاوی ہوئے، انھوں نے ان میں عدل کیا اور ان کو ان کے مواضع میں رکھا اور انہیں ان کے مستحقوں کو دیا؛ اور وہ ان سے بے لوث نکلے۔ پھر بنو حرب و بنو مروان جھپٹے۔ اور ان کو غنیمہ بنا لیا اور ان کو خود اپنے آپس میں گردش دی، اور اس میں جور کیا اور اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ اور وہ اس کے مستحقین پر اس وقت تک ظلم کرتے رہے جب تک اللہ نے ان کا پیالہ لبریز کیا؛ وہ اس کو پی گئے، اور جب وہ اس کو پا چکے تو اس نے ہمارے ذریعے ان سے انتقام لیا، ہمارا حق ہماری طرف واپس کیا، ہمارے ذریعے ہماری امت کا تدارک کیا، ہماری مدد کی اور ہمارے کام کا ذمہ دار بنا تاکہ ہمارے ذریعے ان لوگوں پر احسان کرے جو زمین میں ضعیف بنائے گئے تھے؛ اور اس نے ہمیں پر ختم کیا جس طرح ہم سے افتتاح کیا تھا۔ یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ تم پر اس طرف سے جو رنہیں آئے گا جس طرف تم پر نزول خیر ہوا تھا اور نہ اس طرف سے فساد آئے گا جدھر سے صلاح آئی تھی اور اے اہل بیت! ہماری توفیق صرف اللہ سے ہے۔ اے اہل الکوفہ! تم ہمارے محل محبت اور منزل مودت ہو۔ تمھی ہو جو اس سے متغیر نہیں ہوئے۔ اور اس سے تم کو زائل ہونے کا خیال نہ پھیر سکا حتیٰ کہ تم نے ہمارا زمانہ پا لیا، اور اللہ تم پر ہماری دولت لے آیا تم ہی ہمارے ساتھ سعید ترین اور ہم پر کرم ترین ہو۔ میں نے تمہارے وظائف میں سو سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے۔ پس مستعد ہو جاؤ کہ میں مباح کرنے والا اکثر العطاء،

اور عطا کرنے والا غضبناک ہو لے"۔

ابوالعباس کو اس وقت بخار چڑھا ہوا تھا۔ اس کا بخار شدید ہو گیا، وہ منبر پر بیٹھ گیا اور اس کا چچا داؤد منبر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا اس نے کہا:

حمد ہے خدا کی، شکر اس کا جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہماری طرف ہماری میراث پھیر دی جو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچی ہے۔ اے لوگو! اب دنیا کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور اس کے پردے کھل گئے۔ اس کی زمین اور اس کا آسمان چمک اٹھا اور اس کا آفتاب اپنے مطلع سے طلوع ہو گیا۔ چاند بھی جائے ظہور سے ظاہر ہو گیا، کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ میں آ گئی اور تیر اسی جگہ پر آ گیا جہاں سے نکلا تھا۔ حق اپنے نصاب میں تمہارے نبی کے اہل بیت کے اندر آ گیا جو تمہارے ساتھ رافت و رحمت اور تم پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ اے لوگو! واللہ ہم اس کام کی طلب میں اس لئے نہیں نکلے کہ چاندی سونے کی مقدار بڑھائیں، اور نہ ہم نہر کھودیں گے اور نہ قصر بنائیں گے۔ بلکہ انھوں نے جو ہمارا حق چھین لیا تھا اس پر ہمارے غصے اور اپنے بنی عم کے لئے ہمارے غضب اور اس کراہت نے جو تمہارے امور کی خرابی دیکھ کر ہم محسوس کرتے تھے ہمیں اس کام کے لئے نکالا ہے۔ تمہارے امور کی خرابی سے ہم اپنے فرشوں پر ایسا محسوس کرتے تھے کہ شدت گرما میں لٹکا دیا گیا ہے۔ تمہارے حق میں بنی امیہ کی بری سیرت اور ان کا تمہارے حقوق دبا لینا اور تمہارے فے اور صدقات اور غنائم تمہاری بجائے اپنے لئے مخصوص کر لینا ہم پر گراں گزرتا تھا۔ تمہارے لئے ہم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ اور عباس رحمۃ اللہ کا ذمہ ہے۔ ہم تمہارے درمیان اللہ کے نازل کئے ہوئے علم کے مطابق فیصلہ کریں گے، اللہ کی کتاب کے مطابق عمل کریں گے اور عام و خاص کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر چلیں گے۔ ہلاکت ہو ہلاکت ہو بنی حرب بنی امیہ اور بنی مروان کے لئے۔ انھوں نے اپنی مدت میں عاجل کو آجل پر اور دار فانیہ کو باقیہ پر ترجیح دی۔ وہ گناہوں کے مرتکب ہوئے اور خدا کی خلقت کے ساتھ ظلم کیا۔ محارم کی ہتک کی، جرائم کے ساتھ پیش آئے اور بندوں کے ساتھ اپنے برتاؤ اور ملکوں میں اپنے چلن میں جور کیا، وہ معاصی کی باگ ڈور

کے ساتھ نکلے اور گمراہی کے میدان میں انھوں نے دوڑ لگائی۔ اور اللہ کے استدراج اور اس کے کرنے نہ واقف اور بے خوف رہے۔ اللہ کا عذاب راتوں رات آگیا اس حال میں کہ وہ سوئے ہوئے تھے اور جب صبح ہوئی تو وہ محض افسانہ تھے، بالکل پارہ پارہ ہو چکے تھے۔ دور ہو ظالم قوم۔ اللہ نے ہمیں مروان سے نجات دی اور اللہ کی طرف سے دھوکا کیا گیا، اور اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ خود اپنی بچھائی ہوئی پھنکس میں الجھ کر اوندھا جا پڑا۔ اللہ کا دشمن سمجھتا تھا کہ ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے۔ اس نے اپنی ٹولی کو پکارا اور اپنے مکائد کو جمع کیا اور اپنے لشکروں کو بھیجا، مگر اس نے اپنے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں اللہ کے کر اور اس کے عذاب اور اس کے انتقام کا وہ سامان پایا جس نے اس کے باطل کو ہلاک اور اس کی گمراہی کو محو کر دیا۔ اس پر برا پھیر ڈال دیا اور ہمارا شرف اور ہماری عزت زندہ کی، ہماری طرف ہمارے حق اور ہماری وراثت واپس کر دی!

اے لوگو! امیر المومنین اللہ اس کی قوی امداد کرے نماز کے بعد اس لئے منبر پر دوبارہ آئے کہ وہ کلام جمعہ کو دوسرے کلام سے خلط ملط کرنا ناپسند کرتے ہیں۔ اور اپنے کلام کو پورا کرنے سے جس چیز نے ان کو روک دیا وہ بخار کی شدت ہے۔ امیر المومنین کے لئے اللہ سے عافیت کی دعا کرو کہ اللہ نے تم پر مروان کے بعد جو اللہ کا دشمن اور شیطان کا خلیفہ اور ان سفلوں کا پیرو ہے جنھوں نے پامال دین اور زنہار کے محترم مسلمین سے زمین میں فساد برپا کر دیا اس کے بعد کہ اس کی اصلاح ہو چکی تھی، ایک ایسے تروتازہ اور دائم المطلع نوجوان کو بھیجا جو اپنے ان نیک اسلاف کا مقتدی ہے جنھوں نے معالم ہدیٰ اور مناہج تقویٰ سے زمین کی اصلاح کی اس کے بعد کہ وہ بگڑ چکی تھی۔ لوگ دعا کرنے لگے۔ پھر داؤد نے کہا: اے اہل الکوفہ! خدا کی قسم، ہم اپنے حق میں برابر مظلوم اور مقہور رہے حتیٰ کہ اللہ نے ہمارے شیعہ اہل خراسان کو اٹھایا اور ان کے ذریعہ ہمارا حق زندہ کیا اور ان کے واسطے سے ہماری حجت روشن کی اور ان کی وجہ سے ہماری دولت ظاہر کی۔ اور انہی کے وسیلے سے اللہ نے تم کو وہ شے دکھائی جس کے تم اب منتظر نہیں رہے۔ اس نے تمہارے درمیان بنی ہاشم میں سے خلیفہ ظاہر کیا اور اس کے ذریعہ تمہارے چہرے روشن کئے اور اہل شام سے چھین کر تم کو دولت عطا کی۔

اور تمہاری طرف سلطنت منتقل کی۔ اور اسلام کو عزت دی اور تم پر ایک ایسا امام مقرر کر کے احسان کیا، جس کو اس نے عدالت اور حسن سیاست عطا کی ہے؛ جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے اس کو شکر کے ساتھ لو اور ہماری اطاعت لازم کر لو اور خود اپنے آپ سے خدع نہ کرو کیونکہ امر تمہارا امر ہے۔

ہر اہل بیت کا ایک مصر ہوتا ہے اور تم ہمارے مصر ہو۔ البتہ تمہارے اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور امیر المومنین عبد اللہ بن محمد (یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ سے ابو العباس السفاح کی طرف اشارہ کیا) کے سوا نہیں چڑھا۔ اور جان لو کہ یہ امر ہم میں سے نکلنے والا نہیں ہے حتیٰ کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔ حمد ہے خدا کی اس بلا پر جو اس نے ٹالی اور اس بخشش پر جو اس نے عطا کی۔"

پھر ابو العباس اترا، داؤد بن علی اس کے آگے تھا حتیٰ کہ وہ قصر میں داخل ہو گیا اور اپنے بھائی ابو جعفر المنصور کو لوگوں سے بیعت لینے کے لیے مسجد میں بٹھا گیا۔ وہ بیعت لیتا رہا حتیٰ کہ ان کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی، اور ان پر رات طاری ہو گئی۔ پھر وہ قصر میں چلا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی نے جب تقریر کی تھی تو اپنے کلام کے آخر میں کہا تھا کہ "اے لوگو! واللہ تمہارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سوا علی ابن ابی طالب اور اس امیر المومنین کے جو میرے پیچھے ہے اور کوئی خلیفہ نہیں ہوا" پھر وہ دونوں اترے اور ابو العباس نے نکل کر حمام اعین پر ابو سلمہ کے لشکر میں پڑاؤ کیا اور اس کے ساتھ ایک ہی جگہ ٹھیرا، اس طرح کہ دونوں کے درمیان صرف ایک پردہ تھا۔ اس زمانہ میں سفاح کا حاجب عبد اللہ بن بسام تھا۔ اس نے کوفہ اور اس کی سرزمین پر اپنا جانشین اپنے چچا داؤد بن علی کو بنایا اور اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو ابو عون بن یزید کی طرف شہرزور بھیجا اور اپنے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ کو الحسن بن قحطبہ کی طرف بھیجا جو اس زمانہ میں واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس المدائن بھیجا۔ اور ابو الیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس الاہواز بھیجا۔ اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف بھیجا۔ سفاح چند ماہ لشکر میں پڑا رہا پھر

سے چل کر مدینۃ الہاشمیہ کے قصر امارت میں اترا۔ وہ اپنے اس نقل مکان سے قبل ابو سلمہ پر بار ہو چکا تھا، حتیٰ کہ اس نے یہ بات محسوس کر لی۔

اور کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں بنی العباس کے العراق کی طرف جاتے وقت الشام میں نہ تھے بلکہ وہ العراق میں یا کسی اور جگہ تھے، پھر وہ دونوں الشام کے ارادے سے نکلے اور رستے میں ابو العباس اور اسکے اہل بیت الکوفہ جاتے ہوئے دومۃ الجندل پر ملے داؤد نے ان سے ان کا ماجرا پوچھا، ابو العباس نے اس سے ان کا قصہ بیان کیا اور اسے بتایا کہ وہ الکوفہ جاتے ہیں تاکہ وہاں ظہور کریں اور اپنا امر ظاہر کر دیں، اس پر داؤد نے اس سے کہا، اے ابو العباس! تم الکوفہ جاتے ہو۔ حالانکہ شیخ بنی امیہ مروان بن محمد العراق کے سر پر حران میں اہل الشام و الجزیرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور شیخ العرب یزید بن ہبیرہ العراق میں لشکر عرب کے ساتھ موجود ہے؟ ابو العباس نے جواب دیا کہ اے میرے چچا! جس نے زندگی محبوب رکھی وہ ذلیل ہو گیا، پھر الاعشیٰ کا یہ قول مثال میں پیش کیا۔

فما میتة إن متها غیر عاجز　　بعار إذا ما غالت النفس غولها

اگر میں عاجز ہوئے بغیر مروں تو یہ امر عار نہیں ہے جبکہ نفس کو اس کا غول ہلاک کرے۔

پھر داؤد اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا۔ واللہ تیرے چچا کے بیٹے نے سچ کہا۔ ہم اسی کے ساتھ یا عزت کا جینا جئیں گے یا عزت کی موت مر جائیں گے وہ سب واپس ہو گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ جب ان کے جیب سے الکوفہ کی طرف نکلنے کا ذکر کرتا تو کہتا تھا کہ چودہ آدمیوں کا ایک گروہ اپنے گھروں اور اہل و عیال میں سے نکلا، وہ جو شئے طلب کرتے تھے اپنی عظمت ہمت کے سبب طلب کرتے تھے ان کے نفوس کبیر اور ان کے قلوب شدید تھے۔

الزاب میں مروان کی ہزیمت کا ذکر

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قحطبہ نے ابو عون عبد الملک بن یزید الازدی کو شہر زور کی طرف بھیجا تھا اور وہ عثمان بن سفیان کو قتل کر کے ناحیۃ الموصل میں مقیم ہو گیا تھا۔ اور یہ کہ

مروان بن محمد حران سے اس کی طرف چلا حتیٰ کہ الزاب پہنچا اور ایک خندق کھود لی - وہ اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا: ادھر سے ابوعون الزاب کی طرف چلا ابوسلمہ نے ابوعون کی طرف عیینہ بن موسیٰ اور منہال بن فتان اور اسحاق بن طلحہ کو بھیجا جن میں سے ہر ایک تین تین ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ جب ابوالعباس ظاہر ہوا تو اس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور عبداللہ الطائی کو ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ اور عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور وداس بن نضلہ کو پانسو کے ساتھ ابوعون کی طرف بھیجا۔ پھر کہا: میرے اہل بیت میں سے کون مروان کے مقابلے پر جاتا ہے؟ عبداللہ بن علی نے کہا: میں۔ ابوالعباس نے اسے ابوعون کے پاس بھیجا اور وہ اس کے پاس جا پہنچا۔ ابوعون نے اپنے سراپردہ اس کے لئے خالی کر دیئے اور ان میں جو کچھ تھا اس کے لئے چھوڑ دیا۔ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ کو عبداللہ بن علی نے گھاٹ کے متعلق دریافت کیا، چنانچہ اسے الزاب کا رستہ دکھا دیا گیا اور اس نے عیینہ بن موسیٰ کو حکم دیا جو پانچ ہزار فوج کے ساتھ عبور کر گیا اور مروان کے لشکر کے سامنے جا پہنچا اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ شام ہو گئی اور وہ عبداللہ بن علی کے پاس واپس آ گیا۔ دوسرے دن صبح کو مروان نے دریا پر پل بندھوایا اور اسے عبور کر کے آیا۔ اس کے وزراء نے اس کو اس سے منع کیا مگر اس نے ان کی بات نہ مانی اور اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا اور عبداللہ بن علی کے لشکر سے نیچے جا اترا۔ عبداللہ بن علی نے المخارق کو چار ہزار فوج کے ساتھ عبداللہ بن مروان کی طرف بھیجا اور ادھر سے ابن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن الحکم کو اس کی طرف بھیجا، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں مخارق کے اصحاب بھاگ نکلے لیکن خود مخارق ثابت قدم رہا اور ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ابن مروان نے ان لوگوں کو مقتولین کے سروں سمیت مروان کے پاس بھیجا۔ مروان نے حکم دیا کہ قیدیوں میں سے ایک شخص کو میرے پاس لاؤ، مخارق لایا گیا، وہ نحیف تھا۔ مروان نے کہا: تو ہی مخارق ہے؟ اس نے کہا: میں اہل لشکر کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں، مروان نے پوچھا: کیا تو مخارق کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ مروان نے کہا: تو دیکھ کیا تجھے ان سروں میں وہ نظر آتا ہے۔ اس نے ان سروں میں سے ایک کی طرف نظر کی اور کہا: وہ یہ ہے۔ مروان نے اس کو چھوڑ دیا۔ مروان کے ایک ساتھی نے عبد

مخارق کی طرف دیکھا اور وہ اسے نہیں جانتا تھا تو کہا: اللہ ابو مسلم پر لعنت کرے کہ وہ لوگوں کو ہمارے مقابلہ میں لاتا ہے اور ان کے ساتھ ہم سے مقابلہ کر رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مخارق نے جب سروں کی طرف نظر کی تو کہا: میں اس کا سر ان سروں میں نہیں دیکھتا، میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ چلا گیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔

جب اس ہزیمت کی خبر عبداللہ بن علی کو پہنچی تو اس نے بھاگنے والوں کے رستے پر لوگوں کو بھیجا تاکہ ان کو لشکر میں داخل ہونے سے روکیں اور وہ اہل لشکر کو بگاڑ نہ سکیں۔ ابو عون نے اس کو مشورہ دیا کہ مروان سے جنگ کرنے میں جلدی کرے قبل اس کے کہ مخارق کا معاملہ ظاہر ہو اور لوگوں کے دل ٹھنڈے پڑیں۔ اس نے فوج میں منادی کی کہ ہتھیار لگائیں اور جنگ کے لیے نکلیں، لوگ سوار ہوئے، اس نے اپنے لشکر پر محمد بن صول کو نائب کیا اور مروان کی طرف چلا اور اپنے میمنہ پر ابو عون اور میسرہ پر ولید بن معاویہ کو مقرر کیا، اور اس کا لشکر بیس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ بقول بعض اس میں بارہ ہزار آدمی تھے اور بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہے۔ جب دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا: اگر آج دن کو سورج ڈھل گیا اور انہوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہمیں ہوں گے جو حکومت مسیح علیہ السلام کے سپرد کریں گے۔ اور اگر انہوں نے زوال سے قبل ہم سے جنگ شروع کر دی تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مروان نے عبداللہ کے پاس پیغام بھیج کر مہلت کی درخواست کی۔ عبداللہ نے کہا: ابن زریق جھوٹا ہے۔ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی میں اس کو گھوڑوں سے پامال کروں گا ان شاء اللہ۔ مروان نے اہل الشام سے کہا: ٹھہر جاؤ۔ ہم ان سے جنگ کی ابتدا نہ کریں گے اور وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا لیکن ولید بن معاویہ بن مروان بن الحکم نے جو مروان بن محمد کا داماد تھا حملہ کر دیا۔ مروان غضبناک ہوا اور اس نے ولید کو گالی دی۔ ابن معاویہ نے ابو عون سے جنگ کی۔ ابو عون پسپا ہو کر عبداللہ بن علی کے پاس جا پہنچا۔ اس پر موسیٰ بن کعب نے کہا: اے عبداللہ! لوگوں کو حکم دے کہ گھوڑوں سے اتریں۔ چنانچہ منادی کی گئی کہ الارض (اتر پڑو)، لوگ اتر گئے، نیزے تان لیے اور سواروں پر ٹوٹ پڑے، اور ان سے جنگ کی۔ اب اہل الشام پیچھے ہٹنے لگے گویا وہ ہٹ رہے ہیں۔ عبداللہ بن علی چلتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا

کہ یا رب، ہم کب تک تیرے حق میں لڑتے رہیں گے۔ اس نے پکارا کہ اے اہل خراسان! ابراہیم کے خون کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور۔ اور ان کے درمیان سخت قتال ہوا۔ مروان نے قضاعہ سے کہا: اتر پڑو۔ مگر انھوں نے کہا: بنی سلیم سے کہو کہ وہ اتر پڑیں۔ پھر اس نے سکاسک کی طرف حکم بھیجا کہ حملہ کرو۔ مگر انھوں نے کہا: بنی عامر سے کہو کہ حملہ کریں۔ پھر اس نے السکون کو حکم بھیجا کہ حملہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ غطفان سے کہو کہ حملہ کریں۔ پھر اس نے اپنے صاحب الشرطہ سے کہا: تو اتر۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں اپنے تئیں نشانہ نہ بناؤں گا۔ مروان نے کہا: واللہ میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ اس نے جواب دیا: میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اس پر قادر ہوتا۔ اس دن مروان کا یہ حال تھا کہ جو تدبیر کرتا تھا اس میں خلل پڑ جاتا تھا۔ اس نے اموال نکالنے کا حکم دیا۔ وہ نکالے گئے اور اس نے لوگوں سے کہا: ثابت قدم رہو اور لڑتے جاؤ، یہ مال تمہارے ہی لئے ہیں۔ لوگوں میں سے کچھ اس میں سے لینے لگے۔ اس پر اس سے کہا گیا: لوگ اس مال کی طرف جھک پڑے ہیں اور ہمیں خوف ہے کہ وہ اس کو لے کر چلے جائیں گے۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم بھیجا کہ تو اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر کے لوگوں کی طرف جا اور جن لوگوں نے مال لیا ہے ان کو قتل کر۔ اور ان کو روک دے۔ عبداللہ اپنے علم اور اپنے آدمیوں کے ساتھ ادھر چلا۔ لوگوں میں شور مچ گیا کہ ہزیمت ہزیمت۔ مروان بھاگ نکلا؛ فوج والے بھی بھاگے۔ اسی عالم میں پل توڑ دیا گیا اس روز جو لوگ غرق ہوئے وہ ان سے زیادہ تھے جو مارے گئے۔ اس روز غرق ہونے والوں میں سے ایک ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن المخلوع بھی تھا۔ لوگوں نے اسے غریقوں میں سے نکال لیا۔ عبداللہ نے اس پر یہ آیت پڑھی۔ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ بعض لوگ کہتے ہیں اسے تو عبداللہ بن علی نے الشام میں قتل کیا۔ اس واقعے میں سعید بن ہشام بن عبدالملک مارا گیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے عبداللہ نے الشام میں قتل کیا۔

عبداللہ بن علی اپنے لشکر میں سات دن مقیم رہا۔

سعید بن العاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے مروان کو عار دلاتے ہوئے کہا ہے

لجّ الفرار بمروان فقلت له ... عاد الظلوم ظليماً همّه الهرب
أين الفرار وترك الملك إذ ذهبت ... عنك الهوينا فلا دين ولا حسب
فراشة الحلم فرعون العقاب وإن ... تطلب نداه فكلب دونه كلب

مروان بھاگنے لگا تو میں نے اس سے کہا: ظالم جب مظلوم ہو گیا تو اسے بھاگنے کی سوجھی۔ یہ بھاگنا اور ملک چھوڑنا کدھر ہے جبکہ تجھ سے رفق رخصت ہوا۔ تو نہ دین ہے اور نہ حسب۔ حلم کا اور عقاب کا فرعون اگر اسے ٹٹولا جائے تو ایسا بھاگے جیسے کتے کے پیچھے کتا۔

اسی دن عبداللہ بن علی نے السفاح کو فتح کی خبر لکھی اور مروان کی لشکرگاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اس میں بہت ہتھیار اور اموال پائے گئے۔ لیکن کوئی عورت سوا ایک جاریہ (لونڈی) کے جو عبداللہ بن مروان کی تھی نہ پائی گئی۔ جب یہ مکتوب السفاح کے پاس آیا تو اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور جو لوگ جنگ میں شریک ہوئے تھے ان کے لئے پانسو دینار انعام کا حکم دیا اور ان کے ارزاق اسّی تک بڑھا دیئے۔

الزاب میں مروان کی ہزیمت شنبے کے دن گیارہ جمادی الآخرہ کو ہوئی۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بھی تھا جو عبدالرحمٰن صاحب الاندلس کا بھائی تھا۔ جب وہ جنگ کے لئے بڑھا تو عبداللہ بن علی نے ایک نوجوان کو دیکھا جس پر شرف کی شان تھی اور وہ کٹ کٹ کر لڑ رہا تھا۔ عبداللہ بن علی نے اس کو پکار کر کہا: اے جوان! تیرے لئے امان ہے خواہ تو مروان بن محمد ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے کہا: میں اگرچہ وہ نہیں ہوں مگر اس سے فروتر بھی نہیں ہوں۔ عبداللہ نے کہا: تیرے لئے امان ہے تو جو کوئی بھی ہو۔ یہ سن کر وہ ٹھٹکا پھر بولا: ـ

أذلّ الحياة وكره الممات ... وكلا أراه طعاماً وبيلا
فإن لم يكن غير إحداهما ... فسير إلى الموت سيراً جميلا

خواہ زندگی کی ذلت ہو یا موت کی تلخی میں دونوں کو بُری غذا سمجھتا ہوں۔ اگر ان دونوں میں سے ایک کے سوا چارہ نہ ہو تو موت کی طرف جانا اچھا ہے۔
پھر اس نے جنگ کی حتیٰ کہ مارا گیا۔ دیکھا تو وہ مسلمہ بن عبدالملک کا تھا۔

ابراہیم بن محمد بن علی الامام کے قتل کا ذکر

ہم اس کے قید کیے جانے کا سبب بیان کر چکے ہیں۔ لوگوں نے اس کی موت کے باب میں اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ مروان نے اس کو حران میں قید کیا اور سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور عباس بن الولید بن عبدالملک اور ابو محمد السفیانی کو بھی قید کیا۔ ان میں سے عباس بن الولید اور ابراہیم بن محمد بن علی الامام اور عبداللہ بن عمر بن العزیز اس وبا میں مر گئے جو حران میں پھیلی تھی۔ پھر الزاب میں مروان کی ہزیمت سے قبل جمعہ کے دن سعید بن ہشام اور اس کا ابن عم اور اس کے ساتھ جو لوگ محبوس تھے سب نکلے اور انھوں نے قید خانہ کے محافظ کو قتل کر دیا اور نکل بھاگے۔ ان کو اہل حران اور ان غوغائیوں نے جو وہاں جمع ہو گئے تھے قتل کر دیا۔ اہل حران نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک اور عبدالملک بن بشر التغلبی اور بطریق جس کا نام کوشان تھا ابو محمد السفیانی قید ہی میں چھوٹا رہ گیا اور وہ نکلنے والوں کے ساتھ نہ نکلا۔ اس کے ساتھ کچھ دوسرے بھی تھے جنھوں نے قید سے نکلنا درست نہ سمجھا۔ جب مروان الزاب سے شکست کھا کر آیا تو اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک ابراہیم کے ساتھ محبوس تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ ان دونوں میں محبت ہو گئی۔ ایک دن ایک آدمی شراحیل کی طرف سے ابراہیم کے پاس دودھ لیکر آیا اور اس نے کہا: تیرا بھائی تجھ سے کہتا ہے کہ میں نے اس دودھ میں سے پیا اور اسے خوب پیا۔ میرا جی چاہا کہ تو بھی اس میں سے پی لے۔ اس نے پی لیا اور اسی وقت اس کا جسم ٹوٹنے لگا۔ یہ وہ دن تھا جس دن وہ شراحیل کے پاس جاتا تھا۔ جب دیر ہوئی تو شراحیل نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ تجھے دیر ہو گئی ہے کس شئے نے تجھے روک لیا۔ ابراہیم نے جواب دیا: جب سے میں نے وہ دودھ پیا ہے جو تو نے بھیجا تھا مجھے اسہال شروع ہو گئے ہیں۔ اس پر شراحیل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا: قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ میں نے آج نہ دودھ پیا اور نہ تیرے پاس

بھیجا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ مجھ سے سامنے قتل کیا گیا۔ اس رات ابراہیم سویا اور صبح مردہ نکلا۔ ابراہیم بن ہرمہ نے اس کا مرثیہ کہا ہے

قد کنت احسبنی جلداً فضعضعنی — قبر بحران فیہ عصمۃ الدین
فیہ الامام وخیر الناس کلہم — بین الصفائح والاحجار والطین
فیہ الامام الذی عمت مصیبتہ — وعیلت کل ذی مال ومسکین
فلا عفا اللہ عن مروان مظلمۃ — لکن عفا اللہ عمن قال آمینا

میں اپنے تئیں مضبوط دل کا سمجھتا تھا لیکن مجھے حران کی ایک قبر نے جس میں دین کی عصمت ہے متزلزل کر دیا۔ اس میں امام اور تمام لوگوں میں بہترین آدمی پتھروں اور مٹی کے درمیان پڑا ہے۔ اس میں وہ امام ہے جس کی مصیبت عام ہوگئی اور اس نے ہر مالدار اور مسکین کو محتاج کر دیا۔ اللہ مروان کو اس ظلم سے معاف نہ کرے۔ لیکن اسکو معاف کرے جو اس پر آمین کہے۔

ابراہیم نیک، فاضل اور کریم آدمی تھا۔ ایک دفعہ المدینہ گیا تو وہاں کے باشندوں میں بہت مال تقسیم کیا۔ اور عبداللہ بن الحسن کو پانسو دینار بھیجے اور جعفر بن محمد کو ایک ہزار دینار بھیجے۔ اسی طرح اس نے جماعت علویین کو بہت سا مال بھیجا۔ پھر حسین بن زید بن علی اس کے پاس آئے۔ وہ اس وقت بچہ تھے۔ ابراہیم نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا اور پوچھا تم کون ہو؟ بولے: میں حسین بن زید بن علی ہوں۔ ابراہیم رویا حتیٰ کہ اس کی چادر تر ہوگئی۔ اس نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ جو کچھ مال باقی ہے لاؤ۔ وہ چار سو دینار لایا۔ ابراہیم نے وہ حسین بن زید کو دیئے اور ان سے کہا: اگر ہمارے پاس کچھ اور ہوتا تو میں وہ بھی تم ہی کو دیتا۔ اس نے حسین بن زید کے ساتھ اپنے موالی میں سے ایک کو ان کی ماں ریطہ بنت عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا کہ ان سے معذرت کرے۔ وہ سنہ ۸۲ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ایک بربری ام ولد تھی جس کا نام سلمیٰ تھا۔ اس کے قتل کا ذکر مروان کی ہزیمت سے قبل ہونا چاہیے تھا لیکن ہم نے اس کو اس لئے پہلے بیان کیا کہ مروان کے واقعات کا سلسلہ مرتب ہو۔

مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے قتل کا ذکر

اسی سال مروان بن محمد قتل کیا گیا۔ اس کا قتل اعمال مصر کے مقام بوصیر میں

ستائیس ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ھ کو ہوا۔ جب مروان کو عبداللہ بن علی نے الزاب میں شکست دی تو وہ مدینۃ الموصل آیا جہاں ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمہ الاسدی تھے۔ ان دونوں نے پل کاٹ دیا۔ اہل الشام نے ان کو پکارا کہ یہ تو امیر المومنین مروان ہیں لیکن ان لوگوں نے کہا: تم جھوٹ بکتے ہو۔ امیر المومنین کبھی نہیں بھاگتا۔ اہل الموصل نے اس کو گالیاں دیں اور کہا: اے جعدی! اے معطل! اس خدا کا شکر ہے جس نے تیری حکومت زائل کر دی اور تیری دولت مٹا دی۔ اس خدا کا شکر ہے جو ہمارے نبی کے اہل بیت کو ہمارے پاس لے آیا۔ جب مروان نے یہ سنا تو ایک اور شہر کی طرف چلا گیا اور وہاں سے دجلہ عبور کیا اور حران پہنچا۔ وہاں اس کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد بن مروان اس کا عامل تھا۔ وہاں وہ بیس دن اور کچھ روز ٹھیرا۔ عبداللہ بن علی چل کر الموصل پہنچا اور اس میں داخل ہوا اور ہشام کو الموصل سے معزول کر کے محمد بن صول کو عامل مقرر کیا۔ پھر وہ ابن محمد کے پیچھے چلا اور جب عبداللہ اس کے قریب پہنچ گیا تو مروان نے اپنے اہل و عیال کو ساتھ کیا اور وہ اُن سے بھاگ نکلا۔ وہ مدینہ حران میں اپنے بھتیجے ابان بن یزید کو چھوڑ گیا جس کے نکاح میں مروان کی بیٹی ام عثمان تھی۔ جب عبداللہ بن علی حران پہنچا تو ابان سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملا اور اس سے بیعت کی۔ عبداللہ نے اس سے بیعت لی اور وہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ عبداللہ نے اس کو اور ان کو جو حران و جزیرہ میں تھے امان دے دی۔ مروان حمص پہنچا۔ یہاں کے باشندے اس سے سمع و طاعت کے ساتھ ملے۔ وہ یہاں دو تین دن ٹھیرا۔ پھر یہاں سے چل نکلا۔ جب ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کی قلت دیکھی تو انہیں اس کے حق میں طمع پیدا ہوئی اور انہوں نے کہا: یہ تو مرعوب بھگوڑا ہے۔ اس کے جانے کے بعد انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور چند میل پر اسے جا لیا۔ اس نے جو گھوڑوں کی گرد دیکھی تو ان کے لئے کمین گاہ میں چھپ گیا۔ جب وہ کمین گاہ سے گذر گئے تو مروان نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے ان کے مقابل میں صف بندی کی اور ان کو قسمیں دیں۔ لیکن انہوں نے اس سے جنگ پر اصرار کیا۔ اس نے ان سے جنگ کی۔ کمین گاہ میں چھپے ہوئے لوگ ان کے پیچھے سے حملہ آور ہوئے۔ اہل حمص شکست کھا کر بھاگے اور مارے گئے حتیٰ کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ پھر مروان دمشق پہنچا جہاں اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان والی تھا۔ مروان نے اس کو وہیں چھوڑا اور کہا:

ان سے لڑے حتیٰ کہ اہل الشام منتشر ہو جائیں۔ مروان وہاں سے چل کر فلسطین آیا اور نہر ابی فطرس پر اترا۔ فلسطین پر الحکم بن ضبعان الجذامی قابض ہو گیا تھا۔ مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی کے پاس پیغام بھیجا۔ اس نے مروان کو پناہ دی لیکن بیت المال الحکم کے ہاتھ میں تھا۔ السفاح نے عبداللہ بن علی کو لکھا تھا اور یہ حکم دے دیا تھا کہ وہ مروان کا تعاقب کرتا رہے۔ وہ چلتا رہا حتیٰ کہ الموصل پہنچا۔ اس سے وہاں کے باشندے سیاہ شعار کے ساتھ ملے اور انہوں نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ پھر وہ حران گیا جہاں ابان بن یزید اس سے سیاہ شعار کے ساتھ ملا۔ جیسا کہ اوپر گزرا اس نے اسے امان دی۔ عبداللہ نے وہ مکان منہدم کر دیا جس میں ابراہیم قید کیا گیا تھا۔ پھر وہ حران سے منبج گیا۔ وہاں کے باشندوں نے بھی سیاہ شعار ظاہر کیا۔ وہ یہاں ٹھیرا۔ اہل قنسرین نے اس کے پاس اپنی بیعت بھیجی۔ اور اس کے پاس اس کا بھائی عبدالصمد بن علی آیا۔ السفاح نے اس کو عبداللہ کی مدد کے لئے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ وہ عبدالصمد کے آنے کے دو دن بعد قنسرین گیا۔ یہاں کے باشندے سیاہ شعار اختیار کر چکے تھے۔ وہ یہاں دو دن ٹھیرا۔ پھر حمص کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں کے باشندوں نے بیعت کی۔ اور وہ یہاں چند روز ٹھیرا۔ ثم بعلبک کی طرف گیا اور دو دن ٹھیرا۔ پھر چلا اور مزہ دمشق میں اترا جو غوطہ کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے۔ یہاں اسکے پاس اس کا بھائی صالح بن علی مدد لے کر آیا اور آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مرج عذراء پر اترا۔ پھر عبداللہ نے جا کر باب شرقی پر اترا۔ صالح باب الجابیہ پر، ابوعون باب کیسان پر، بسام بن ابراہیم باب الصغیر پر، حمید بن قحطبہ باب توما پر، اور عبدالصمد و یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس پر اترے۔ دمشق میں ولید بن معاویہ تھا۔ ان لوگوں نے اسے محصور کر لیا۔ اور چہارشنبہ کے دن پانچویں رمضان سنہ ۱۳۲ کو اس میں زبردستی داخل ہو گئے۔ پہلا شخص جو مدینہ کی فصیل پر باب شرقی کی طرف سے چڑھا وہ عبداللہ الطائی تھا۔ اور جو ناحیہ باب الصغیر سے چڑھا وہ بسام بن ابراہیم تھا۔ یہ لوگ دمشق میں تین گھنٹے تک لڑتے رہے اور مقتولوں میں ولید بن معاویہ بھی مارا گیا۔ عبداللہ بن علی دمشق میں پندرہ دن ٹھیرا۔ پھر فلسطین کے ارادہ سے چلا جہاں اہل الاردن سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملے۔ وہ نہر ابی فطرس پر پہنچا جہاں سے مروان گزر چکا تھا۔ عبداللہ فلسطین میں ٹھیرا اور خبر ملی

یحییٰ بن جعفر الہاشمی اترا۔ عبداللہ کے پاس السفاح کا نامہ آیا کہ وہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجے۔ صالح نہر ابی فطرس سے ذی القعدہ سنہ ۱۳۲ھ میں چلا۔ اس کے ساتھ ابن فتان اور عامر بن اسماعیل تھے۔ صالح نے اپنے آگے ابو عون اور عامر بن اسمٰعیل کو روانہ کیا۔ یہ دونوں چلے حتیٰ کہ العریش پہنچے۔ مروان نے اس کے اور گرد جس قدر چارہ اور غلہ تھا سب جلا دیا۔ صالح چلا اور نیل پر اترا۔ پھر یہاں سے بھی آگے بڑھا حتیٰ کہ الصعید پہنچا۔ اس کو خبر ملی کہ مروان کے سوار چارہ جلاتے پھر رہے ہیں۔ اس نے ان کی طرف آدمی بھیجے جو ان کو صالح کے پاس پکڑ لائے۔ وہ اس وقت الفسطاط میں تھا۔ پھر وہ چلا اور ایک مقام پر اترا جس کا نام ذات السلاسل ہے۔ یہاں سے اس نے ابو عون عامر بن اسمٰعیل الحارثی اور شعبہ بن کثیر المازنی کو الموصل کے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھایا۔ مروان سے ان کی مڈ بھیڑ ہوئی جن کو انہوں نے شکست دیدی اور ان میں سے بہتوں کو پکڑ لیا۔ ان میں سے بعض کو انہوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ رکھا۔ ان سے انہوں نے مروان کی نسبت پوچھا۔ انہوں نے اس شرط پر اس کی جگہ بتا دی کہ ان کو امان دی جائے۔ لوگ گئے اور اس کو بوصیر کے ایک کنیسہ میں اترا ہوا پایا۔ انہوں نے رات کے وقت اس سے جنگ کی۔ اس وقت ابو عون کے ساتھ کم آدمی تھے۔ عامر بن اسمٰعیل نے ان سے کہا: اگر صبح ہو گئی اور مروان کے ساتھیوں نے ہماری قلت دیکھ لی تو وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے اور ہم میں سے کوئی نہ بچ سکیگا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار کا نیام توڑ پھینکا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی یہی کیا اور مروان کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور اس پر نیزہ مارا۔ اور وہ اس کو نہیں جانتا تھا کہ کون ہے۔ اس پر ایک چیخنے والا چیخا کہ امیر المومنین گر گئے۔ یہ سنکر لوگ اس کی طرف جھپٹے اور اہل الکوفہ میں سے ایک شخص سب سے اول اس کے پاس جا پہنچا جو انار بیچتا تھا اور اس نے اس کا سر کاٹ لیا۔ عامر نے اس کا سر لے لیا اور ابو عون کے پاس بھیج دیا اور ابو عون نے صالح کے پاس بھیج دیا۔ جب اس کا سر صالح کے پاس پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ لی جائے۔ اس کی زبان کاٹ لی گئی۔ اس کو جنبش ہونے لگی۔ اس پر صالح نے کہا: "ہمیں کیا کیا عجائب اور عبرت کے سامان دکھاتی ہے۔ یہ مروان کی زبان ہے جسے جنبش ہو رہی ہے۔" شاعر نے کہا: ـــ

فقد فتح الله مصر عنوة لكم ... وأهلك الفاجر الجعدي إذ ظلما
فلاك مقوله هصر حيث يجتره ... وكان ربك من ذي الكفر منتقما

اللہ نے مصر تمہارے لئے بزور فتح کر دیا اور فاجر جعدی کو ہلاک کر دیا جبکہ اس نے ظلم کیا۔ اس کی زبان کو ایک جنبش تڑپانے لگی۔ اور اللہ کفر کرنے والوں سے انتقام لینے والا ہے۔

صالح نے اس کا سر ابو العباس السفاح کے پاس بھیج دیا۔ ذی الحجہ کی دو راتیں باقی تھیں جب اس کا قتل ہوا۔ صالح الشام واپس آ گیا، ابو عون کو اس نے مصر میں چھوڑا اور اسلحہ، اموال اور غلام اس کے سپرد کئے۔ مروان کا سر جب السفاح کے پاس پہنچا وہ الکوفہ میں تھا، اسکو دیکھ کر السفاح نے سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے تجھ پر غالب کیا اور مجھے تجھ پر فتح عطا کی۔ میرا انتقام تجھ پر اور تیرے دشمن دین قبیلہ پر باقی نہ رہا۔ اور یہ شعر پڑھا۔

لو يشربون دمي لم يرو شاربهم ... ولا دماؤهم للغيظ ترويني

اگر وہ میرا خون پیتے تو ان کا پینے والا سیراب نہ ہوتا اور نہ ان کے خون میرے غیظ کو سیراب کرتے ہیں۔

جب مروان مارا گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ اور عبید اللہ ارض الحبشہ کی طرف بھاگ گئے اور ان کو حبشیوں کے ہاتھوں مصائب اٹھانے پڑے۔ حبشیوں نے ان سے جنگ کی، عبید اللہ قتل ہوا اور عبد اللہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بچ نکلا اور وہ المہدی کی خلافت تک زندہ رہا۔ پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے پکڑ لیا اور المہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروان جب مارا گیا تو عامر نے اس کنیسہ کا رخ کیا جس میں مروان کا حرم تھا۔ مروان نے عورتوں کی حفاظت ایک خادم کے سپرد کی تھی۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ انہیں اس کے بعد قتل کر دے۔ لیکن عامر نے اسے پکڑ لیا اور مروان کی عورتوں اور اس کی بیٹیوں کو لے کر صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ اس کے سامنے حاضر ہوئیں تو مروان کی بڑی بیٹی نے کلام کیا اور کہا، اے امیر المومنین کے چچا! اللہ تیرے لئے وہ امر محفوظ رکھے جس کے محفوظ رہنے کا تو خواہشمند ہے۔ ہم تیری اور

تجھ سے بھائی اور تیرے ابن عم کی بیٹیاں ہیں۔ ہم پر تیرا عفو اسی طرح وسیع ہو جس طرح ہمارا جور تم پر وسیع ہوا۔ صالح نے کہا: خدا کی قسم! میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیا تیرے باپ نے میرے بھتیجے ابراہیم الامام کو قتل نہیں کیا؟ کیا ہشام بن عبدالملک نے زید بن علی بن الحسین کو قتل نہیں کیا اور کوفہ میں انہیں صلیب نہیں دی؟ کیا ولید بن یزید نے یحییٰ بن زید کو قتل کر کے خراسان میں صلیب نہیں دی؟ کیا ابن زیاد الداعی نے مسلم بن عقیل کو قتل نہیں کیا؟ کیا یزید بن معاویہ نے الحسین بن علی اور ان کے اہل بیت کو قتل نہیں کیا؟ کیا اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل حرم نہیں گئے اور کیا اس نے ان کو سبایا کے مقام میں کھڑا نہیں کیا؟ کیا الحسین کا سر اس کے پاس نہیں لایا گیا اس حال میں کہ ان کا دماغ پھٹا ہوا تھا۔ پھر کیا چیز ہے جو مجھے تمہارے زندہ چھوڑنے پر آمادہ کر سکتی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اچھا تمہارا عفو ہم پر وسیع ہو۔ صالح نے کہا: اں یہ منظور ہے اگر تو چاہے تو میں اپنے بیٹے الفضل سے تیری شادی کر دوں اس نے جواب دیا: اس سے بہتر کونسی بات ہوگی لیکن آپ ہمیں حران بھیج دیں۔ اس نے انہیں حران بھیج دیا۔ جب وہ وہاں داخل ہوئیں اور انہوں نے مروان کی منازل دیکھیں تو ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

کہا جاتا ہے: ایک دن مروان کے قتل سے قبل بکیر بن ماہان اپنے اصحاب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ عامر بن اسمٰعیل ان کے پاس سے گزرا اور وہ اس کو نہیں جانتے تھے۔ وہ دجلہ پر آیا اور اس نے اس میں سے پانی پیا پھر واپس ہوا۔ بکیر نے اسے بلایا اور پوچھا: اے جوان! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: عامر بن اسمٰعیل بن الحارث۔ بکیر نے پوچھا: تو بنی مسلیہ میں سے ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں انہی میں سے ہوں۔ بکیر نے کہا: خدا کی قسم تو ہی مروان کو قتل کرے گا۔ یہی بات تھی جس نے مروان کے قتل کے لئے عامر کی طمع تیز کر دی۔ جب مروان قتل کیا گیا اس کی عمر ۶۲ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں ۶۹ برس کی تھی۔ اس کی حکومت کا زمانہ اس کی بیعت کے وقت سے اس کے قتل تک پانچ برس دس مہینے سولہ دن تھا۔ وہ ابو عبدالملک کنیت کرتا تھا۔ اس کی ماں ایک ام ولد تھی جو پہلے ابراہیم بن الاشتر کے پاس تھی پھر اسے محمد بن مروان نے ابراہیم کے قتل کے دن لے لیا اور اس سے مروان پیدا ہوا۔ اسی بنا پر عبداللہ بن عیاش المنتوف نے السفاح

نے کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے الجزیرہ کے گدھے اور نخع کی لونڈی کے بچے کے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم عبد المطلب کا بیٹا دیا۔ مروان کو حمار اور جعدی کا لقب دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے خلق قرآن اور قدر وغیرہ کا مذہب اخذ کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جعد زندیق تھا جس کو میمون بن مہران نے نصیحت کی تھی اس پر اس نے کہا: قبادی بکری مجھے اس دین سے زیادہ محبوب ہے جس کی تو پیروی کرتا ہے۔ میمون نے اس کے جواب میں کہا: اللہ تجھے قتل کرے اور وہ ضرور تجھے قتل کرنے والا ہے۔" میمون نے اس کے خلاف شہادت دی۔ ہشام نے اسے تلاش کیا اور پکڑ لیا اور خالد القسری کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ مروان کی مذمت کے لئے اسے جعد کی طرف نسبت دیتے تھے۔ مروان گورا تھا اس کی آنکھوں میں بہت سرخ ڈورے تھے وہ بڑے سر والا سفید گھنی ڈاڑھی والا اور متوسط القامت تھا۔ وہ شجاع صاحب حزم تھا لیکن اس کی مدت پوری ہو چکی تھی اس لئے اس کی شجاعت اور اس کا عزم اس کے کچھ کام نہ آیا۔

عاش بالیاز و شکن حمد ۔

بنی امیہ میں سے ان کا ذکر جو قتل کئے گئے

سدیف السفاح کے پاس داخل ہوا اور اس کے پاس سلیمان بن ہشام بن عبد الملک تھا اور السفاح نے اس کو عزت دی تھی۔ اس پر سدیف نے کہا:

لا یغرنک ما تری من رجال ان تحت الضلوع داء دویا
فضع السیف وارفع السوط حتی لا تری فوق ظہرہا امویا

"تو جو ان لوگوں کو دیکھ رہا ہے ان سے دھوکہ نہ کھا جا؛ کیونکہ پسلیوں کے نیچے ایک شدید بیماری چھپی ہوئی ہے۔ تو تلوار چلا اور کوڑا اٹھا حتی کہ زمین کی پیٹھ پر ایک اموی بھی نظر نہ آئے۔"

سلیمان نے کہا: اے شیخ تو نے مجھے قتل کر دیا۔ السفاح اندر چلا گیا۔ سلیمان کو پکڑ لیا اور قتل کر دیا گیا۔

ایک دفعہ شبل بن عبد اللہ مولی بنی ہاشم عبد اللہ بن علی کے پاس آیا، اس وقت اس کے پاس بنی امیہ سے تقریباً نوے آدمی کھانے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شبل اس کی طرف

متوجہ ہوا اور پڑھا۔

أصبح الملك ثابت الأساس ... بالبهاليل من بني العباس

طلبوا وتر هاشم فشفوها ... بعد ميل من الزمان وياس

لا تقيلن عبد شمس عثارا ... واقطعن كل رقلة وغراس

ذلها أظهر التودد منها ... وبها منكم كحز المواسي

ولقد غاظني وغاظ سوائي ... قربهم من نمارق وكراسي

أنزلوها بحيث أنزلها الله ... بدار الهوان والإتعاس

واذكروا مصرع الحسين وزيدا ... وقتيلا بجانب المهراس

والقتيل الذي بحران أضحى ... ثاويا بين غربة وتناسي

عبداللہ نے ان کے لئے حکم دیا اور ان کو ڈنڈوں سے مارا گیا حتی کہ سب قتل کر دیئے گئے۔ ان پر بساط بچھائی اور اس پر کھانا کھایا۔ اور وہ ان میں سے بعض کے کراہنے کی آواز بھی سن رہا تھا۔ حتی کہ وہ سب مر گئے۔

عبداللہ نے دمشق میں بنی امیہ کی قبریں کھودنے کا حکم دیا۔ معاویہ بن ابی سفیان کی قبر کھودی گئی لیکن اس میں ایک غبار جیسے تاگے کے سوا کچھ نہ پایا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قبر کھودی گئی اس میں راکھ جیسا مادہ پایا گیا۔ عبدالملک بن مروان کی قبر کھودی گئی اس کا صرف جبڑا تھا۔ اسی طرح ہر قبر میں کوئی ایک عضو پایا گیا۔ سوا ہشام بن عبدالملک کے کہ وہ پورے کا پورا پایا گیا۔ اس کی ناک کے نتھنوں کے سوا کچھ نہ گلا تھا۔ عبداللہ نے اس کو کوڑوں سے مارا اور اس کو صلیب پر لٹکایا اور اسے جلا کر اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی۔

اس نے بنی امیہ میں سے ان کے خلفاء کی اولاد اور دوسروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑوایا اور ان میں سے کوئی نہ بچا سوا ایک شیر خوار بچے یا اس شخص کے جو اندلس بھاگ گیا۔ اس نے ان سب کو نہر ابی فطرس پر قتل کرا دیا۔ ان لوگوں میں یہ بھی تھے جو قتل کئے گئے: محمد بن عبدالملک بن مروان، عمر بن یزید بن عبدالملک، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک، سعید بن عبدالملک (بعض کہتے ہیں سعید اس سے قبل مر چکا تھا) ابو عبیدہ بن الولید بن عبدالملک۔ بعض کہتے ہیں ابراہیم بن یزید المخلوع بھی ان کے ساتھ قتل کیا گیا۔ عبداللہ نے ان کی ہر شے خواہ وہ مال کی قسم سے تھی یا

کچھ او ضبط کر لی۔ جب ان سے فارغ ہوا تو کہا:

بنی امیۃ قد افنیت جمعکم ‏ فکیف لی منکم بالاول الماضی
یطیب النفس ان النار تجمعکم ‏ عوضتم من لظاها شر معتاض
منیتم لا اقال اللہ عثرتکم ‏ بلیث غاب الی الاعداء نهاض
ان کان غیظی لفوت منکم فلقد ‏ منیتم منی بما ربی بہ راضی

بنی امیہ! میں نے تمہاری جمعیت فنا کر دی۔ گزشتہ زمانہ میں تم نے مجھ سے کیا سلوک کیا تھا؟ نفس کو خوشی ہوتی ہے کہ آگ تمہیں گھیر رہی ہے اس کی لپٹ تمہیں بہ جہاں ملی؟ کیا برا بدلہ ہے۔ اللہ تمہیں ذلت سے نہ اٹھائے تم ایک ایسے شخص کے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے ہو جو شیر بیشہ کی طرح دشمنوں پر جھپٹتا ہے اگر میرا غیظ تم پر سرد ہو جائے تو میں تم سے ایسی آزمائش میں ڈالا جاؤں جس سے میرا رب راضی ہو۔

کہا جاتا ہے سدیف نے یہ شعر السفاح کے سامنے پڑھے تھے اور اسی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا اور وہی تھا جس نے ان کو قتل کیا۔

سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے البصرہ میں بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ ان پر منقش بھاری کپڑے تھے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ ان کی ٹانگیں پکڑ پکڑ کر ان کو گھسیٹا جائے۔ وہ سڑکوں پر ڈال دئے گئے اور کتوں نے ان کو کھایا۔ جب بنی امیہ نے یہ حال دیکھا تو وہ بہت خوفزدہ ہوئے اور ان کے حواس پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے جو چھپ سکے چھپ گئے۔ ان چھپنے والوں میں عمرو بن معاویہ بن عمرو بن سفیان بن عتبہ بن ابی سفیان بھی تھا۔ وہ کہتا ہے: میں جہاں چھپا پہچان لیا گیا زمین میرے لئے تنگ ہو گئی۔ سلیمان بن علی کے پاس پہنچا، وہ مجھے نہیں جانتا تھا۔ میں نے اس سے کہا: شہروں نے مجھے تیری طرف پھینک دیا اور تیرے فضل نے مجھے تیری راہ دکھائی، یا چاہے تو مجھے قتل کر دے کہ میں راحت پا جاؤں اور چاہے مجھے سلامت واپس کر دے کہ بے خوف ہو جاؤں۔ سلیمان نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے اس کو اپنی اصلیت بتائی۔ اس نے کہا: مرحبا تجھ پر، تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا: وہ حرم جن کی حرمت کا سب سے زیادہ تو حقدار ہے اور جن سے تو سب سے

زیادہ وہ قریب تر ہے ہمارے خوف کی وجہ سے خوف زدہ ہیں اور جو خوف زدہ ہو اس پر رحم کیا جاتا ہے" اس نے کہا: سلیمان بن علی خوب رویا پھر بولا: اللہ تیرا خون معاف کرے اور تیرا مال بڑھائے اور تجھ سے حرم کی حفاظت کرے۔ پھر اس نے السفاح کو لکھا: اے امیر المومنین! بنی امیہ میں سے ایک آنے والا ہمارے پاس آیا۔ ہم نے جو ان کو قتل کیا ہے ان کے عقوق کی بنا پر قتل کیا ہے اور کرم کی بنا پر نہیں کیونکہ ہمیں اور انہیں عہد مناف جمع کرتا ہے۔ رحم عطا کیا جاتا ہے قتل نہیں کیا جاتا، اور اسے اٹھایا جاتا ہے گرایا نہیں جاتا اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ انہیں بخش دیں تو وہ ایسا کریں۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ تمام ممالک کو ایک عام فرمان لکھ دیں۔ ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اس نعمت پر جو اس نے ہمیں انعام کی ہے اور اس احسان پر جو اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔" السفاح نے اس کی درخواست قبول کر لی اور یہ بنی امیہ کی پہلی امان ہے۔

حبیب بن مُرّۃ المری کا خلع

اسی سال حبیب بن مرۃ المری نے علویین کی دعوت قبول کی اور بنی العباس کی مخالفت جماعت بیضہ میں شامل ہو گیا اور اہل بثنیہ و اہل حوران کو اس کے ساتھ تھے باغی ہو گئے۔ یہ واقعہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے کا ہے۔ عبداللہ ان لوگوں کی طرف گیا اور حبیب سے متعدد مقابلے ہوئے۔ حبیب مروان کے قائدوں اور شہسواروں میں سے تھا۔ اس کی تبییض کا سبب جان کا خوف اور موت کا ڈر تھا۔ قیس وغیرہ قبائل نے جو اس کے قریب تھے بیعت کر لی۔ اسی اثنا میں عبداللہ کو ابوالورد کے خروج اور اس کی تبییض کا علم ہوا اس نے حبیب کو صلح کی دعوت دی اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو امان عطا کی۔ ابوالورد کے مقابلہ پر روانہ ہوا

ابوالورد اور اہل دمشق کی بغاوت

اسی سال ابوالورد مجزاۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث الکلابی نے جو مروان کے اصحاب اور اس کے قائدوں میں سے تھا خلع بیعت کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان جب شکست کھا کر بھاگا تو ابوالورد قنسرین میں تھا کہ عبداللہ بن علی وہاں پہنچا۔ ابوالورد نے اس سے بیعت کر لی اور اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ اس کے

قریب ہی بالس اور ناعورہ میں مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد رہتی تھی، عبداللہ بن علی کے قائدوں میں سے ایک قائد بالس پہنچا۔ اس نے مسلمہ کے بیٹوں اور ان کی عورتوں کو بلایا۔ ان میں سے بعض نے ابوالورد سے اس کی شکایت کی۔ وہ ایک مزرعہ میں سے جس کا نام خساف تھا، نکلا اور اس قائد کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔ اور سفید شعار اختیار کر لیا، عبداللہ کی بیعت توڑ دی اور اہل قنسرین کو بھی اس کی طرف بلایا، اور ان سب نے سفید شعار اختیار کر لیا۔ اس زمانہ میں السفاح الحیرہ میں تھا۔ عبداللہ بن علی، حبیب بن مرۃ المری سے لڑتا ہوا ارض البثنیہ کے علاقہ میں مشغول پیکار تھا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ جب عبداللہ کو اہل قنسرین کے سفید شعار اختیار کرنے اور خلع بیعت کرنے کی اطلاع پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر لی اور ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق پر سے گزرتے ہوئے اس نے ابوغانم عبدالحمید بن ربعی الطائی کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ وہاں چھوڑا۔ دمشق میں عبداللہ کے اہل خاندان اور اس کی امہات اولاد اور اس کا سامان تھا۔ جب وہ حمص پہنچا تو اہل دمشق بھی بگڑ گئے اور انھوں نے بھی سفید شعار اختیار کر لیا۔ عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ الازدی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ابوغانم اور ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ عبداللہ نے جو کچھ سامان چھوڑا تھا سب لوٹ لیا لیکن اس کے اہل و عیال سے کوئی تعرض نہ کیا، وہ سب مخالفت پر جمع ہو گئے۔ عبداللہ آگے بڑھا، ابوالورد کے ساتھ اہل قنسرین میں سے ایک جماعت مل گئی تھی، انہوں نے اپنے قریب حمص و تدمر کے لوگوں کو بھی لکھا تھا، ان میں سے ہزاروں آدمی آ گئے جو ابومحمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کے زیر علم تھے۔ ان لوگوں نے ابومحمد کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور کہا یہی وہ سفیانی ہے جس کا ذکر کیا جاتا تھا، یہ لوگ چالیس ہزار کی تعداد میں تھے، انہوں نے مرج الاخرم پر چھاؤنی ڈالی۔ عبداللہ بن علی ان کے قریب پہنچا اور اس نے ان کی طرف اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو دس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ قنسرین کی فوج کا مدبر اور صاحب القتال ابوالورد تھا۔ گھمسان کا رن پڑا، فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے، عبدالصمد اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے ان میں سے ہزاروں قتل ہوئے اور وہ اپنے بھائی عبداللہ سے جا ملا۔ عبداللہ آگے بڑھا، اس کے ساتھ اور بھی ایک جماعت تھی، دوبارہ مرج الاخرم پر جنگ ہوئی جس میں بڑا کشت و خون ہوا، عبداللہ ثابت قدم

رہا آخر سر ابوالورد کے اصحاب بھاگ نکلے، وہ اپنی جماعت اور اپنے اصحاب میں سے پانسو آدمیوں کے ساتھ جما رہا، وہ سب کام آئے ابو محمد اور اس کے ساتھی بھاگ گئے حتیٰ کہ تدمر جا پہنچے۔ عبداللہ نے اہل قنسرین کو امان دیدی اور انہوں نے سیاہ شعار اختیار کر لیا اس کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ پھر عبداللہ اہل دمشق کی طرف واپس ہوا کیونکہ انہوں نے بھی سفید شعار اختیار کر لیا تھا۔ جب وہ ان کے قریب پہنچا تو لوگ بھاگ گئے اور ان کی طرف سے جنگ نہیں ہوئی۔ عبداللہ نے اہل دمشق کو امان دیدی اور انہوں نے اس سے بیعت کر لی اور اس نے ان سے اس بات پر جو ان سے ظاہر ہوئی تھی مواخذہ نہیں کیا۔ ابو محمد السفیانی برابر روپوش رہا اور بھاگتا رہا، وہ ارض الحجاز چلا گیا اور المنصور کے زمانے تک اسی حال میں رہا۔ المنصور کے عامل زیاد بن عبداللہ الحارثی کو اس کی جگہ کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے سواروں کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی جنہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے دو بیٹوں کو قید کر لیا۔ زیاد نے ابو محمد بن عبداللہ السفیانی کا سر اور اس کے دونوں بیٹوں کو بھیج دیا۔ المنصور نے ان دونوں کو رہائی دیدی اور امان عطا کی۔

کہا جاتا ہے عبداللہ اور ابوالورد کی جنگ یکم ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ کو ہوئی۔

اہل الجزیرہ کی تبییض اور خلع بیعت

اسی سال اہل الجزیرہ نے بھی تبییض اختیار کی اور ابوالعباس السفاح کی بیعت توڑ دی اور حران کی طرف چلے گئے، جہاں موسیٰ بن کعب السفاح کی فوج کے تین ہزار سپاہ کے ساتھ مقیم تھا ان لوگوں نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اہل الجزیرہ کا ان کوئی سردار نہ تھا جو ان کو جمع کرنے والا ہو۔ پھر اسحٰق بن مسلم العقیلی آرمینیہ سے ان کے پاس آیا اور وہ اسی وقت وہاں سے چل کھڑا ہوا تھا جب اسے مروان کی شکست کی خبر پہنچی تھی۔ اہل الجزیرہ اس پر مجتمع ہو گئے۔ اس نے موسیٰ بن کعب کو دو مہینے تک محصور رکھا۔ ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ان فوجوں کے ساتھ جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں بھیجا۔ وہ قرقیسیا اور الرقہ پر سے گزرا جہاں کے باشندے تبییض اختیار کر چکے تھے اور حران کی طرف بڑھا۔ اسحٰق بن مسلم وہاں سے الرہا کی طرف چلا گیا۔ یہ سنہ ۱۳۳ کا

واقعہ ہے۔ موسیٰ بن کعب حران سے نکلا اور ابوجعفر سے آملا۔ اسحٰق بن مسلم نے اپنے بھائی بکار بن مسلم کو ربیعہ کی طرف دارا اور ماردین بھیجا۔ ربیعہ کا رئیس ان دنوں حروریہ میں سے ایک شخص تھا جس کا نام بریکہ تھا۔ ابوجعفر نے ان کی طرف جانے کا قصد کیا اور ان سے ملاقی ہوا۔ انہوں نے اس سے سخت جنگ کی۔ بریکہ معرکہ میں مارا گیا اور بکار اپنے بھائی اسحٰق کے پاس الرہا واپس چلا گیا۔ اسحٰق نے اسے وہاں اپنے پیچھے چھوڑا اور خود اپنے لشکر کے بڑے حصہ کے ساتھ سمیساط چلا گیا۔ ابوجعفر الرہا کی طرف بڑھا۔ اس میں اور بکار میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ السفاح نے عبداللہ بن علی کو حکم بھیجا کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ سمیساط جائے۔ وہ روانہ ہو گیا اور سمیساط پر اسحٰق کے مقابل جا اترا۔ اسحٰق کے ساتھ ساٹھ ہزار آدمی تھے اور دونوں کے درمیان نہر فرات حائل تھی۔ ادھر سے ابوجعفر الرہا سے بڑھا اور سات مہینے تک سمیساط میں اسحٰق کو محصور رکھا۔ اسحٰق کہتا تھا کہ میری گردن میں ایک بیعت ہے۔ میں اس کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ میں یہ نہ جان لوں کہ اس کا صاحب مر گیا یا مارا گیا۔ ابوجعفر نے اس کو پیغام بھیجا کہ مروان مارا جا چکا ہے۔ اس نے کہا: اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک مجھے یقین حاصل نہ ہو جائے۔ چنانچہ جب اسے مروان کے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے صلح و امان کی درخواست کی۔ السفاح کو اس کی نسبت لکھا گیا۔ اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو امان دی جائے۔ اور اس کے متعلق ان کے درمیان ایک تحریر لکھی گئی۔ اسحٰق ابوجعفر کی طرف نکلا اور وہ اس کا اچھا اثر تھا۔ اب اہل الجزیرہ و اہل الشام مستقیم ہو گئے۔ ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو الجزیرہ، ارمینیہ اور آذربیجان پر مقرر کیا۔ اور وہ اپنی صوبہ داری پر رہا حتیٰ کہ خلیفہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں: وہ عبداللہ بن علی تھا جس نے اسحٰق بن مسلم کو امان دی۔

ابوسلمۃ الخلال اور سلیمان بن کثیر کا قتل

ابوالعباس السفاح اور اس کے ساتھی بنی ہاشم کے الکوفہ آنے کے موقع پر ابوسلمہ سے جو کچھ ظاہر ہوا تھا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے نزدیک متہم ہو چکا تھا۔ السفاح اس سے بگڑ گیا تھا۔ وہ حمام اعین پر اپنے لشکر میں تھا۔ پھر وہاں سے مدینۃ الہاشمیہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے قصر الامارۃ میں اترا۔ وہ ابوسلمہ سے بیزار تھا۔ اس نے

ابو سلمہ کو اس کی نسبت اپنی رائے لکھی اور اسے بتایا کہ وہ انکے ساتھ کیا دھوکا کرنا چاہتا تھا۔ ابو سلمہ نے اس کو لکھا کہ اگر امیر المومنین کو اس کی طرف سے اس معاملہ کی خبر ہو چکی ہے تو وہ اس کو قتل کر دیں۔ لیکن داؤد بن علی نے السفاح سے کہا، امیر المومنین آپ ایسا نہ کریں کیونکہ ابو مسلم اس کو آپ پر حجت بنائے گا۔ اور اہل خراسان جو آپ کے ساتھ ہیں اسی کے اصحاب ہیں اور ان میں اس کو جو مقام ہے وہ معلوم ہے۔ آپ ابو مسلم کو لکھئے تاکہ وہ اس کی طرف کسی کو بھیجے جو اس کو قتل کر دے۔ السفاح نے اس کو لکھا۔ ابو مسلم نے مرار بن انس الضبی کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ وہ السفاح کے پاس آیا اور اس سے اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔ السفاح نے منادی کو حکم دیا۔ اس نے ندا کی کہ امیر المومنین ابو سلمہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ اور اس نے ابو سلمہ کو بلا کر لباس پہنایا۔ اس کے بعد ایک رات وہ اس کے ہاں گیا اور اس کے پاس بیٹھا رہا حتی کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ پھر وہ اپنی فرودگاہ پر تنہا واپس آیا۔ جسکے بعد مرار بن انس اور اس کے ساتھ جو اس کے مددگار تھے ابو سلمہ سے متعرض ہوئے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ اسے خوارج نے قتل کر دیا۔ دوسرے دن اسے نکالا گیا۔ اس پر یحییٰ بن محمد بن علی نے نماز پڑھی اور اسے الکوفہ کے قریب مدینۃ الہاشمیہ میں دفن کیا گیا۔ اس پر سلیمان بن المہاجر البجلی نے کہا۔

إن الوزير وزير آل محمد   أودى فمن يشناك صار وزيرا

"وہ وزیر جو وزیر آل محمد تھا وہ ہلاک ہو گیا۔ اب جو تجھے ملامت کرے وہ خود وزیر ہو جائے۔"

ابو سلمہ کو وزیر آل محمد کہا جاتا تھا۔ اور ابو مسلم کو امیر آل محمد۔ جب ابو سلمہ قتل کیا گیا تو السفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ابو مسلم کے پاس بھیجا جب وہ ابو مسلم کے پاس پہنچا تو اس کے ساتھ عبیداللہ بن الحسین الاعرج اور سلیمان بن کثیر بھی گئے۔ سلیمان بن کثیر نے عبیداللہ سے کہا: اے شخص ہم امید رکھتے تھے کہ تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ جب تم چاہو ہمیں اسی امر کی طرف دعوت دو جس کا تم ارادہ رکھتے ہو۔ اس سے عبیداللہ کو گمان ہوا کہ وہ ابو مسلم کی طرف سے کوئی جاسوس ہے، وہ ابو مسلم کے پاس گیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ اسے خوف ہوا کہ اگر اس نے ابو مسلم کو خبر نہ دی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔ ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو بلایا اور اس سے کہا، کیا تجھے امام کا مجھ سے یہ کہنا یاد ہے کہ تجھے جس پر شبہ ہو اسے

قتل کر دے۔ اس نے کہا: ان۔ ابو مسلم نے کہا: مجھے تو یہ خبر ہے۔ اس نے کہا: میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ابو مسلم نے کہا: تو مجھ سے قسمیں نہ کھا کیوں کہ تو امام کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس نے سلیمان کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ ابو جعفر السفاح کے پاس واپس آیا اور اس سے کہا: نہ تو خلیفہ ہے اور نہ تیرا حکم کوئی چیز ہے اگر تو نے ابو مسلم کو چھوڑ دیا اور اسے قتل نہیں کیا۔ السفاح نے کہا: یہ کیوں کر؟ اس نے کہا: خدا کی قسم وہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ابو العباس نے کہا: اس بات کو پوشیدہ رکھ۔

اور کہا جاتا ہے کہ ابو جعفر ابو سلمہ کے قتل سے پہلے ابو مسلم کے پاس گیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ السفاح جب ظاہر ہوا تو لوگوں نے باہم اس کارروائی کا چرچا کیا جو ابو سلمہ نے کی تھی۔ کسی نے جو وہاں تھا کہا: شاید اس نے ابو مسلم کی رائے سے ایسا کیا ہو۔ اس پر السفاح نے کہا: اگر یہ اس کی رائے سے ہے تو ہمیں ضرور ایک بلا پیش آنے والی ہے سوائے اس کے کہ اللہ اسے ہم سے دفع کر دے؟ اور اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ اس کی رائے معلوم کرے۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اسے اس بات کی خبر دی جو ابو سلمہ سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس پر اس نے مرار بن انس کو بھیجا اور اس نے ابو سلمہ کو قتل کر دیا۔

واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یزید بن ہبیرہ اور اہل خراسان کے اس لشکر کا کیا حال ہوا جو قحطبہ کے ساتھ اور پھر اس کے بیٹے الحسن کے ساتھ اس سے مقابل ہوا تھا۔ اور وہ شکست کھا کر واسط کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ اس نے شکست کھا کر بھاگتے وقت بڑے لشکر پر ایک جماعت مقرر کر دی تھی، وہ اس کو لیکر چلے گئے۔ یزید سے حوثرہ نے کہا: اب تو کدھر جاتا ہے حالانکہ ان کا سردار یعنی قحطبہ مارا جا چکا ہے، کیا تو الکوفہ چلے گا؟ تیرے ساتھ کثیر لشکر ہے تو ان سے جنگ کر حتی کہ یا تو مارا جائے یا فتحیاب ہو۔ یزید نے کہا: نہیں ہم واسط جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ حوثرہ نے کہا: تو چاہتا ہے کہ اس کو اپنے نفس پر ممکن کر دے تاکہ وہ تجھے قتل کر دے، یحییٰ بن حصین نے کہا: اگر تو مروان کے پاس ایک ایسی چیز کے ساتھ جانا چاہتا ہے جو اس کو ان لشکروں

سے زیادہ محبوب ہے تو الفرات کو لازم کر لے (یعنی الفرات کے کنارہ کنارہ چلا جا) حتیٰ کہ تو ان کے پاس پہنچ جائے، خبردار واسط نہ جائیو۔ کیونکہ وہاں تو محصور ہو جائے گا اور محصوری کے بعد قتل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس نے انکار کیا وہ در اصل مروان سے خوف رکھتا تھا۔ کیونکہ مروان اس کو کسی کام کے لئے لکھتا تھا تو وہ اسکے خلاف کرتا تھا اسلئے اسے خوف تھا کہ کہیں وہ اسے قتل نہ کر دے۔ وہ واسط پہنچا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔

ابو سلمہ نے اس کی طرف حسن بن قحطبہ کو بھیجا اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پہلا معرکہ ان دونوں کے درمیان چہارشنبہ کے دن ہوا۔ اہل الشام نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ ہمیں ان سے لڑنے کا اذن دے اس نے انہیں اذن دے دیا، وہ نکلے، ابن ہبیرہ بھی نکلا، اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد تھا۔ ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا، وہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے، دروازوں سے گزر گیا، اسکے ساتھیوں نے ستون پھینکے، پھر اہل الشام واپس ہوئے، حسن نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا اور انھیں دجلہ کی طرف دھکیل دیا، اور ان میں ان کے بہت سے آدمی ڈوب گئے، اور انھوں نے ان کو کشتیوں پر جا کر بچایا۔ پھر وہ جنگ سے رک گئے، اور اس طرح سات دن تک ٹھیرے رہے۔ اسکے بعد دوبارہ ان کے مقابلہ پر نکلے، سخت جنگ ہوئی، اہل الشام نے بری طرح شکست کھائی، اور شہر میں داخل ہو کر ٹھیرے رہے جتنا خدا نے چاہا۔ اور جنگ سے باز رہے سوا اس کے کہ کبھی کبھی تیر باری کر دیتے تھے۔ پھر ابن ہبیرہ کو خبر پہنچی اور ابھی وہ محصور ہی تھا کہ ابو امیہ التغلبی نے سیاہ شعار اختیار کر لیا۔ اس نے ابو امیہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ربیعہ میں سے کچھ لوگوں نے اس کے متعلق معن بن زائدۃ الشیبانی سے گفتگو کی، اور انہوں نے ابن ہبیرہ کے قبیلہ فزارہ میں سے تین آدمی پکڑ لئے اور ان کو قید کر دیا۔ ابن ہبیرہ کو گالیاں دیں اور کہا، جو لوگ ہمارے قبضہ میں ہیں ان کو ہم نہیں چھوڑیں گے جب تک ابن ہبیرہ ہمارے آدمی کو نہ چھوڑے گا۔ لیکن ابن ہبیرہ نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اس پر معن اور عبد الرحمن بن بشیر العجلی اپنے ساتھیوں سمیت اس سے الگ ہو گئے۔ ابن ہبیرہ سے کہا گیا کہ یہ لوگ تیرے خاص سوار ہیں جن کو تو نے بگاڑ لیا ہے اگر تو اسی پر جما رہا تو وہ تجھ پر ان لوگوں سے زیادہ شدید ہو جائیں گے جو تجھے اس وقت محصور کئے ہوئے ہیں۔ اس نے ابو امیہ کو بلا کے

لباس پہنایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے وہ لوگ درست ہو گئے اور اسی حالت پر واپس آ گئے جس پر تھے۔ ابو نصر مالک بن ہیثم ناحیۂ سجستان سے الحسن کے پاس آیا۔ الحسن نے ابو نصر کے آنے پر السفاح کے پاس ایک وفد بھیجا اور اس وفد پر غیلان بن عبد اللہ الخزاعی کو مقرر کیا۔ غیلان دل میں الحسن سے رنج رکھتا تھا کیونکہ اس نے اسے روح بن حاتم کے پاس اس کی کمک کے لئے بھیجا تھا جب وہ السفاح کے پاس پہنچا تو اس سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین اور اللہ کی حبل المتین اور امام المتقین ہو۔ السفاح نے کہا: اے غیلان تیری کیا حاجت ہے، اس نے کہا: جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ السفاح نے کہا: اللہ نے تجھے معافی دی۔ غیلان نے کہا: اے امیر المومنین! تم ہمارے اوپر اپنے خاندان میں سے ایک شخص مقرر کر کے احسان کرو۔ السفاح نے کہا: کیا تم پر ہمارے اہل بیت میں سے حسن بن قحطبہ نہیں ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص ہم پر مقرر کر کے ہمیں ممنون کرو۔ تاکہ ہم اس کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کریں؟ اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو اس کے خراسان سے واپس آنے پر ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے بھیجا اور حسن کو لکھا کہ لشکر تیرا ہے اور سپہ سالار تیرے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی وہاں حاضر رہے۔ تو اس کی سمع و طاعت کر اور اس کی وزارت اچھی طرح انجام دے۔ اور مالک بن الہیثم کو بھی اسی کے مثل لکھا۔ اور اس لشکر کا مدبر حسن ہی رہا۔

جب ابو جعفر المنصور حسن کے پاس پہنچا تو حسن اپنے خیمے سے منتقل ہو گیا، اس نے ابو جعفر کو اس خیمہ میں اتارا، حسن نے المنصور کے حرس پر عثمان بن نہیک کو مقرر کیا۔ ایک دن مالک بن الہیثم نے اہل الشام سے جنگ کی، وہ اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہو گئے۔ مالک کے آدمیوں کے لئے معن اور ابو یحییٰ کمین گاہ میں چھپے بیٹھے تھے جب مالک کے ساتھی ان سے آگے نکل گئے تو وہ نکل کر ان پر ٹوٹ پڑے، انہوں نے ان سے جنگ کی حتی کہ رات ہو گئی، ابن ہبیرہ برج الخلالین پر بیٹھا دیکھتا رہا، اور وہ رات کو بھی جب تک خدا نے چاہا لڑتے رہے ابن ہبیرہ نے معن کو پیغام بھیجا کہ واپس آ جائے، وہ واپس آ گیا۔ پھر وہ کچھ دن ٹھیرے رہے اور دوبارہ اہل واسط معن اور محمد بن نباتہ کے ساتھ نکلے ان سے الحسن کے آدمیوں نے جنگ کی اور ان کو دجلہ کی طرف دھکیل دیا حتی کہ وہ اس میں گرتے پڑتے واپس گئے۔ اس جنگ میں مالک بن الہیثم کا بیٹا مارا گیا۔ جب اس کو اس کے باپ

کشتہ دیکھا تو کہا! تیرے بعد زندگی پر خدا کی لعنت ہے پھر اس کے ساتھیوں نے اہل واسط پر حملہ کیا اور ان سے جنگ کی حتیٰ کہ ان کو شہر میں دھونس دیا۔ مالک کشتیوں کو لکڑیوں سے بھرتا تھا اور ان میں آگ لگا دیتا تھا تاکہ وہ جہاں سے گزریں وہاں آگ لگا دیں۔ ابن ہبیرہ ان کشتیوں کو آنکڑوں سے کھینچ لیتا تھا۔ اس طرح گیارہ مہینے تک ٹھہرے رہے۔ جب ان پر حصار شدید ہو گیا تو انہوں نے صلح کی درخواست کی اور انہوں نے صلح کی درخواست اس وقت تک نہ کی تھی جب تک ان کے پاس مروان کے قتل کی خبر نہ آ گئی۔ یہ خبر ان کے پاس اسماعیل بن عبد اللہ القسری لے کر آیا اور اس نے ان سے کہا: تم کس کے لئے اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو؟ حالانکہ مروان مارا جا چکا ہے۔ یہ سن کر ابن ہبیرہ کے اصحاب نے اس پر الزام لگانے شروع کئے۔ الیمانیہ نے کہا: ہم مروان کی مدد نہیں کریں گے جب کہ اس کے آثار ہمارے اندر وہی ہیں جو اس کے آثار ہیں۔ اور النزاریہ نے کہا: ہم نہ لڑیں گے جب تک ہمارے ساتھ الیمانیہ نہ لڑیں۔ اس کے ساتھ صرف چھوٹے چھوٹے اصعالیک الناس اور ان میں سے پیدل لڑنے والے رہ گئے۔ اس صورت حال میں ابن ہبیرہ نے ارادہ کیا کہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور ان کو اس کے متعلق لکھا۔ ان کا جواب آنے میں دیر لگی۔ السفاح نے ابن ہبیرہ کے اصحاب میں سے الیمانیہ سے مکاتبت کی اور ان کو طمع دلائی۔ زیاد بن صالح اور زیاد بن عبید اللہ دونوں حارثی نکل کر اس کے پاس گئے اور اس سے وعدہ کیا۔ ابن ہبیرہ نے ان کو دعوت دی کہ وہ اس کے لئے ناحیہ ابن عباس کو درست کر دیں۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفراء آتے گئے حتیٰ کہ اس نے ابن ہبیرہ کو امان دے دی اور اس کو تحریر بھیج دی جس کو ابن ہبیرہ نے چالیس دن روکے رکھا اور اس تحریر کے باب میں علماء سے مشورہ کرتا رہا حتیٰ کہ اسے پسند کر لیا اور اسے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابو جعفر نے اسے اپنے بھائی السفاح کے پاس بھیج دیا اور السفاح نے اس پر امضاء کا حکم دے دیا۔ ابو جعفر کی رائے تھی کہ جو کچھ اسے عطا کیا ہے اسے (یعنی عہد امان) اسے وفا کیا جائے۔ لیکن السفاح کسی بات کا قطعی فیصلہ بغیر ابو مسلم کے نہ کرتا تھا اور ابو الجہم السفاح پر ابو مسلم کا جاسوس تھا۔ السفاح نے ابو مسلم کو ابن ہبیرہ کے معاملہ کی نسبت لکھا۔ ابو مسلم نے جواب میں لکھا کہ اگر صاف رستے میں پتھر ڈالے جائیں گے تو وہ خراب

ہو جائے گا۔ جب امان نامہ کی تکمیل ہو گئی تو ابن ہبیرہ ابو جعفر کے پاس تیرہ سو آدمیوں کے
ساتھ نکل آیا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے داخل ہو لیکن حاجب
سلام بن سلیم اس کے سامنے بڑھا اور اس نے کہا: مرحبا ابو خالد! سیدھی طرح نیچے اترو!
المنصور کے حجرہ کے گرد دس ہزار اہل خراسان تھے۔ وہ نیچے اترا۔ المنصور نے اس کے لئے
ایک وسادہ منگایا تاکہ وہ اس پر بیٹھے اور تلوار کو بلایا۔ پھر ابن ہبیرہ کے لئے تنہا آنے کی
اجازت دی۔ وہ داخل ہوا اور اس سے گھڑی بھر بات چیت کرتا رہا۔ پھر اٹھ گیا۔ پھر وہ
ایک دن اس کے پاس آتا اور ایک دن نہ آتا۔ وہ اسکے پاس پانسو سواروں اور تین سو
پیادوں کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ اس پر ابو جعفر سے کہا گیا کہ ابن ہبیرہ جب آتا ہے تو لشکر
اس کی وجہ سے لرز اٹھتی ہے۔ اور یہ کہ اس کے اقتدار میں تو اب تک کوئی کمی واقع ہوئی
نہیں۔ ابو جعفر نے اس کو حکم دیا کہ وہ صرف اپنے حاشیہ کے ساتھ آیا کرے، وہ تیس آدمیوں
کے ساتھ آنے لگا اور پھر صرف تین چار کے ساتھ ایک دن ابن ہبیرہ نے المنصور سے
گفتگو کے دوران میں کہا: اے شخص! یا اے آدمی! پھر پلٹا اور بولا: اے امیر!
مجھے لوگوں سے اسی کے قریب بولنے کی عادت ہے؛ جس طرح میں نے آپ سے خطاب
کیا۔ میری زبان اس شئے کی طرف سبقت کر گئی جس کا میں ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کے
بعد السفاح نے ابو جعفر سے اصرار کیا کہ ابن ہبیرہ کو قتل کر دے۔ اور پیہم لکھتا رہا اور
یہاں تک لکھا کہ خدا کی قسم یا تو تو اسے قتل کر دے ورنہ میں اس کی طرف کسی کو بھیجوں گا
جو اسے تیرے حجرہ سے نکالے گا پھر میں خود اس کے قتل کا انتظام کروں گا۔ اس کے بعد
اس نے ابن ہبیرہ کے قتل کا فیصلہ کیا، اور خازم بن خزیمہ اور الہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو
بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ بیوت الاموال پر مہریں لگا دیں۔ پھر ابن ہبیرہ کے ساتھ جو سردار
قیسی اور مضری تھے ان کے پاس آدمی بھیجے اور ان کو طلب کیا۔ چنانچہ محمد بن نباتہ اور
حوثرہ بن سہیل باہلی بائیس آدمیوں کے ساتھ آئے۔ سلام بن سلیم نکلا اور اس نے کہا:
ابن نباتہ اور حوثرہ کہاں ہیں؟ وہ دونوں داخل ہوئے۔ ابو جعفر نے عثمان بن نہیک
وغیرہ کو سو آدمیوں کے ساتھ اپنے حجرہ کے نیچے والے حجرہ میں بٹھا دیا۔ ان دونوں کی تلواریں
چھین لی گئیں اور ان کی مشکیں کس دی گئیں۔ اس طرح دو دو آدمیوں کو بلایا اور ان کے
ساتھ یہی کیا۔ اس پر ان میں سے بعض نے کہا: تم نے ہمیں اللہ کا عہد دیا پھر ہم سے

ختم کیا ہم امید رکھتے ہیں انشاء اللہ تم کو آرام آئے گا۔ ابن نباتہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہو گیا اور بولا: گویا میں اس کی طرف دیکھتا تھا خازم اور الہیثم بن شعبہ تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہم مال لے جانا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا: ان کو خزانوں کا رستہ بتا۔ انھوں نے ہر حجرہ پر ایک ایک آدمی کھڑا کر دیا اور اس کی طرف بڑھے۔ اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد اور اس کے چند موالی تھے اور اس کا ایک چھوٹا بیٹا اس کی گود میں تھا۔ جب وہ اس کی طرف بڑھے تو اس کا حاجب ان کے آگے کھڑا ہوا۔ الہیثم بن شعبہ نے اس کی گردن کی رگ پر ضرب لگائی اور وہ جا پڑا۔ اس کے بیٹے داؤد نے مقابلہ کیا، ابن ہبیرہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے بیٹے کو گود سے الگ کر کے کہا: اس بچے کو سنبھالو۔ اور خود سجدہ میں گر گیا، اور قتل کیا گیا۔ ان کے سر ابو جعفر کے پاس لائے گئے، اور اس نے ان لوگوں کے لئے امان کی ندا کرا دی، سوا الحکم بن عبد الملک بن بشر، اور خالد بن سلمۃ المخزومی اور عمر بن ذر کے۔ پھر زیاد بن عبید اللہ نے ابن ذر کے لئے امان مانگی اور ابو جعفر نے اسے امان دے دی۔ الحکم بھاگ گیا، خالد کو ابو جعفر نے امان دے دی لیکن السفاح نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور ابو جعفر کی امان نافذ نہ کی۔

ابو العطاء السندی ابن ہبیرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے۔ ؎

الا ان عینا لم تجد یوم واسط — علیک بجاری دمعہا لجمود
عشیۃ قام النائحات وشققت — اکف بایدی مأتم وخدود
فان تمس مہجور الفناء فربما — اقام بہ بعد الوفود وفود
فانک لم تبعد علی متعہد — بلی کل من تحت التراب بعید

واسط کے دن کوئی آنکھ تجھ پر آنسو بہا سکے ہو سکے نہ پائی تھی۔ آنسو خشک ہو چکے تھے۔ شام کو نوحہ گر عورتیں کھڑی ہوئیں اور انھوں نے اپنے ہاتھوں سے ہاتھ مار مار کے اور رخساروں کو پیٹ پیٹ کے ماتم کیا۔ سو اگر تو مہجور فنا کو فروکش کرے اسی لئے کبھی جانے والوں کی ٹولیاں کی ٹولیاں ان کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ خبرگیری کرنے والے سے تو کچھ بعید نہیں ہے لیکن وہ سب جو مٹی کے نیچے ہیں بعید ہو جاتے ہیں۔

فارس میں ابو سلمہ کے عمال کا قتل

اور اسی سال ابو مسلم الخراسانی نے محمد بن الاشعث کو فارس پر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ ابو سلمہ کے عمال کو قتل کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر السفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس بھیجا حالانکہ اس پر محمد بن الاشعث والی تھا۔ محمد نے عیسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اسے کہا گیا کہ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے۔ اس نے کہا: ہاں! مجھے ابو مسلم نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی میرے پاس اس کے سوا ولایت کا دعویٰ لے کر آئے اس کی گردن مار دوں۔ پھر اس نے عیسیٰ کو اس کے قتل کے انجام کے خوف سے چھوڑ دیا۔ اس نے عیسیٰ سے کڑی قسموں کے ساتھ حلف لیا کہ وہ منبر پر نہیں چڑھے گا اور جہاد کے سوا تلوار باندھے گا۔ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کوئی ولایت قبول کی اور نہ اس نے جنگ کے سوا کبھی تلوار باندھی۔ پھر السفاح نے اس کے بعد اسمٰعیل بن علی کو فارس پر والی بنا کر بھیجا۔

یحییٰ بن محمد کے الموصل کی ولایت پر مقرر ہونے کا ذکر اور جو کچھ اس کے باب میں

کہا گیا۔ اسی سال السفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو الموصل پر محمد بن صول کی بجائے مقرر کیا گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ اہل الموصل نے محمد بن صول کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اور کہا! ہم پر موالی الخثعم والی بنایا جائے۔ اور انہوں نے ابن صول کو اپنے ہاں سے نکال دیا اس نے السفاح کو اس کی نسبت لکھا اور اس نے ان پر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو عامل مقرر کر دیا۔ اور اسے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ الموصل کی طرف بھیجا۔ وہ قصر امارت میں مسجد کے قریب اترا اور اس نے اہل الموصل پر کوئی ایسی بات ظاہر نہ کی جس سے وہ کھٹک جائیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس میں کوئی تعرض نہ کیا پھر اس نے ان کو بلایا اور ان میں سے بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر بگڑ گئے اور انہوں نے ہتھیار اٹھا لئے۔ یحییٰ نے ان کو امان عطا کی اور اس کے حکم سے منادی کی گئی کہ جو مسجد جامع میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے۔ لوگ مسجد کی طرف دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ یحییٰ نے مسجد جامع کے دروازہ پر آدمی کھڑے کر دیئے اور انہوں نے لوگوں کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور اس میں حد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس دن گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا اور یہ وہ تھے جن کے انگوٹھیاں تھیں۔ اور جن کے پاس انگوٹھیاں نہ تھیں ان کی تعداد بھی بہت تھی۔ جب صبح ہوئی تو یحییٰ نے ان عورتوں کے چیخنے کی آوازیں سنیں جن کے مرد قتل کئے گئے تھے۔

اس نے پوچھا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ اس کو ان کے متعلق خبر دی گئی۔ اس پر اس نے کہا: کل جب دن نکلے تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا۔ لوگوں نے یہی کیا۔ اور تین دن تک ان کا قتل کیا جاتا رہا۔ اس کے لشکر میں ایک قائد تھا۔ جس کے ساتھ چار ہزار زنگی تھے۔ ان لوگوں نے عورتوں کو گھیر لیا۔ جب یحییٰ تیسرے دن اہل الموصل کے قتل سے فارغ ہو گیا تو چوتھے دن وہ سوار ہوا۔ اس کے آگے آگے نیزہ اور ننگی تلواریں تھیں۔ اتنے میں ایک عورت اس کے آگے آئی اور اس نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ اس کے ساتھیوں نے چاہا کہ اس عورت کو قتل کر دیں لیکن اس نے ان کو اس سے منع کیا۔ اس عورت نے کہا: کیا تو بنی ہاشم سے نہیں ہے؟ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم نہیں ہے؟ کیا تو اسے برا نہیں سمجھتا کہ عربیہ مسلم عورتوں کو زنگی اپنے نکاح میں لا رہے ہیں؟ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھیجا جس نے اس کو اس کے وطن تک پہنچا دیا۔ اس عورت کی بات اس کے دل میں اثر کر گئی تھی۔ جب صبح ہوئی تو اس نے زنگیوں کو تنخواہیں دینے کے لئے جمع کیا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ پھر اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کا آخری آدمی تک قتل کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اہل الموصل کے قتل کا سبب یہ تھا کہ ان سے بنی امیہ کی محبت اور بنی العباس سے کراہت ظاہر ہوئی تھی۔ ایک عورت نے اپنا سر دھویا اور خطمی چھت پر سے پھینکی۔ وہ ایک خراسانی کے سر پر جا پڑی۔ اس نے خیال کیا کہ عمداً ایسا کیا گیا ہے۔ اس نے مکان پر ہجوم کیا اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر نے شورش کی اور فتنہ بھڑک اٹھا جو لوگ قتل کئے گئے ان میں ایک زاہد عابد شخص معروف بن ابی معروف بھی تھے جو اکثر صحابہ سے ملے تھے اور انہوں نے ان سے روایت کی تھی۔

چند حوادث

اسی سال السفاح نے اپنے بھائی المنصور کو الجزیرہ و آذربیجان اور ارمینیہ پر والی مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سنہ میں اس نے اپنے چچا داؤد بن علی کو الکوفہ و السواد سے معزول کر کے المدینہ، مکہ اور یمن الیمامہ پر مقرر کیا، اور اس کی جگہ الکوفہ کے عمل پر اپنے بھتیجے عیسیٰ بن

موسیٰ بن محمد کو مقرر کیا۔ اور عیسیٰ نے الکوفہ پر ابن ابی لیلیٰ کو قاضی بنایا

البصرہ پر اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی عامل تھا اور اس کی قضاۃ پر الحجاج بن ارطاۃ تھے۔

السند پر منصور بن جمہور اور فارس پر محمد بن الاشعث۔ اور الجزیرہ و ارمینیہ واذربیجان پر ابوجعفر بن محمد بن علی اور الموصل پر یحییٰ بن محمد بن علی اور الشام پر عبداللہ بن علی۔ اور مصر پر ابوعون عبدالملک بن یزید۔ اور خراسان والجبال پر ابومسلم۔

دیوان الخراج پر خالد بن برمک تھا۔

اسی سال لوگوں کے ساتھ داؤد بن علی نے حج کیا۔

اسی سال عبداللہ بن ابی نجیح اور اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ الانصاری نے وفات پائی۔

اسی سال یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک، مروان بن محمد کے ساتھ الزاب میں مارا گیا۔ اور یہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن کا بھائی ہے جو الاندلس میں داخل ہوا تھا۔

اسی سال یونس بن میسرہ بن حلبس دمشق میں مارا گیا جبکہ وہاں عبداللہ بن علی داخل ہوا۔ اور اس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ اس کو دو خراسانیوں نے قتل کیا جو اس کو نہیں جانتے تھے۔ پھر جب ان کو معلوم ہوا تو وہ اس پر روئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو اس کے جانوروں میں سے ایک نے کاٹ لیا تھا جس سے وہ مرگیا۔ اور وہ بہت بیمار (یا اندھا) تھا۔

اسی سال صفوان بن سلیم مولیٰ حمید بن عبدالرحمٰن نے وفات پائی۔

اسی سال محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے المدینہ میں وفاۃ پائی۔ وہ وہاں کے قاضی تھے۔

اسی سال ہمام بن منبہ اور عبداللہ بن عون اور سعید بن سلیمان بن زید بن ثابت الانصاری اور خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف الانصاری — یہ عبیداللہ بن عمر العمری کے ماموں تھے۔ خبیب بضم خاء معجمہ و بفتح باء موحدہ — اور عمارہ بن ابی حفصہ نے وفاۃ پائی۔ ابوحفصہ کا نام ثابت ہے جو عتیک بن ازد کا

غلام آزاد تھا اور وہ باپ ہے عزی کا جس کی کنیت ابو روح ہے ۔ عزی بفتح عاء و راء ۔

اسی سال عبداللہ بن طاؤس بن کیسان الہمدانی نے وفات پائی جو اہل یمن کے عباد و فقہاء میں سے تھے ۔

پھر سنہ ۱۳۳ شروع ہوا ۔

ملطیہ پر رومیوں کا قبضہ

اس سال قسطنطین ملک الروم ملطیہ اور کمخ پر بڑھا اور کمخ پر آ کر اترا۔ وہاں کے باشندوں نے اہل ملطیہ سے مدد مانگی، وہاں سے آٹھ سو جنگ آزما کمخ والوں کی طرف روانہ ہوئے جن سے رومیوں نے جنگ کی اور مسلمانوں نے شکست کھائی۔ رومی ملطیہ پر آ کر اترے اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس زمانہ میں الجزیرہ میں فتنہ برپا تھا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، اور وہاں کا عامل موسیٰ بن کعب حران میں تھا۔ قسطنطین نے اہل ملطیہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے تمہارا محاصرہ صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں کا حال اور ان کے اختلاف کا علم ہو چکا ہے۔ تمہارے لئے امان ہے اور تم بلاد مسلمین کو واپس چلے جاؤ تاکہ میں ملطیہ میں آگ لگا دوں۔ لیکن مسلمانوں نے یہ بات قبول نہ کی، اس نے منجنیقیں نصب کر دیں۔ پھر مسلمان راضی ہو گئے اور شہر تسلیم کر دیا اور بلاد اسلام کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور جو کچھ اٹھا کر لے جا سکے لے گئے اور جو نہ اٹھا سکے اسے کنوؤں اور حوضوں میں پھینک دیا۔ جب مسلمان وہاں سے چلے گئے تو رومیوں نے اس کو برباد کر دیا اور وہاں سے واپس چلے گئے۔ اہل ملطیہ بلاد الجزیرہ میں متفرق ہو گئے۔ ملک الروم قالیقلا کی طرف گیا اور مرج الحصی پر اترا۔ اس نے کوشان الارمنی کو بھیجا جس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر کے ارمنوں میں سے دو بھائیوں نے اس کی فصیل میں ایک شگاف کھودا اور اس رستے سے کوشان اور اس کے ساتھی شہر میں گھس آئے اور اس پر قبضہ کر لیا، مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو قید کر لیا۔

چند حوادث

اس سال السفاح نے اپنے چچا سلیمان کو البصرہ اور اس کے اعمال اور کور دجلہ والبحرین وعمان ومہرجان وقذق پر عامل بنا کر بھیجا اور اپنے چچا اسمٰعیل کو الاہواز پر عامل بنایا۔

اسی سال داؤد بن علی نے ان لوگوں کو مکہ اور المدینہ میں قتل کیا جو بنی امیہ میں سے اس کے ہاتھ لگے۔ جب اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اس سے عبداللہ بن الحسن بن الحسن نے کہا: "اے بھائی! جب تو ان لوگوں کو قتل کر دے گا تو کس کے مقابل میں حکومت پر مفاخرت کرے گا! کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ تجھے صبح و شام اس حال میں آتے جاتے دیکھیں جس سے ان کی ذلت ہو اور ان کو ناگوار ہو۔" لیکن اس نے ان کی بات نہ مانی اور ان کو قتل کر دیا۔

اسی سال ربیع الاول میں داؤد بن علی المدینہ میں مر گیا۔ اس نے مرتے وقت اپنا جانشین اپنے بیٹے موسیٰ کو کیا۔ جب السفاح کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ اور المدینہ اور الطائف والیمامہ پر خالد بن یزید بن عبید اللہ بن عبد المدان الحارثی کو مقرر کیا۔ جب زیاد المدینہ پہنچا تو اس نے ابراہیم بن حسان السلمی کو ــــ اور وہ ابو حماد الابرص بن المثنیٰ تھا ــــ یزید بن عمر بن ہبیرہ کی طرف بھیجا جو الیمامہ میں تھا۔ اس نے یزید اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث افریقیہ گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں سے سخت جنگ کی حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے بخارا میں ابو مسلم پر خروج کیا اور اس کی شدید مخالفت کی اور کہا: "ہم نے اس چیز پر آل محمد کا اتباع نہیں کیا ہے کہ خون بہائے جائیں اور غیر حق پر عمل کیا جائے۔" اس رائے میں اس کی پیروی تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی۔ ابو مسلم نے اس کی طرف زیاد بن صالح الخزاعی کو بھیجا جس نے اس سے جنگ کی اور زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے ختل کی طرف خروج کیا اور اس میں

داخل ہو گیا۔ جبش بن اسمٰعیل وہاں کے بادشاہ نے اس کی مزاحمت نہ کی بلکہ وہ اور اسکے ساتھ چند دہاقین قلعہ بند ہو گئے۔ پھر جب ابوداؤد نے اس کا تعاقب نہ چھوڑا تو وہ اور اس کے ساتھ جو دہاقین تھے وہ قلعہ سے نکل گئے اور ارض فرغانہ چلے گئے اور وہاں سے ترکوں کے ملک میں داخل ہوئے اور ملک چین میں جا پہنچے۔ ابوداؤد نے ان سب لوگوں کو پکڑ لیا جو ان میں سے اس کے ہاتھ لگے اور انہیں ابومسلم کے پاس بھیجدیا۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن یزید بن المہلب الموصل میں قتل کیا گیا۔ اس کو سلیمان نے جس کو الاسود کہا جاتا ہے پہلے ایک امان نامہ لکھکر دینے کے بعد قتل کیا۔

اسی سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو روم کے اس پار صائفہ کیلئے بھیجا۔

اسی سال یحییٰ بن محمد الموصل سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ اسمٰعیل بن علی عامل بنایا گیا۔ یحییٰ کے عزل کی وجہ اہل الموصل کا قتل اور الموصل والوں میں اسکے بڑے اثر کے سبب سے تھا۔

اسی سال لوگوں کے ساتھ زیاد بن عبیداللہ الحارثی نے حج کیا۔

اور عامل اس سال بھی وہی تھے جن کا ذکر ہم گزشتہ سال میں کر چکے ہیں۔ سوا حجاز یمن اور الموصل کے عمال کے، جن کے نئے عاملوں کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

اسی سال اخشید فرغانہ اور ملک شاش باہم غالب ہو گئے۔ اخشید نے ملک الصین سے مدد طلب کی۔ اس نے ایک لاکھ سپاہ سے اس کی مدد کی۔ اخشید نے ملک الشاش کا محاصرہ کر لیا۔ وہ ملک الصین کے فیصلہ پر اتر آیا۔ ملک الصین نے اس سے اور اس کے اصحاب سے ایسا تعرض نہ کیا جو ان کے لئے برا ہو۔ ابومسلم کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان سے جنگ کے لئے زیاد بن صالح کو بھیجا۔ نہر طراز پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے ان کے تقریباً پانچ ہزار آدمی قتل کئے اور تقریباً بیس ہزار آدمی قید کئے۔ باقی الصین کی طرف بھاگ گئے۔ یہ جنگ ذی الحجہ ۱۳۳ھ میں ہوئی۔

اسی سال مروان بن ابی سعید اور ابن المعلی الزرقی الانصاری اور علی بن بذیمہ مولیٰ جابر بن سمرۃ السوائی نے وفات پائی۔ (بذیمہ بفتح بائے موحدہ وکسر ذال معجمہ)

پھر سنہ ۱۳۴ شروع ہوا۔

بسام بن ابراہیم کی بغاوت

اس سال بسام بن ابراہیم بن بسام نے خلع بیعت کیا جو اہل خراسان میں سے تھا۔ وہ السفاح کے لشکر سے اپنے ایک ہم خیال گروہ کے ساتھ پوشیدہ طور پر المدائن کی طرف گیا، السفاح نے ان لوگوں کی طرف خازم بن خزیمہ کو بھیجا دونوں میں جنگ ہوئی بسام اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی ان میں سے اکثر مارے گئے اور ان میں سے جو بھاگتا ہوا پکڑا گیا وہ بھی مارا گیا۔ پھر وہ پلٹا اور ذات المطامیر پہ سے گزرا جہاں بنی عبد المدان میں السفاح کی ننھیال تھی، یہ کل ۳۵ آدمی تھے، ان کے سوا اٹھارہ آدمی اور تھے اور ان کے سترہ موالی تھے۔ خازم نے ان کو سلام نہ کیا جب وہ ان پر سے گزرا تو انہوں نے اس کو گالیاں دیں۔ اس کے دل میں ان کی طرف سے گرہ پڑی ہوئی تھی۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ مغیرہ جو بسام کے ساتھیوں میں سے تھا ان کے پاس پناہ گزیں ہوا تھا۔ وہ ان کی طرف واپس گیا اور ان سے مغیرہ کی نسبت پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا "ہمارے پاس سے ایک راہ گیر گزرا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تھے، اور وہ ایک رات ہمارے قریہ میں ٹھیرا پھر ہمارے ہاں سے چلا گیا۔" اس نے کہا "تم امیر المومنین کی ننھیال ہو، ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور اس کو تمہارے قریہ میں امان دی جاتی ہے، کیوں نہ تم نے جمع ہو کر اس کو پکڑ لیا۔" اس پر انہوں نے اس کو سخت جواب دیا۔ اس نے حکم دیا اور ان سب کی گردنیں مار دی گئیں۔ اور ان کے مکان ڈھا دیے گئے۔ اور ان کے اموال لوٹ لیے گئے۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا یہ خبر یمانیہ کو پہنچی تو وہ سب جمع ہوئے، اور ان کے ساتھ زیاد بن عبید اللہ الحارثی السفاح کے پاس گیا اور انہوں نے کہا "خازم نے آپ پر جرأت کی اور آپ کے حق کا استخفاف کیا اور آپ کی ننھیال والوں کو قتل کر دیا۔ جو ملکوں کو طے کر کے آپ کے پاس عزت حاصل کرنے اور آپ کا احسان طلب کرنے کے لیے آئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے جوار میں داخل ہو گئے۔ خازم نے ان کو قتل کیا، ان کے مکان ڈھا دیے اور ان کے اموال لوٹ لیے بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم کیا ہو۔" السفاح

نے خازم کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ خبر موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو پہنچی تو وہ دونوں السفاح کے پاس آئے اور اس سے کہا "اے امیر المومنین! ہمیں ان لوگوں کی باتوں کی خبر پہنچی ہے اور یہ کہ امیر المومنین نے خازم کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ہم آپ کو اس سے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کیوں کہ اس نے اطاعت کی اور اس کی سابق خدمات ہیں اور اس نے جو کچھ کیا اس کا حق اس کو پہنچتا تھا، کیونکہ آپ کے شیعہ اہل خراسان نے آپ لوگوں کو اپنے اقارب اور اپنی اولاد پر ترجیح دی اور جس نے آپ کی مخالفت کی اس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ آپ ان کی برائی سے چشم پوشی کرنے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں لیکن اگر آپ نے اس کے قتل کا فیصلہ ہی کر لیا ہے تو اس کو خود نہ انجام دیجیے بلکہ اس کو کسی ایسے کام پر بھیجیے جس پر اگر وہ مارا گیا تو آپ اس مقصد کو پہنچ جائیں گے جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ کامیاب ہوا تو اس کی فتح آپ کے لیے مفید ہو گی" اور انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اسے شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کے ساتھ ان خوارج کے مقابلہ پر بھیجے جو عمان اور جزیرہ ابرکاوان میں ہیں۔ السفاح نے اس کو سات سو آدمیوں کے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی کو جو البصرہ پر تھا لکھا کہ ان کو جزیرہ ابرکاوان اور عمان کی طرف سوار کر دے۔ خازم روانہ ہو گیا۔

خوارج کا معاملہ اور شیبان بن عبدالعزیز کا قتل

خازم نے اپنے زیر کمان لشکر کے ساتھ البصرہ کی طرف کوچ کیا تو وہ پہلے ہی اپنے خاندان اور اپنے متعلقین اور اپنے موالی میں سے اور اہل مرو الروذ میں سے اپنے بھروسے کے لوگوں کو انتخاب کر چکا تھا۔ البصرہ پہنچتے ہی سلیمان نے ان لوگوں کو کشتیوں پر سوار کر دیا اور البصرہ سے بنی تمیم میں سے کچھ لوگوں کو ان کے ساتھ کر دیا یہ لوگ سمندر میں چلے حتیٰ کہ جزیرہ ابرکاوان پر لنگر ڈالا۔ خازم نے نضلہ بن نعیم النہشلی کو پانسو آدمیوں کے ساتھ شیبان کی طرف بھیجا۔ دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی، سخت جنگ ہوئی، شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں پر بیٹھ کر عمان کی طرف چلے گئے اور وہ صفریہ تھے، جب وہ عمان پہنچے تو جلندی اور اس کے اصحاب نے جو اباضیہ تھے ان سے جنگ کی، سخت جنگ ہوئی، جس میں شیبان اور اس کے ساتھی مارے گئے

د سنہ ۱۲۹ میں بھی اسی سیاق پر شیبان کے قتل کا ذکر گذر چکا ہے) پھر خازم اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں چلا حتیٰ کہ انہوں نے ساحل عمان پر لنگر ڈالا اور صحرا کی طرف نکلے، جلندی اور اس کے اصحاب ان کے مقابلہ پر آئے، گھمسان کا رن پڑا، اس دن خازم کے اصحاب بہت مارے گئے، اور ان میں اس کا ایک اخیافی بھائی اپنے آدمیوں کے ساتھ مارا گیا۔ دوسرے دن بھی انہوں نے سخت جنگ کی اس روز خوارج میں سے نوسو آدمی مارے گئے، اور ان میں سے نوسے آدمی جل گئے۔ پھر خازم کی آمد کے سات دن بعد دوبارہ مقابلہ ہوا، جس میں خازم کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے مشورہ کے مطابق اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنی سنانوں کی نوکوں پر روئی کے پہل باندھ کر ان کو نفط سے تر کریں اور ان میں آگ لگائیں پھر ان کو لے کر چلیں حتیٰ کہ جلندی کے اصحاب کے گھروں میں آگ لگا دیں، کیونکہ ان کے گھر لکڑی کے تھے، جب بھڑک گئی اور ان کے گھروں میں آگ لگا دی گئی تو وہ ان میں اور اپنے اہل وعیال اور اولاد میں مشغول ہو گئے۔ پھر خازم اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور تلوار سے ان کی خبر لی اور ان کو قتل کیا۔ جو لوگ مارے گئے ان میں جلندی بھی تھا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس نے ان کے سر البصرہ بھیجدیئے اور سلیمان نے ان کو السفاح کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد خازم چند ماہ وہیں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ السفاح نے اس کو بلایا اور وہ آ گیا۔

غزوہ کش

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر حملہ کیا اور وہاں کے بادشاہ الاخرید کو قتل کر دیا، وہ سامع اور مطیع تھا، اس نے الاخرید کے اصحاب کو بھی قتل کیا اور ان سے چینی کے منقوش مذہب برتن لے لئے، جن کی مثل کبھی نہیں دیکھے گئے زینیں اور چینی کا سامان جو سب دیبا کا تھا اور بہت سی نادر چیزیں حاصل کیں، اور سب ابو مسلم کے پاس بھیجدیں، وہ اس وقت سمرقند میں تھا۔ اس نے ان کے دہقانوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، الاخرید کے بھائی طاران کو زندہ چھوڑا اور اسے کش کا بادشاہ بنا دیا۔ ابو مسلم صغد اور بخارا کے باشندوں میں کافی دن

کرنے کے بعد مرو واپس آیا۔ اس نے سمرقند کی فصیل تعمیر کرنے کا حکم دیا اور زیاد بن صالح کو سمرقند اور بخارا پر مقرر کیا۔ ابو داؤد بلخ واپس ہو گیا۔

منصور بن جمہور کا حال

اس سال السفاح نے موسیٰ بن کعب کو السند بھیجا تاکہ منصور بن جمہور سے جنگ کرے۔ وہ چلا اور اپنی جگہ السفاح کے شرطہ پر مسیب بن زہیر کو نائب بنایا گیا۔ موسیٰ السند پہنچا اور منصور سے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ ملا منصور اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ وہ بھاگ نکلا اور ریگستان میں پیاسا مر گیا۔ بعض کہتے ہیں اس کو پیٹ کا عارضہ ہوا اور اسی میں وہ مر گیا۔ السند میں اس کے نائب نے جب اس کی ہزیمت کی خبر سنی تو وہ منصور کے عیال اور سامان کے ساتھ نکلا اور بلاد الخزر چلا گیا۔

چند حوادث

اسی سال محمد بن یزید بن عبد اللہ نے وفات پائی۔ وہ الیمن پر تھا۔ السفاح نے اس کی جگہ علی بن الربیع بن عبد اللہ کو مقرر کیا۔

اسی سال ذی الحجہ میں السفاح الحیرہ سے الانبار منتقل ہوا۔

اسی سال الکوفہ سے کرنگ تک کا راستہ کے میل کے پتھر نصب کئے گئے۔

اسی سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ نے حج کیا۔ وہ الکوفہ پر تھا۔ اور الکوفہ کی قضاء پر ابن ابی لیلیٰ تھے۔ المدینہ اور مکہ اور الطائف اور الیمامہ کی ولایت پر زیاد بن عبید اللہ۔ اور الیمن پر علی بن ربیع الحارثی اور البصرہ اور اس کے اعمال اور کور دجلہ و عمان پر سلیمان بن علی تھے۔ البصرہ کی قضاء پر عباد بن منصور تھے السند کی ولایت پر موسیٰ بن کعب تھا خراسان و الجبال پر ابو مسلم۔ فلسطین پر صالح بن علی۔ مصر پر ابو عون۔ الموصل پر اسمٰعیل بن علی۔ ارمینیہ پر یزید بن اسید۔ اذربیجان پر محمد بن صول۔ دیوان الخراج پر خالد بن برمک۔ الجزیرہ پر ابو جعفر المنصور۔ اور اذربیجان وارمینیہ پر اس کے عامل وہی تھے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ الشام پر عبد اللہ بن علی تھا۔

اسی سال محمد بن اسمٰعیل بن سعد بن ابی وقاص، اور سعد بن عمرو بن سلیم الزرقی نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۳۵ شروع ہوا

زیاد بن صالح کا خروج

اس سال زیاد بن صالح نے ماوراء النہر میں خروج کیا۔ ابو مسلم مرو سے اس کے مقابلہ کے لئے مستعد ہو کر چلا اور ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو ترمذ کی طرف بھیجا اس خوف سے کہ کہیں زیاد بن صالح اس کے قلعہ اور کشتیوں کی طرف کسی کو بھیج کر ان پر قبضہ نہ کر لے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ لیکن اس پر طالقان کے باشندوں نے ایک شخص کے ساتھ جس کی کنیت ابو اسحٰق تھی خروج کیا اور انہوں نے نصر کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر ابو داؤد کو پہنچی تو اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کے تعاقب میں بھیجا اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ ابو مسلم تیزی سے بڑھا حتیٰ کہ آمل پہنچا، اس کے ساتھ سباع بن نعمان الازدی تھا اور یہ وہی ہے جس کو السفاح نے زیاد بن صالح کی طرف بھیجا تھا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ اگر اسے موقع ملے تو ابو مسلم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دے۔ اس نے ابو مسلم کو اس کی خبر کر دی ابو مسلم نے سباع کو آمل میں قید کر دیا۔ ابو مسلم عبور کر کے بخارا پہنچا جب وہ وہاں اترا تو اس کے پاس زیاد کے مستعد قواد آئے جو زیاد سے الگ ہو گئے تھے اور انہوں نے ابو مسلم کو خبر دی کہ سباع بن نعمان ہی وہ شخص ہے جس نے زیاد کو بگاڑا ہے۔ اس نے آمل کے عامل کو لکھا کہ اسے قتل کر دے۔ جب زیاد کے قواد اس سے الگ ہو گئے اور ابو مسلم سے آملے تو زیاد نے وہاں کے ایک دہقان کے پاس پناہ لی، اس نے زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔ ابو داؤد اہل طالقان کے خیال سے ابو مسلم کے پاس نہ آسکا۔ ابو مسلم نے اسے زیاد کے قتل کی اطلاع لکھ بھیجی۔ وہ کش گیا، اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا۔ اور ایک فوج شاوغر کی طرف بھیجی۔ اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی۔ لیکن بسام پر عیسیٰ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ عیسیٰ نے ابو مسلم کے صاحب کامل بن مظفر کو خط لکھا جس میں

اس نے ابوداؤد پر الجہان ناراضی کیا اور اسے عصبیت کی طرف منسوب کیا۔ یہ نامہ ابومسلم نے ابوداؤد کو بھیج دیا اور لکھا کہ یہ ان غیر مختونوں کے تابع ہیں جن کو تو نے برابر کا بنا دیا ہے۔ جو چاہے کر۔ ابوداؤد نے عیسیٰ کو بلکر اپنے پاس بلایا اور جب وہ اس کے پاس آگیا تو اسے قید کر دیا اور اسے مارا اور پھر اس کو نکال دیا۔ اور لشکریوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ ابومسلم مرو واپس چلا گیا۔

جزیرہ صقلیہ کی جنگ

اس سال عبداللہ بن حبیب نے تلمسان پر حملہ کے بعد جزیرہ صقلیہ پر حملہ کیا اور وہاں مال غنیمت حاصل کیا۔ قیدی پکڑے اور وہاں ایسی فتح حاصل کی جو اس سے پہلے کسی نے حاصل نہیں کی تھی۔ پھر افریقیہ کے والی بربر کے ساتھ فتنہ میں مشغول ہو گئے صقلیہ کو امن مل گیا۔ رومیوں نے ہر طرف سے اس کو آباد کر لیا اور وہاں قلعہ تعمیر کر لئے۔ وہ ہر سال جہازوں میں نکل کر جزیرہ کے گرد چکر لگاتے اور اس کی مدافعت کرتے تھے اور بسا اوقات مسلمان تاجروں کو پالیتے تو ان کو پکڑ لے جاتے تھے۔

چند حوادث

اس سال لوگوں کے ساتھ سلیمان بن علی نے حج کیا۔ وہ البصرہ اور اس کے اعمال پر تھا اور اس سال عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال ابوحازم الاعرج نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۰ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۳ میں۔

اس سال عطاء بن عبداللہ مولی المطلب نے وفات پائی۔ اور بعض اس کو مولی المطلب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے وہ عطاء بن میسرہ تھا اور اس کی کنیت ابوعثمان الخراسانی تھی۔ بعض کہتے ہیں اس نے سنہ ۱۳۴ میں وفات پائی۔

اس سال مرنے والوں میں یہ لوگ ہیں: یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، فارس میں۔ یہ فارس پر امیر تھا اور اس سے پہلے الموصل پر تھا۔ ثور بن زید الدولی، یہ ثقہ تھا۔ زیاد بن ابی زیاد مولی عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی

اور یہ ابطال میں سے تھا۔ (عیاش یا، قتادہ اور شین معجمہ سے)

پھر سنہ ۱۳۶ شروع ہوا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کا حج

اسی سال ابو مسلم نے السفاح کو خط لکھا جس میں اس کے پاس آنے اور حج کرنے کی اجازت مانگی۔ وہ خراسان پر قابض ہونے کے بعد سے اب تک وہاں سے باہر نہیں گیا تھا۔ السفاح نے اس کو لکھا کہ اس کے پاس پانسو سپاہ کے ساتھ آئے۔ اس پر ابو مسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو نقصان پہنچائے ہیں، مجھے اپنی جان کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ السفاح نے لکھا کہ تو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آ، کیونکہ تو اپنے اہل اور اپنی دولت کی حکومت میں ہے اور مکہ کا راستہ لشکر کا متحمل نہیں ہے۔ وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ چلا جن کو اس نے نیشاپور اور الرے کے درمیان پھیلا دیا۔ وہ اموال اور خزانوں کے ساتھ آیا اور ان سب کو اس نے الرے میں چھوڑ دیا۔ اس نے اجبل کے اموال بھی جمع کئے اور ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ السفاح نے قواد اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے جا ملیں۔ جب ابو مسلم السفاح کے پاس داخل ہوا تو اس نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ پھر اس نے السفاح سے حج کے لئے اجازت مانگی۔ اس نے اجازت دے دی اور کہا "اگر ابو جعفر یعنی السفاح کا بھائی المنصور حج کا ارادہ نہ رکھتا تو میں تجھی کو موسم حج پر عامل مقرر کرتا۔" اس نے ابو مسلم کو اپنے قریب اتارا۔ ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان صفائی نہ تھی۔ السفاح نے جب معاملات اس کے لئے صاف ہو گئے، تو ابو جعفر کو خراسان بھیجا تھا اور اس کے ساتھ خراسان پر ابو مسلم کی ولایت اور السفاح اور اس کے بعد ابو جعفر المنصور کے لئے بیعت کا عہد بھیجا تھا۔ ابو مسلم اور اہل خراسان نے ان دونوں کے لئے بیعت کی۔ ابو مسلم ابو جعفر کے ساتھ استخفاف کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے جب وہ واپس آیا تو اس نے السفاح کو ابو مسلم کے حال کی خبر دی۔ پھر جب ابو مسلم اس مرتبہ آیا تو ابو جعفر نے السفاح سے کہا کہ میری بات مانئے اور ابو مسلم کو قتل کر دیجئے کیونکہ خدا کی قسم اس کے سر میں غدر ہے۔ السفاح نے کہا "تو اس کی آزمودہ کاری اور کارکردگی سے واقف ہے" ابو جعفر نے جواب دیا

کہ وہ سب کچھ ہماری وجہ سے تھا۔ خدا کی قسم اگر آپ ایک بلی کو بھی بھیجتے تو وہ اس کی قائم مقام ہو سکتی تھی۔ اور اس مرتبے پر پہنچ سکتی تھی جس مرتبے پر وہ پہنچا۔ السفاح نے پوچھا: پھر اسے کیونکر قتل کیا جائے؟ المنصور نے کہا: جب وہ آپ کے پاس آئے اور آپ اس سے گفتگو کریں تو اسے پیچھے سے لوگ ایسی ضرب لگائیں کہ وہ مر جائے کہا: پھر اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟ ابوجعفر نے کہا: اگر وہ قتل کر دیا گیا تو وہ متفرق ہو جائیں گے اور دب جائیں گے۔" اس پر السفاح نے اس کے قتل کا حکم دے دیا" اور نکل گیا۔ پھر السفاح اس پر نادم ہوا اور اس نے ابوجعفر کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ابوجعفر اس سے پہلے حران میں تھا۔ وہاں سے الانبار گیا جہاں السفاح تھا حران پر اس نے مقاتل بن حکیم العکی کو اپنا نائب بنایا۔ ابوجعفر اور ابومسلم نے حج کیا اور امام حج کا امیر ابوجعفر تھا۔ اس میں زید بن اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب نے وفات پائی۔

السفاح کی موت کا ذکر

اسی سال السفاح نے تیرہ ذی الحجہ کو اور بعض کہتے ہیں بارہ ذی الحجہ کو الانبار میں وفات پائی۔ اس کے چیچک نکل آئی تھی۔ اس کی عمر موت کے وقت تینتیس [۳۳] برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں چھتیس اور بعض کہتے ہیں اٹھائیس برس کی تھی۔ اس کی حکومت مروان کے قتل سے وفات تک چار سال ہے اور اس وقت سے جب کوفہ میں اس کے لئے خلافت کی بیعت کی گئی اس کی موت تک چار سال آٹھ ماہ اور بعض کہتے ہیں نو ماہ رہی جن میں سے آٹھ مہینے تک وہ مروان سے لڑتا رہا۔ اس کے بال گھونگروالے تھے، وہ لمبے قد والا، گورے رنگ کا، بہت اونچی لمبی ناک والا، خوبصورت چہرے اور داڑھی والا تھا۔ اس کی ماں ریطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی تھی۔ اس کا وزیر ابوالجہم بن عطیہ تھا۔ اس پر اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے نماز پڑھی۔ اور اسے الانبار العتیقہ میں دفن کیا گیا۔ اس نے صرف نو جبے، چار قمیص، پانچ سراویل چار طیلسان اور تین ریشمی چادریں چھوڑیں۔ ابن السفاح نے دو قمیص شعر کی لکھیں اور ایک شخص کے ساتھ مروان کے لشکر میں بھیجیں تاکہ وہ رات کو انہیں سواروں میں پہنچا دے اور وہاں صبح کرے اور سورج نکلنے تک لوگوں

میں ۔ ہے ۔ اور کٹ اتے جائے ۔ وہ انہیں یہ پڑھ کر سنا ؎

یا آل مروان ان اللہ مھلککم ومبدل بکم خوفا و تشریدا
لا عمر اللہ من انسالکم احدا وبثکم فی بلاد الخوف تطریدا

اے آل مروان! اللہ تمہیں ہلاک کرنے اور تمہاری حالت کو خوف و پراگندگی سے بدلنے والا ہے۔ اللہ تمہاری نسل میں سے کسی کو خوش حال نہ کرے اور تمہیں بلادِ خوف میں منتشر کر دے۔

کہا: میں نے یہی کیا۔ ان کے دلوں میں خوف داخل ہو گیا۔

ابو جعفر بن یحییٰ کہتا ہے: ایک دن السفاح نے آئینے میں دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھا۔ اس نے کہا: خدایا! میں اس طرح نہیں کہتا سلیمان بن عبد الملک نے کہا تھا کہ میں جوان بادشاہ ہوں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اے خدا! مجھے اپنی طاعت میں طویل عمر دے جو عافیت سے متمتع ہو۔ ابھی اس نے یہ کلام پورا نہ کیا تھا کہ اس نے کسی غلام کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو مہینے پانچ دن کی مدت ہے۔ اس کے کلام سے السفاح کے طوطے اُڑ گئے۔ اس نے کہا: حسبی اللہ، ولا قوة الا باللہ، علیک توکلت وبک استعین۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اُسے بخار نے آگھیرا۔ اس کا مرض متصل رہا اور اس نے دو مہینے پانچ دن بعد وفات پائی۔

ذکر خلافت المنصور

اسی سال السفاح عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے بھائی ابوجعفر عبداللہ بن محمد کے لئے اپنے بعد خلافت منعقد کی، اور اس کو اپنے بعد مسلمانوں کا ولی عہد قرار دیا، اور اس عہد کو ایک کپڑے میں رکھ کر اس پر اپنی مہر اور اپنے اہل بیت کی مہریں ثبت کیں، اور اس کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا۔ جب السفاح مر گیا تو ابوجعفر مکہ میں تھا۔ ابوجعفر کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ نے بیعت لی اور اسے السفاح کی وفات اور اس کے لئے بیعت لئے جانے کی اطلاع دی۔ یہ قاصد المنصور سے منزل صفیہ میں ملا۔ المنصور نے کہا: ہمارے لئے صاف ہو گیا ان شاء اللہ۔ ابومسلم کو لکھا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ ابوجعفر آگے آ گیا تھا، ابومسلم اس کے پاس آیا۔ جب وہ بیٹھا اور اس کے سامنے عیسیٰ کا خط رکھا گیا تو وہ اس کو پڑھ کر رو دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی، اور اس نے ابوجعفر کو دیکھا جس نے بہت جزع کی تھی۔ اس نے کہا: یہ جزع کیسی ہے حالانکہ آپ کے پاس خلافت آئی ہے؟ ابوجعفر نے کہا: مجھے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے شر کا خوف ہے۔ ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ پر شغب کرے گا۔ ابومسلم نے کہا: اس سے نہ ڈرو میں اس کے لئے کافی ہوں ان شاء اللہ۔ اس کے لشکر کا عام حصہ جو اس کے ساتھ ہیں سب اہل خراسان ہیں اور وہ میری نافرمانی نہیں کریں گے۔ المنصور اس سے خوش ہو گیا، ابومسلم نے اور لوگوں نے اس سے بیعت کر لی۔ یہ دونوں آگے بڑھے حتیٰ کہ الکوفہ پہنچ گئے۔

کہا جاتا ہے پہلے ابومسلم ابوجعفر سے آگے روانہ ہو گیا تھا اس کو السفاح کے مرنے کی خبر پہلے معلوم ہوئی۔ اس نے ابوجعفر کو لکھا کہ اللہ آپ کو محفوظ رکھے اور تیرے ذریعے

فلمہ تجھے معلوم ہو کہ میرے پاس ایک ایسی خبر آئی ہے جس نے مجھے کاٹ دیا اور میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ کسی چیز نے بھی نہ کیا تھا۔ وہ امیر المومنین کی وفات ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو بڑا اجر دے اور خلافت آپ پر درست کرے کیونکہ آپ کے حق کی تعظیم کرنے والا اور آپ کا خالص خیر خواہ اور آپ کی خوشنودی پر مجھ سے زیادہ حریص آپ کے اہل میں کوئی شخص نہیں ہے" پھر وہ دو دن ٹھیرا رہا اور اس نے ابوجعفر کو لکھا کہ اپنی بیعت لے۔ دراصل وہ ابوجعفر کو مرعوب کرنا چاہتا تھا۔

کہا: ابوجعفر نے زیاد بن عبید اللہ کو مکہ کی طرف واپس کر دیا۔ وہ السفاح کی طرف سے مکہ اور المدینہ پر عامل تھا بعض کہتے ہیں، اس کو السفاح نے اپنی موت سے پہلے مکہ سے معزول کر دیا تھا اور وہاں کا والی عباس بن عبداللہ بن معبد بن العباس کو مقرر کر دیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر کے لئے بیعت لی، عبداللہ بن علی کے پاس الشام میں السفاح کی وفات اور المنصور کی بیعت کی خبر بھیجی، اور اسے حکم دیا کہ المنصور کے لئے بیعت لے۔ وہ اس سے پہلے السفاح کے پاس آیا تھا اور السفاح نے اسے الصائفہ پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اہل الشام و خراسان کو بھیجا تھا۔ وہ چلا حتیٰ کہ دلوک پہنچا اور ابھی وہاں نہ پہنچا تھا کہ اس کے پاس السفاح کی موت کی خبر آئی۔ وہ اپنے ساتھ کے لشکروں سمیت واپس ہوا، اور اس نے خود اپنے لئے بیعت لی۔

الاندلس کے فتنے کا ذکر

اس سال الاندلس میں حباب بن رواحہ بن عبداللہ الزہری نے خروج کیا اور اس نے خود اپنی طرف دعوت دی۔ اس کی طرف الیمانیہ کی ایک جماعت مجتمع ہو گئی۔ پھر وہ الصمیل کی طرف گیا جو قرطبہ کا امیر تھا، اور وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کو تنگ کیا آخر کار الصمیل نے یوسف الفہری امیر الاندلس سے مدد لی۔ وہ الاندلس پر پیہم گرانی اور بھوک کی وجہ سے مدد نہ کر سکا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یوسف الصمیل سے کراہت کرتا تھا اس نے اس کی ہلاکت پسند کی تاکہ اس سے راحت پائے۔

وہاں عامر العبدری نے بھی شورش برپا کی اور ایک جمعیت فراہم کی اور

اقیشیل کے خلاف حباب کے ساتھ مل گیا۔ یہ دونوں بنی العباس کی دعوت لے کر کھڑے ہوئے۔ جب اقیشیل پر محاصرہ شدید ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو مدد کے لئے لکھا انہوں نے اس کی مدد کی طرف جلدی کی، اور جمع ہو کر اس کی طرف چلے۔ حباب نے جب ان کے قریب کی خبر سنی ...... اقیشیل سرقسطہ سے چلا یا اور اس کو چھوڑ دیا۔ حباب وہاں واپس آگیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یوسف الفہری نے اقیشیل کو طلیطلہ کا عامل مقرر کیا۔

چند حوادث کا ذکر

الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا۔ الشام پر عبداللہ بن علی۔ مصر پر صالح بن علی۔ البصرہ پر سلیمان بن علی۔ المدینہ پر زیاد بن عبیداللہ الحارثی۔ مکہ پر عباس بن عبداللہ بن معبد۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے۔ ربیعہ بن عبدالرحمٰن ـــــ یہ ربیعۃ الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ١٣٣ھ میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں سنہ ١٤٢ھ میں۔ اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ اور عبدالملک بن عمیر بن سوید اللخمی القرشی ـــ ان کو قرشی ان کا لقب کہا گیا ہے۔ اور عطاء بن السائب ابوزید الثقفی۔ اور عروہ بن رویم۔

اس سال ابوجعفر المنصور امیرالمؤمنین مکہ سے آیا اور الکوفہ میں داخل ہوا۔ وہاں کے باشندوں کے ساتھ اس نے نماز جمعہ پڑھی، ان کو خطبہ دیا۔ اور الانبار کی طرف گیا اور وہاں قیام کیا۔ اور اس کے اطراف اس کے تحت جمع کر دیے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے بیت المال اور خزانے اور دواوین ابوجعفر کے آنے سے قبل سنبھال رکھے تھے اس کے آنے کے بعد اس کے سپرد کر دیے۔

پھر سنہ ١٣٧ھ داخل ہوا

عبداللہ بن علی کے خروج اور اس کی ہزیمت کا ذکر

عبداللہ بن علی الصائفہ پر فوجوں کے ساتھ جانے اور السفاح کی موت اور عیسیٰ بن موسیٰ کے اپنے چچا کو اس کی موت کی اطلاع دینے اور ابوجعفر المنصور کے لئے بیعت لینے کا حکم بھیجنے کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ السفاح نے اپنی وفات سے قبل اس کو

حکم دیا تھا۔ جب قاصد عبداللہ کے پاس یہ پیغام لے کر آیا تو وہ اس سے دور کی پر جا کر
لا جو دروب کے سامنے ہے۔ اس نے منادی کو حکم دیا۔ اس نے منادی کی نماز جمع ہوتی
ہے۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ان کو السفاح کی موت کے متعلق مکتوب
پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی اور ان کو خبر دی کہ جب السفاح نے
مروان بن محمد کی طرف فوجیں بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو اپنے بنی اب کو طلب کیا اور چاہا
کہ وہ اس کے مقابلہ پر جائیں، اور کہا کہ تم میں سے جو جائے گا وہ میرا ولی عہد ہوگا اور اس کی طرف
جائے گا۔ وہ میرا ولی عہد ہے لیکن میرے سوا کوئی نہ اٹھا۔ اسی بات پر میں اس کے پاس سے نکلا اور میں نے
قتل کیا جس کو قتل کیا۔ اس بات پر اس کے لیے ابو غانم الطائی اور خفاف المروروذی اور قوادیں سے
دوسروں نے شہادت دی۔ پس اس سے بیعت کر لی گئی ان لوگوں میں حمید بن قحطبہ وغیرہ اہل خراسان والشام
والجزیرہ میں سے تھے لیکن حمید بعد میں اس سے الگ ہو گیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پھر عبداللہ
چلا حتیٰ کہ حران پر اترا۔ وہاں مقاتل العکی تھا جسے ابو جعفر نے کوچ کرتے وقت اپنا
نائب مقرر کیا تھا۔ مقاتل اس کے مقابلہ میں قلعہ بند ہو گیا، اور وہ چالیس دن تک
اس کا محاصرہ کیے رہا۔ اس مدت میں ابو مسلم المنصور کے ساتھ حج سے واپس آ چکا تھا
جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ اس نے المنصور سے کہا: اگر تم چاہو تو میں اپنے کپڑے اپنے منطقہ
میں اکٹھے کر لوں اور تمہاری خدمت کروں اور اگر تم چاہو تو میں خراسان جاؤں اور
تمہاری مدد کے لیے لشکر بھیجوں۔ اور اگر تم چاہو تو میں عبداللہ بن علی سے لڑنے کے لیے
جاؤں۔ تو المنصور نے اسے عبداللہ سے لڑنے کے لیے جانے کا حکم دیا۔ ابو مسلم لشکروں
کے ساتھ عبداللہ کی طرف گیا اور اس کے پیچھے کوئی نہ رہا۔ حمید بن قحطبہ بھی اس سے
الگ ہو کر اس کے ساتھ گیا۔ ابو مسلم نے اپنے مقدمہ پر مالک بن الہیثم الخزاعی کو مقرر کیا۔
جب عبداللہ کو ابو مسلم کے بڑھنے کی خبر پہنچی اور وہ حران کا محاصرہ کیے ہوئے تھا
تو اسے خوف ہوا کہ کہیں اس پر خراسانی آگے سے ہجوم نہ کر دیں۔ وہ اپنے ساتھیوں
کے ساتھ اس کے پاس جا کر اترا اور اس کے ساتھ مقیم رہا۔ پھر اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ
بن سراقہ الازدی کے پاس الرقہ بھیجا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے بھی تھے۔
اور اس کو ایک خط لکھ کر دیا۔ جب یہ لوگ عثمان کے پاس پہنچے تو العکی نے وہ خط اس کو
دیا۔ اس نے العکی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر لیا۔ اور عبداللہ

کی شکست کے بعد ان کو بھی قتل کر دیا۔ عبد اللہ بن علی کو خوف تھا کہ اہل خراسان اس کے ساتھ خیر خواہی نہیں کریں گے۔ اس لئے اس نے ان میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمی قتل کر دیئے، حمید بن قحطبہ کو عامل بنا کر حلب بھیجا، اور اسے وہاں کے عامل زفر بن عاصم کے نام ایک خط دیا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ جب حمید اس کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ حمید روانہ ہوا اور خط اس کے ساتھ تھا۔ جب وہ کسی رستے میں تھا تو اس نے کہا کہ میرا ایک ایسا خط لیکر جانا جس کے مضمون کی مجھے خبر نہیں ہے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس نے خط کھول کر پڑھا اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا تو اپنے خواص کو اس سے باخبر کیا اور ان سے کہا تم میں جو کوئی میرے ساتھ جانا چاہے چلے۔ ان میں سے جتنوں نے اس کی پیروی کی اور وہ الرصافہ سے العراق کی طرف چلا۔
المنصور نے محمد بن صول کو حکم دیا کہ وہ عبد اللہ بن علی کے پاس جائے اور اس کے ساتھ مکر کرے۔ جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس سے کہا: میں نے ابو العباس کو کہتے سنا ہے کہ خلیفہ میرے بعد میرا چچا عبد اللہ ہے۔ اس نے کہا: تو نے جھوٹ کہا۔ تجھے ابو جعفر نے مقرر کیا ہے اور اس کی گردن مار دی۔ محمد بن صول ابراہیم بن عباس الکاتب الصولی کا دادا ہے۔ پھر عبد اللہ بن علی آگے بڑھا حتی کہ نصیبین پر اترا، اس پر خندق کھدوائی، ابو مسلم بھی اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا۔ المنصور نے حسن بن قحطبہ کو جو ارمینیہ میں اس کا نائب تھا، لکھا کہ وہ ابو مسلم سے جا ملے۔ وہ ابو مسلم سے الموصل میں جا ملا۔ ابو مسلم آگے بڑھا اور اس نے نصیبین کا رخ کیا اور الشام کے رستے پر چل پڑا، اس نے عبد اللہ سے تعرض نہ کیا اور اسے لکھا کہ مجھے تجھ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ امیر المومنین نے مجھے الشام پر والی مقرر کیا ہے، اس لئے میں ادھر جاتا ہوں۔ اس پر ان شامیوں نے، جو عبد اللہ کے ساتھ تھے عبد اللہ سے کہا: ہم تیرے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں جبکہ یہ شخص ہمارے ملک میں جا رہا ہے۔ وہ ہمارے مردوں میں سے جس پر قدرت پائے گا اسے قتل کر دے گا اور ہمارے بچوں کو غلام بنائے گا۔ ہم تو اپنے ملک کی طرف جائیں گے اور اس کو روکیں گے اور اس سے جنگ کریں گے۔ اس پر عبد اللہ نے ان سے کہا: خدا کی قسم وہ الشام نہیں جاتا۔ اس نے تم سے جنگ کرنے کے سوا کوئی اور ارادہ نہیں کیا ہے۔ اگر تم

جہاں تجھ سے ہو سکے تو وہ تمہارے ہی پاس آئے گا۔ لیکن انھوں نے الشام جانے کے سوا کسی بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔ ابو مسلم ان سے قریب ہی تھا۔ عبد اللہ نے الشام کی طرف کوچ کیا۔ ابو مسلم پلٹ کر عبد اللہ بن علی کے معسکر میں اسی جگہ آ کر اترا اور اس کے گرد جس قدر آب گیر تھے ان کو زمین دوز کر دیا اور ان میں مردار ڈال دیے۔ عبد اللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ پھر وہ چلا اور ابو مسلم کے پڑاؤ کی جگہ اترا جہاں وہ پہلے تھا۔ پھر ان میں پانچ مہینے تک جنگ ہوتی رہی۔ اہل الشام میں سوار زیادہ تھے اور ان کا سامان زیادہ مکمل تھا۔ عبد اللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور اس کے میسرہ پر حبیب بن سوید الاسدی اور اس کے سواروں پر عبد الصمد بن علی عبد اللہ کا بھائی تھا۔ ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ بہت دیر جنگ ہوتی رہی پھر بدھ ہوا کہ عبد اللہ کے آدمیوں نے ابو مسلم کے لشکر پر حملہ کیا۔ انھوں نے ان کو ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور واپس آ گئے۔ پھر ان پر عبد الصمد بن علی نے سواروں کے ساتھ حملہ کیا اور ان میں سے اٹھارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ پھر سب نے اکٹھے ہو کر دوبارہ ابو مسلم کے آدمیوں پر حملہ کیا اور ان کی صفیں ہٹا دیں۔ اور ایک چکر لگایا۔ اس وقت ابو مسلم سے کہا گیا کہ اگر تو اپنے گھوڑے اس ٹیلے پر لے آئے تو لوگ تجھے دیکھیں گے اور واپس آ جائیں گے۔ کیونکہ وہ پسپا ہو گئے ہیں۔ ابو مسلم نے جواب دیا کہ اہل عقل اپنے جانوروں کو اس حال میں نہیں پھیرتے۔ پھر اس نے منادی کو حکم دیا۔ اس نے ندا دی کہ اے اہل خراسان واپس آؤ کیونکہ عاقبت اس کیلئے ہے جس نے تقویٰ کیا۔ لوگ واپس ہوئے۔ اس روز ابو مسلم نے رجز پڑھا جس میں اس نے کہا: ؎

من کان ینوی اهله فلا رجع ⁂ فرّ من الموت وفي الموت وقع

جو اپنے اہل کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے رجوع نہیں ہے۔ موت سے بھاگ کر موت میں پڑتا ہے۔

ابو مسلم کے لئے ایک تخت بنایا گیا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا اور جب لوگ مشغول پیکار ہوتے تو وہ جنگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اگر وہ لشکر میں کوئی خلل دیکھتا تو اس کو روک دیتا اور اس ناحیہ کے افسر کو احتیاط برتنے کا حکم بھیجتا اور ہدایت دیتا کہ وہ کیا کرے

اس کے قاصد برابر ان کی طرف آتے جاتے رہتے حتی کہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے واپس پھرے۔ سہ شنبہ یا چہارشنبہ کے دن ساتویں جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۷ھ کو دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ متخاصمین جنگ آزما ہوئے، ابومسلم نے ان سے مکر کیا اس نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ میمنہ کی بجائے میسرہ کی طرف زیادہ صفیں بنائے اور میمنہ میں اپنے اصحاب کی جماعت اور مضبوط آدمیوں کو چھوڑ دے۔ جب اہل الشام نے یہ دیکھا تو انھوں نے اپنے میسرہ کو چھوڑ دیا اور اپنے میمنہ میں ابومسلم کے میسرہ کے مقابل جا ملے۔ ابومسلم نے قلب والوں کو حکم دیا اور وہ اس کے میمنہ والوں کے ساتھ مل کر اہل الشام کے میسرہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ان کو پیس ڈالا۔ قلب اور میمنہ الٹ گیا۔ ابومسلم کے اصحاب ان پر چڑھ گئے اور عبداللہ کے اصحاب پسپا ہوگئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقۃ الازدی سے کہا: اے ابن سراقہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری یہ رائے ہے کہ جمے رہو اور لڑتے جاؤ حتی کہ مر جاؤ کیونکہ بھاگنا تم جیسے شخص کے لئے برا ہے جب کہ تم نے اس بات پر مروان کو برا کہا تھا۔ اس نے کہا: میں تو العراق جاتا ہوں۔ سراقہ نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ بھاگ نکلے اور اپنا لشکر چھوڑ گئے جس پر ابومسلم قابض ہوگیا۔ اس نے المنصور کو اس کی نسبت لکھا۔ المنصور نے ابوالخصیب اپنے غلام آزاد کو بھیجا تاکہ لشکر سے جو کچھ ملا ہے اس کا احصار کرے۔ اس پر ابومسلم برہم ہوا۔ عبداللہ اور عبدالصمد ابنا علی چلے گئے۔ عبدالصمد الکوفہ گیا اور اس کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ نے امان طلب کی۔ المنصور نے اسے امان دے دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی الرصافہ میں ٹھیر گیا حتی کہ جمہور بن مرار العجلی، جس کو المنصور نے سواروں کے ساتھ بھیجا تھا وہاں پہنچا اور اس کو گرفتار کرکے پابجولاں المنصور کے پاس ابوالخصیب کے ساتھ بھیج دیا۔ پھر المنصور نے اس کو رہا کر دیا۔ رہا عبداللہ بن علی، تو وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس البصرہ آیا اور اس کے پاس ایک زمانے تک روپوش رہا۔ پھر ابومسلم نے ہزیمت کے بعد لوگوں کو امان دے دی اور ان سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کا ذکر

اسی سال ابو مسلم خراسانی قتل کیا گیا۔ اس کو المنصور نے قتل کیا۔ اس کا سبب
یہ تھا: ابو مسلم نے السفاح سے حج کو جانے کی اجازت طلب کی تھی جیسا کہ اوپر بیان
ہوا۔ السفاح نے المنصور کو لکھا جو الجزیرہ، ارمینیہ، آذربیجان پر تھا کہ ابو مسلم نے
مجھے حج کی اجازت کے لئے لکھا ہے اور میں نے اس کو اجازت دیدی ہے۔ وہ مجھ سے
یہ درخواست کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کو موسم حج کا والی مقرر کردوں۔
تم مجھے حج کی اجازت کے لئے لکھو، میں تم کو اجازت دیدوں گا۔ کیونکہ جب تم مکہ
میں ہوگے تو وہ میری سرداری کی طمع نہیں کرے گا۔ المنصور نے اپنے بھائی السفاح کو
حج کی اجازت کے لئے لکھا اس نے اجازت دیدی۔ وہ الانبار آیا۔ ابو مسلم نے کہا: کیا
اس سال کے سوا ابو جعفر کو حج کے لئے کوئی اور سال نہ ملا؟ اور اس بات پر اس نے
رنج کیا۔ دونوں نے مل کر حج کیا۔ ابو مسلم عربوں کو کپڑے دیتا اور کنویں اور رستے
درست کراتا گیا، اس کا نام ہوا اور عرب کہنے لگے کہ اس پر جھوٹ بہتان گھڑے
گئے ہیں۔ جب وہ مکہ پہنچا اور اہل الیمن کو اس نے دیکھا تو کہا: یہ کونسا لشکر ہے؟
کاش ان سے کوئی ظریف اللسان اور غزیر الدمعہ (بہت آنسوؤں والا) ملتا؟
جب لوگ موسم سے نکلے تو ابو مسلم رستے میں ابو جعفر سے آگے بڑھ گیا، اس کو السفاح
کی وفات کی خبر ملی۔ اس پر اس نے ابو جعفر کو خط لکھا جس میں اسے اس کے بھائی
کی تعزیت دی مگر خلافت کی تہنیت نہ دی، نہ ٹھہرا ابھی نہیں کہ اس سے مل جاتا اور
نہ واپس ہوا۔ ابو جعفر خشمگین ہوا اور اس نے ابو مسلم کو درشت خط لکھا۔ جب اس کو
وہ خط ملا تو اس نے ابو جعفر کو خلافت کی تہنیت لکھی۔ ابو مسلم آگے بڑھا اور الانبار
پہنچا، عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے دعوت دی کہ وہ آکر اس سے بیعت کرے، وہ عیسیٰ کے
پاس آگیا۔ پھر ابو جعفر آیا۔ عبد اللہ بن علی نے بغاوت کی۔ المنصور نے ابو مسلم کو الحسن
بن قحطبہ کے ساتھ اس سے جنگ کے لئے بھیجا، جیسا کہ اوپر گزرا۔ پھر الحسن نے
المنصور کے وزیر ابو ایوب کو لکھا کہ میں نے ابو مسلم کو دیکھا ہے کہ اس کے پاس
امیر المومنین کا خط آتا ہے تو وہ اسے پڑھ کر اپنے ہاتھ سے مالک بن الہیثم کے آگے

بُلا رہا ہے وہ ہمارے پیچھے ہے پھر دونوں ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں ۔ یہ پیغام جب ابو ایوب کو دیا گیا تو وہ ہنسا اور کہنے لگا: ہم ابو مسلم کے لئے عبداللہ بن علی سے زیادہ ڈرتے ہیں ۔ لیکن ہمیں صرف ایک بات کی امید ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اہل خراسان عبداللہ کو پسند نہیں کرتے اور اس نے ان میں سے قتل کیا جن کو قتل کیا؛ عبداللہ نے ان میں سے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے تھے ۔ جب عبداللہ کو شکست ہوئی اور ابو مسلم نے لشکر سے جو کچھ غنیمت حاصل کی تھی وہ جمع کی تو ابو جعفر نے ابو الخصیب کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ جو کچھ اموال ہاتھ آئے ہیں ان کو لکھے ۔ ابو مسلم نے اس پر اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس باب میں اس سے گفتگو کی گئی اور اس نے اسے چھوڑ دیا اور کہا: میں خون کے معاملہ میں تو امین ہوں اور اموال کے معاملہ میں خائن ہوں ۔ اور المنصور کو گالیاں دیں ۔ ابو الخصیب المنصور کے پاس واپس آیا اور اس نے اس کو ان باتوں کی اطلاع دی ۔ اب المنصور کو خوف ہوا کہ کہیں وہ خراسان نہ چلا جائے اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نے تجھے مصر و الشام کا والی کیا ہے، کیوں کہ یہ تیرے لئے خراسان سے بہتر ہے ۔ تو مصر کی طرف جس کو چاہے بھیج دے اور خود الشام میں قیام کر تاکہ تو امیر المومنین سے قریب رہے ۔ اس لئے کہ میں تیری ملاقات محبوب رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو قریب سے آتا رہے ۔ جب یہ نامہ اسے ملا تو وہ بگڑ کر بولا: مجھے الشام اور مصر کا والی بناتا ہے حالانکہ خراسان میرا ہے، المنصور کے قاصد نے یہ بات بھی اس کو لکھ بھیجی ۔ ابو مسلم مخالفت کا ارادہ کر کے الجزیرہ سے آگے بڑھا اور سیدھا خراسان کی طرف چلا ۔ المنصور الانبار سے المدائن گیا اور ابو مسلم کو لکھا کہ اس کے پاس آئے ۔ ابو مسلم نے جواب دیا اور اس وقت وہ الزاب میں تھا، کہ اب امیر المومنین کے لئے کوئی بات باقی نہیں رہی ہے ۔ اللہ نے ان کے دشمن پر ان کو غالب کر دیا ہے، ہمارے ہاں لوگ آل ساسان سے روایت کرتے ہیں کہ وزراء کے لئے سب سے زیادہ خوف کا وقت وہ ہے جب معاملات سکون سے بدل جائیں ۔ اب ہم آپ کے قرب سے نافر ہیں اور جب تک آپ وفا کریں ہم آپ کے ساتھ وفا کرنے پر حریص ہیں ۔ اور سمع و طاعت کے لئے تیار ہیں ۔ مگر دور رہ کر جہاں اس کے ساتھ سلامتی بھی ہو ۔ اگر یہ بات آپ کو پسند ہو

ہم آپ کے بے جان غلام کی طرح ہیں۔ اور اگر آپ اپنے نفس کا ارادہ پورا کرنے کے سوا کسی اور بات کو قبول نہ کریں تو میں نے جو کچھ آپ کے عہد کو استوار کیا تھا اسے اپنی جان کی خاطر توڑ دیا۔" یہ مکتوب جب المنصور کو ملا تو اس نے ابومسلم کو لکھا کہ میں نے تمھارا خط سمجھا۔ تمھاری صفت ان وزرا کی نہیں ہے جو اپنے بادشاہوں کے ساتھ دھوکا کرنے والے تھے۔ جو اپنے جرائم کی کثرت کے سبب دولت کی رسّی پراگندہ کرنی چاہتے تھے کیوں کہ ان کی راحت نظامِ جماعت کے انتشار ہی میں تھی۔ پھر تم نے اپنے تئیں ان کے برابر کیوں کر دیا۔ تم تو اپنی طاعت اور اپنی مناصحت اور اس کام کا بوجھ اٹھانے میں جس درجے پر ہو وہ معلوم ہے۔

پھر المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ تمھیں ایک پیغام بھیجا ہے "تاکہ اگر تم اسے سنو تمھاری تسکین ہو جائے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ شیطان اور اس کے وسوسوں کے اور تمھارے درمیان حائل ہو جائے کیوں کہ اس کو تمھاری نیت خراب کرنے کے لئے کوئی اور دروازہ اس دروازے سے زیادہ قریب تر اور محکم تر نہیں ملا ہے۔ جو اس نے تم پر کھولا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابومسلم نے اس کو در اصل یہ خط لکھا تھا۔ اما بعد میں نے ایک شخص کو امام اور دلیل بنایا تھا ان چیزوں کی طرف جو اللہ نے اپنی خلق پر فرض کی ہیں۔ اور وہ مقامِ علم میں اترنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نزدیکی قرابت میں قریب تھا۔ پھر اس نے مجھے قرآن سے جاہل بنایا اور اس نے غرض سے نفع کے لئے جس کو اللہ نے اپنی خلق کے لئے معیوب قرار دیا ہے اس کے مواضع سے اس کی تحریف کی۔ وہ اس شخص کی طرح تھا جس نے دھوکے میں ڈالا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار بے نیام کروں "رحم ترک کر دوں معذرت قبول نہ کروں" اور لغزش معاف نہ کروں۔ میں نے تمھاری حکومت کا راستہ صاف کرنے کے لئے یہی کیا حتیٰ کہ اللہ نے تم کو بتا دیا کہ تم کو کون اٹھاتا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے توبہ کے ذریعے اس سے بچا لیا۔ اگر وہ مجھے معاف کرے تو یہ اس کے مطابق ہے جو اس سے معروف ہے اور اس کی طرف منسوب ہے۔ اور اگر مجھے اس کی سزا دے تو یہ ان افعال کے مطابق ہے جو میرے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں۔ وما اللہ بظلام للعبید

(اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے)۔

ابومسلم مخالفت اور عداوت کے ساتھ اس سمت سے نکل گیا۔ المنصور الانبار سے مدائن کی طرف چلا اور ابومسلم نے حلوان کا رستہ لیا۔ المنصور نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی اور بنی ہاشم میں سے جو دوسرے موجود تھے ان سے کہا کہ تم ابومسلم کو لکھو۔ انھوں نے اسے لکھا جس میں اس کے کام کی بزرگی ظاہر کی اس کا شکریہ ادا کیا اور اس سے درخواست کی کہ اس سے جو کچھ ظہور پذیر ہوتا رہا ہے اور جو طاعت وہ برتتا رہا ہے اس کو پورا کرے۔ اور اسے بغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ اور المنصور کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ یہ خط المنصور نے ابوحمید مروروذی کے ہاتھ بھیجا اور اس سے کہا ابومسلم سے بہت نرم گفتگو کرنا اور اس سے بتانا کہ اگر وہ درست ہوگیا اور میری خوشنودی کی طرف اس نے مراجعت کرلی تو میں اس کو بلند کروں گا۔ اور اس کے ساتھ وہ کروں گا جو اس سے کسی نے نہ کیا ہوگا۔ اور اگر اس نے واپس ہونے سے انکار کیا تو اس سے کہنا دیکھو کہ امیر المومنین تجھ سے کہتے ہیں کہ "میں عباس سے نہیں ہوں اور محمد سے بری ہوں اگر تو مخالفت ہو کر چلا گیا اور میرے پاس نہ آیا اور میں نے تیرا معاملہ اپنے سوا کسی اور کے سپرد کردیا اور خود تیری طلب اور تجھ سے جنگ کرنے کا کام انجام نہ دیا۔ اگر تو سمندر میں اترے گا تو میں بھی اتروں گا اور اگر تو آگ میں جائے گا تو میں بھی جاؤں گا حتیٰ کہ تجھے قتل کروں گا یا میں خود اس سے پہلے مر جاؤں گا"۔ لیکن یہ بات اس وقت تک نہ کہنا جب تک تجھے اس کے رجوع سے بالکل مایوسی نہ ہو جائے۔ اور اس سے خیر کی امید نہ رہے۔ ابوحمید چلا اور ابومسلم کے پاس حلوان پہنچا اور اسے وہ خط دیا اور اس سے کہا: لوگ تجھے امیر المومنین کی طرف سے ایسی باتیں پہنچاتے ہیں جو انھوں نے نہیں کہیں۔ اور جو ان کی رائے کے خلاف ہیں جس پر امیر المومنین ہیں۔ یہ تجھ سے حسد اور دشمنی کی بنا پر ہے۔ جس سے وہ تیری نعمت زائل کرنی اور بدلنی چاہتے ہیں۔ جو کچھ تجھ سے ظاہر ہوا ہے اسے تو فاسد نہ کر۔

اس نے ابومسلم سے کہا: اے ابومسلم تو ہمیشہ امیر آل محمد رہا ہے۔ لوگ اسی حیثیت سے تجھے جانتے ہیں۔ اور اللہ نے تیرے لیے اپنے پاس جو کچھ اجر رکھ چھوڑا ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔ جس پر تو اب اپنی دنیا میں ہے تو اپنا اجر برباد نہ کر اور شیطان کو تمام خیال میں

مبتلا کر دے۔" ابو مسلم نے جواب دیا کہ تو نے کب میرے ساتھ ایسی باتیں کی تھیں؟"
اسد نے کہا: "تو نے ہی ہمیں اس امر کی دعوت دی اور بنی العباس اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت کی طرف بلایا اور ہمیں ایسے تمام لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا جو اس کی مخالفت
کریں۔ تو نے ہمیں مختلف زمینوں اور متفرق اسباب سے بلایا۔ اور اللہ نے ہمیں
ان کی اطاعت پر جمع کر دیا۔ اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت ڈالدی اور ان کی
مدد کرنے پر ہمیں عزت دی۔ ہم ان میں سے کسی شخص سے نہ ملے لیکن اس چیز کے ساتھ
جو اللہ نے ہمارے دلوں میں ڈالدی تھی حتی کہ ہم ان کے پاس ان کے ملک میں بصائر
نافذہ و طاعت خالصہ کے ساتھ آئے۔ پھر جب ہم اپنی غایت تک اور منتہائے امل کو
پہنچ گئے تو کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارا کام بگاڑ دے۔ اور ہمارا کلمہ متفرق کر دے۔
حالانکہ تو نے خود ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور
اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو مجھے بھی قتل کر دینا" ابو مسلم ابو نصر مالک بن الہیثم
کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: "اے مالک! کیا تو نہیں سنتا جو باتیں یہ شخص کر رہا ہے؟ اس نے
کہا: اس کی بات نہ سن۔ اور واپس نہ جا۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر تو اس کے پاس چلا گیا تو وہ
تجھے قتل کر دے گا۔ اس کے دل میں تیری طرف سے ایسی بات بیٹھ گئی ہے کہ وہ تجھ سے
کبھی مطمئن نہ ہوگا۔ اس پر اس نے کہا: اٹھو۔ اور لوگ اٹھ گئے۔ پھر ابو مسلم نے نیزک
کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے وہ خط اس کے سامنے پیش کئے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی
بیان کی۔ اس نے کہا: میری رائے نہیں ہے کہ تو اس کے پاس جائے۔ میری رائے
ہے کہ تو الری چلا جا اور وہاں خراسان کے درمیان قیام کر۔ الری تیرا ہے اور
وہ تیری فوج میں۔ وہاں تیرا کوئی مخالف نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے درست رہا تو
اس سے درست رہیو اور اگر اس نے انکار کیا تو تو اپنی فوج میں ہوگا اور خراسان
تیری پشت پر ہوگا۔ باقی جو تیری رائے ہو۔" ابو مسلم نے ابو حمید کو بلایا اور اس سے
کہا: اپنے صاحب کے پاس واپس جا۔ میری رائے نہیں ہے کہ اس کے پاس جاؤں۔ اس نے
پوچھا: کیا تو نے اس کی مخالفت کا عزم کر لیا ہے؟ بولا: ہاں۔ اس نے کہا: ایسا نہ کر۔
کہا: میں اس کے پاس کبھی واپس نہیں جاؤں گا۔ جب وہ اپنے ساتھ اس کی واپسی
سے مایوس ہو گیا تو جو کچھ ابو جعفر نے اس سے کہا تھا اس نے کہہ سنایا۔ ابو مسلم دیر

تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا: اٹھ۔ اس بات نے اس کو توڑ دیا اور اسے مرعوب کر دیا۔

اسی زمانہ میں جبکہ ابو مسلم مقیم ہوا تھا ابوجعفر المنصور نے ابو مسلم کے نائب ابو داؤد کو خراسان خط بھیجا تھا کہ خراسان کی حکومت جب تک تو زندہ ہے تیرے لئے ہے۔ ابو داؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم اللہ کے خلفاء اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی معصیت کے لئے ہرگز نہیں نکلیں گے۔ تو اپنے امام کی مخالفت نہ کر اور اس کی بغیر اجازت واپس نہ آ۔ اس کا یہ خط اسی وقت ابو مسلم کے پاس پہنچا اس سے وہ اور مرعوب اور غمگین ہوا۔ اس نے ابو حمید کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے کہا: میں نے خراسان جانے کا فیصلہ کر لیا تھا پھر میں نے مناسب سمجھا کہ ابو اسحٰق کو امیر المومنین کے پاس بھیجوں تاکہ وہ میرے پاس ان کی رائے معلوم کر کے لائے کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں۔ اس نے ابو اسحٰق کو بھیجا۔ جب وہ پہنچا تو بنی ہاشم اس سے ایسے تمام طریقوں سے پیش آئے جن سے وہ خوش ہو سکتا تھا۔ اس سے المنصور نے کہا کہ اس کو (یعنی ابو مسلم کو) اس کے رخ سے پھیر دے اور خراسان کی ولایت تیرے لئے ہے۔ اور اسے روانہ کر دیا۔ ابو اسحٰق واپس آیا اور اس نے ابو مسلم سے کہا: میں نے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھی۔ میں نے ان کو تیرے حق کی تعظیم کرتے دیکھا۔ وہ تیرے لئے وہی رائے رکھتے ہیں جو وہ خود اپنے لئے رکھتے ہیں۔ اور اسے مشورہ دیا کہ امیر المومنین کے پاس واپس جائے اور اس سے ان باتوں پر معذرت چاہے جو اس سے ظاہر ہوئی ہیں۔ اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ نیزک نے اس سے کہا: کیا تم نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اور یہ شعر پڑھا۔ ؎

ما للرجال مع القضاء محالة   ذهب القضاء بحيلة الأقوام

قضاء کے مقابلے میں انسان کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ قضاء کے سامنے قوموں کا حیلہ کافور ہو جاتا ہے۔

اس نے کہا: اگر تو نے فیصلہ کر لیا ہے تو اللہ تیرے لئے بہتری کرے۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھ۔ جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کر دے۔ پھر جس سے چاہے بیعت لے۔ دیکھ کر لوگ تیرے خلاف نہیں کریں گے۔ ابو مسلم نے المنصور کو

لکھ کر اطلاع دی کہ وہ اس کے پاس واپس آ رہا ہے۔ وہ اس کی طرف چلا، ابو نصر کو اس نے اپنے لشکر پر نائب کیا۔ اور اس سے کہا جب تک تیرے پاس میرا خط آئے یہیں ٹھیر۔ اگر وہ آدھی مہر کے ساتھ آئے تو سمجھو کہ میں نے لکھا ہے اگر پوری مہر کے ساتھ آئے تو سمجھ کہ میں نے مہر نہیں کی ہے۔ اس نے لوگوں کو حلوان میں چھوڑ دیا اور خود تین ہزار آدمیوں کے ساتھ المدائن آیا۔ جب ابو مسلم کا خط المنصور کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھا اور اپنے وزیر ابو ایوب کی طرف ڈال دیا۔ اس نے بھی پڑھا۔ المنصور نے کہا: خدا کی قسم اگر وہ میری نگاہوں کے سامنے آ گیا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ ابو ایوب کو ابو مسلم کے ساتھیوں سے خوف ہوا کہ کہیں وہ المنصور کو اور اس کو قتل نہ کر دیں۔ اس نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اور اس سے کہا کیا تیرے پاس شکر ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابو ایوب نے کہا: اگر میں تجھے ایسی ولایت پر مقرر کر دوں جس سے تو وہ دولت حاصل کرے جو صاحب العراق کو حاصل ہوتی ہے تو کیا تو میرے بھائی حاتم کو اپنے ساتھ داخل کرے گا؟ اور اپنے بھائی کو اس کے ساتھ داخل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ طمع کرے اور انکار نہ کرے اور اس کو نصف دے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابو ایوب نے کہا: کسکر کی پچھلے سال اتنی اتنی آمدنی تھی اور اس سال سے کئی گنی ہے اگر میں اس شرط پر جس پر وہ پہلے تھی یا امانت پر تجھے دے دوں تو تجھے وہ دولت حاصل ہوگی جس کے لیے ہاتھ کی وسعت تنگ ہوگی۔ اس نے کہا: مجھے یہ مال کیونکر حاصل ہوگا؟ ابو ایوب نے جواب دیا کہ تو ابو مسلم کے پاس جا اس سے مل اور گفتگو کر اور کہہ کہ وہ بھی جو حاجتیں پیش کرتے ان میں سے ایک میری یہ حاجت بھی پوری کر دے کیونکہ امیر المومنین ارادہ رکھتے ہیں کہ جب وہ ان کے دروازے کے اندر پہنچ جائے گا تو وہ اس کو والی بنائیں گے اور اس کا دل خوش کر دیں گے۔ اس نے کہا: امیر المومنین مجھے اس سے ملاقات کی اجازت کیسے دیں گے؟ ابو ایوب نے اس کے لیے اس باب میں اجازت طلب کی۔ منصور نے اجازت دے دی اور حکم دیا کہ ابو مسلم کو اس کا سلام اور شوق پہنچا دے۔ سلمہ اس سے راستے میں ملا اور اس کو یہ خبر دی۔ اس سے اس کا دل خوش ہو گیا اور اس سے پہلے وہ رنجیدہ تھا پھر وہ برابر خوش رہا حتیٰ کہ پہنچا۔ جب ابو مسلم المنصور سے قریب ہوا تو اس نے لوگوں کو اس سے جا کر ملنے کا حکم دیا۔ بنی ہاشم اور دوسرے لوگ اس سے جا کر ملے۔ وہ المنصور کے پاس داخل ہوا

اس کا ہاتھ چوما۔ المنصور نے حکم دیا کہ واپس جائے۔ تین دن آرام کرے اور حمام کرے۔
وہ واپس گیا۔ دوسرے دن المنصور نے عثمان بن نہیک اور پہرہ داروں کو بلایا جن میں
شبیب بن واج اور ابو حنیفہ حرب بن قیس بھی تھے۔ اور ان کو حکم دیا کہ جب وہ تالی بجائے
دے تو وہ ابو مسلم کو قتل کر دیں اور اس نے ان کو رواق کے پیچھے چھوڑ دیا۔ اور ابو مسلم کو
پیغام بھیج کر طلب کیا۔ اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ صبح کا ناشتہ کر رہا تھا۔ وہ
المنصور کے پاس داخل ہوا۔ المنصور نے اس سے کہا: مجھے ان تلواروں کی کیفیت بتا جو
تجھے عبد اللہ بن علی سے ملی تھیں۔ اس نے کہا: ان میں سے ایک یہ ہے۔ المنصور
نے کہا: مجھے دکھا۔ ابو مسلم نے نیام سے نکالا اور اسے دیدی۔ المنصور نے اسے اپنے
فرش کے نیچے رکھ لیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس پر عتاب کرنے لگا۔ اس نے
کہا: مجھے اس خط کی خبر دے جو تو نے السفاح کو لکھا تھا۔ اور اسے ارض موات سے
روکا تھا۔ کیا تو ہمیں دین سکھانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا: میں نے گمان کیا کہ اس کا لینا
حلال نہیں ہے۔ جب میرے پاس السفاح کا خط آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ معدن
علم کے اہل بیت سے ہے۔ المنصور نے کہا: مجھے بتا کہ مکہ کے رستے میں تو مجھ سے
آگے کیوں چلا آیا تھا؟ اس نے کہا: میں نے پسند نہیں کیا کہ ہم ایک پانی پر جمع ہوں اور اس
لوگوں کو ضرر پہنچے اس لئے میں رفق کی خاطر آپ سے آگے چلا آیا۔ المنصور نے کہا: ان
لوگوں سے جنہوں نے ابو العباس کی موت کی خبر آنے کے وقت تجھے مکہ کے رستے میں بادی اور میلا
طرف واپس ہونے کا مشورہ دیا تھا "ان سے تیرا یہ کہنا کہ ہم آگے جائیں گے اور انبار آئے
قائم کریں گے (اس کے کیا معنے تھے ؟) تو روانہ ہو گیا اور تو ٹھہرا کہ میں تجھ سے آملوں اور
دمیری طرف واپس ہوا۔ اس نے کہا: اس سے بھی مجھے لوگوں کے لئے اسی طلب رفق
نے روک دیا تھا۔ جس کی میں آپ کو خبر دے چکا ہوں۔ میں نے کہا: ہم الکوفہ پہنچ
جائیں اور اس میں آپ کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ المنصور نے کہا: پھر عبد اللہ کی
لونڈی کو تو نے لینے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا: نہیں۔ بلکہ مجھے تو خوف ہوا کہ وہ ضائع
ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے اس کو ایک قبہ میں سوار کر دیا اور اس پر محافظ مقرر کیا
المنصور نے کہا: پھر تیرے خراسان کی طرف نکلنے کا کیا فائدہ تھا؟ اس نے کہا: مجھے
خوف ہوا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے ایک بات بیٹھ گئی ہے۔ میں نے کہا

میں خراسان چلا جاؤں پھر آپ کو اپنا عذر لکھوں، اور آپ کے دل میں جو بات ہے اسے دور کر دوں۔ المنصور نے کہا، اس مال کی نسبت کیا کہتا ہے جو تو نے خراسان میں جمع کیا تھا؟ اس نے کہا وہ میں نے لشکر کی اصلاح اور تقویت کے لئے خرچ کیا۔ المنصور نے کہا: کیا تو وہ نہیں ہے جو مجھے خط لکھتا ہے تو اس میں اپنے نام سے ابتدا کرتا ہے۔ تو نے میری پھوپھی آمنہ بنت علی سے پیغام دیا، اور تو دعویٰ کرتا ہے کہ تو سلیط بن عبد اللہ بن عباس کا بیٹا ہے، تیری ماں نہ ہو، تو بہت دشوار مقام پر چڑھ گیا ہے۔ پھر کہا: کیا چیز تجھے سلیمان بن کثیر کے قتل کے لئے داعی ہوئی تھی حالانکہ ہماری دعوت میں اس کا کیا اثر ہے۔ وہ ہمارے جوانوں میں سے ایک تھا جبکہ تو بھی اس کام میں داخل نہیں ہوا تھا۔ ابو مسلم نے کہا: اس نے مخالفت کا ارادہ کیا تھا اور مجھ سے سرکشی کی تھی اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا۔

جب المنصور کا عتاب طویل ہو گیا تو ابو مسلم نے کہا: میری آزمائشوں اور کارگزاریوں کے بعد یہ باتیں مجھ سے نہ کی جائیں۔ المنصور نے کہا: اے خبیثہ کے بچے! خدا کی قسم اگر تیری جگہ ایک لونڈی بھی ہوتی تو وہ کافی تھی۔ تو نے جو کچھ کیا ہماری دولت میں اور ہمارے نفع سے کیا، ورنہ اگر یہ سب کچھ تیرے لئے ہوتا تو تو ایک تاگہ بھی نہیں کاٹ سکتا تھا۔ ابو مسلم نے اس کا ہاتھ لے کر چومنا شروع کیا اور معذرت کرنے لگا۔ المنصور نے کہا: میں نے آج کے دن جیسا دن نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم تو نے میرا غصہ بڑھانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ ابو مسلم نے کہا: ان باتوں کو چھوڑ دیجئے کیونکہ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر المنصور غضبناک ہوا اور اسے گالیاں دیں اور اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ پہرہ دار نکل آئے، اس کو عثمان بن نہیک نے مارا اور اس کی تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا۔ ابو مسلم نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے اپنے دشمن کیلئے بچا رکھئے۔ المنصور نے جواب دیا کہ اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو خدا مجھے نہ چھوڑے۔ کیا میرے لئے تجھ سے بھی زیادہ کوئی دشمن ہے؟ پہرہ داروں نے اس کو اپنی تلواروں سے گھیر لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ العفو العفو پکارتا تھا، المنصور کہتا اے لخناء کے بچے! اب معافی چاہتا ہے جبکہ تلواروں نے تجھے گھیر لیا ہے۔ اس طرح انہوں نے اسے پچیسویں شعبان کو قتل کر دیا۔ المنصور نے کہا: ؎

زعمت ان الدین لا ینقضی — فاستوف بالکیل ابا مجرم
سُقیت کاساً کنت تسقی بہا — امر فی الحلق من العلقم

"تو اس وہم میں تھا کہ قرض ادا نہ ہو گا۔ اے ابو مجرم اپنا ساغر بھر لے۔ تجھے وہی پیالہ پلایا گیا ہے جو پیالہ تو دوسروں کو پلاتا تھا، حلق میں ایلوے سے زیادہ تلخ پیالہ"

ابو مسلم نے اپنی حکومت میں چھ لاکھ آدمیوں کو اذیتیں دے کر قتل کیا تھا۔

جب ابو مسلم قتل کیا جا چکا تو ابو الجہم المنصور کے پاس آیا۔ اس نے ابو مسلم کو کٹا ہوا دیکھا۔ اور کہا: کیا میں لوگوں کے پاس نہ جاؤں؟ المنصور نے کہا: ہاں۔ اور حکم دے کہ سامان ایک دوسرے رواق کی طرف لایا جائے۔ ابو الجہم نکلا اور اس نے ابو مسلم کے ساتھیوں سے کہا: واپس جاؤ، امیر دوپہر کو امیر المومنین ہی کے پاس قیلولہ کرے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سامان منتقل کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کو سچ سمجھ لیا اور چلے گئے۔ پھر المنصور نے ان کے لئے عطیے اور انعام دینے کا حکم دیا۔ ابو اسحٰق کو ایک لاکھ دئیے گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ ابو مسلم کے قتل کے بعد المنصور کے پاس آیا اور بولا: اے امیر المومنین! ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہاں۔ عیسیٰ نے کہا: آپ اس کی خیر خواہی اور اطاعت اور اس باب میں امام ابراہیم کی رائے سے واقف ہیں؟ المنصور نے کہا: اے احمق! خدا کی قسم میں روئے زمین پر تیرا اس سے بڑے کسی دشمن سے واقف نہیں ہوں۔ دیکھ وہ بساط میں لپٹا پڑا ہے۔ عیسیٰ نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عیسیٰ کی رائے اس کی نسبت اچھی تھی۔ المنصور نے کہا: اللہ تیرا دل صاف کرے۔ کیا تیرے لئے کوئی حکومت یا اقتدار یا امر و نہی ابو مسلم کی موجودگی میں تھی؟ پھر المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلایا۔ وہ اس کے پاس آیا۔ المنصور نے پوچھا: ابو مسلم کے معاملے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اگر آپ نے اس کے سر میں سے ایک بال بھی لے لیا ہے تو قتل کیجئے پھر قتل کیجئے۔ المنصور نے کہا: اللہ تجھے توفیق دے۔ جب اس نے ابو مسلم کو مقتول دیکھا تو کہا: اے امیر المومنین! آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کیجئے۔

پھر المنصور نے ابو اسحٰق کو بلایا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو المنصور نے اس

کہا: اے خدا کے دشمن! تو ہی اس کو اس بات سے روکنے والا تھا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ المنصور کو خبر ملی تھی کہ ابو اسحٰق نے اسے خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا ــــ ابو اسحٰق بولنے سے باز رہا اور ابو مسلم کے خوف سے دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ المنصور نے اس سے کہا: کہہ جو کچھ تو چاہتا ہے۔ اللہ نے اس فاسق کو قتل کر دیا۔" یہ کہہ کر اس نے ابو مسلم کو نکالنے کا حکم دیا۔ جب ابو اسحٰق نے اس کو دیکھا تو خدا کے لئے سجدہ میں گر پڑا اور دیر تک پڑا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے آج تجھ سے امن دیا۔ خدا کی قسم میں ایک دن میں اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ اور میں اس سے ایک دن بھی نہ ڈرا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اس کے پاس آیا ہوں اور میں نے وصیت کر کے کفن نہ پہن لیا ہو۔ اور حنوط مل لیا ہو۔ پھر اس نے اپنے اوپر کے کپڑے اٹھائے ان کے نیچے کفن کے کورے کپڑے تھے اور اس نے ان میں حنوط ڈال رکھا تھا۔ جب ابو جعفر نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس پر رحم کیا اور اس سے کہا: اپنے خلیفہ کی اطاعت کی طرف بڑھ۔ اور اس خدا کا شکر ادا کر جس نے تجھے اس فاسق سے راحت بخشی۔
پھر اس سے کہا کہ اس جماعت کو منتشر کر دے۔

ابو مسلم کے قتل کے بعد المنصور نے ابو نصر مالک بن الہیثم کو ابو مسلم کی جانب سے لکھا کہ وہ اس کا اسباب اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے لے آئے اور خط پر ابو مسلم کی مہر کر دی۔ جب اس نے پوری مہر دیکھی تو سمجھ لیا کہ ابو مسلم نے نہیں لکھا ہے۔ اور کہا: یہ تم نے بنائی ہے۔ اور ہمذان کی طرف چلا گیا۔ اور وہ خراسان کا ارادہ رکھتا تھا المنصور نے ابو نصر کو شہرزور کی حکومت پر اس کے تقرر کے متعلق لکھا۔ اور زہیر بن الترکی کو، جو ہمذان پر تھا، لکھا کہ اگر ابو نصر تیرے پاس سے گزرے تو اسے قید کر دیجو۔ یہ خط زہیر کے پاس پہلے پہنچ گیا۔ ابو نصر ہمذان میں تھا۔ زہیر نے ابو نصر سے کہا: میں نے تیرے لئے کھانا پکوایا ہے؛ کاش تو میرے گھر آ کر مجھے عزت بخشتا۔ وہ اس کے گھر گیا، زہیر نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر ابو جعفر نے زہیر کو ایک خط لکھا جس میں اسے ابو نصر کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن شہرزور پر ابو نصر کے تقرر کا حکم لانے والا اس سے قبل پہنچ چکا تھا۔ زہیر نے ابو نصر کو اس کی خیر خواہی کے سبب چھوڑ دیا اور وہ نکل گیا۔ پھر ایک دن بعد زہیر کو وہ خط ملا جس میں ابو نصر کے قتل کا

حکم تھا۔ اس نے کہا میرے پاس اس کے تقرر کا فرمان آیا تھا اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ ابونصر المنصور کے پاس آیا۔ المنصور نے اس سے کہا: تو نے ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس کے مجھ پر احسان تھے اس لئے میں نے اس کی خیر خواہی کی۔ اگر امیر المومنین مجھے اپنے احسان سے اپنا بنائیں گے تو میں ان کی خیر خواہی کروں گا اور شکر بجا لاؤں گا۔ المنصور نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر جب الراوندیہ کا واقعہ پیش آیا تو ابونصر قصر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بولا! آج میں دربان ہوں۔ ایک شخص میرے جیتے جی قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب المنصور نے اس کی نسبت دریافت کیا تو اسے اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ اس وقت اسے معلوم ہوا کہ ابونصر نے اس سے خیر خواہی کی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ زہیر نے ابونصر کو المنصور کے پاس قید کر کے بھیجا پھر المنصور نے احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور اس کو الموصل پر عامل بنایا۔

جب المنصور نے ابومسلم کو قتل کر دیا تو لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا: اے لوگو! اطاعت کے انس سے معصیت کی وحشت کی طرف نہ نکلو۔ اور حق کی روشنی میں رہنے کے بعد باطل کی تاریکی میں نہ چلو۔ ابومسلم نے ابتدا اچھی کی مگر آخر میں برائی پر اتر آیا۔ اس نے لوگوں سے اس سے زیادہ دیا جتنا ہمیں دیا۔ اس نے اپنے باطن کی برائی کو ظاہر کی اچھائی پر ترجیح دی۔ ہمیں اس کے اندرونی خبث اور فساد نیت کے متعلق وہ باتیں معلوم ہیں جو اگر اس کی نسبت ہمیں ملامت کرنے والوں کو معلوم ہو جائیں تو وہ ہمیں اس کے قتل کے باب میں معذور رکھیں اور ہمیں اسے مہلت دینے پر ملامت کریں۔ وہ برابر اپنی بیعت توڑتا رہا اور اپنے ذمہ کی خلاف ورزی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے ہمارے لئے اس کی سزا دہی حلال کر دی اور اس کی خونریزی مباح کر دی۔ اس کے متعلق ہمارا فیصلہ وہی ہے جو اس کا فیصلہ دوسروں کے واسطے ہمارے لئے تھا۔ اس لئے جو حق تھا اس نے ہمیں اس حق کے مقاصد سے نہیں روکا تھا جو خود اس کی نسبت تھا۔ النابغہ ذبیانی نے نعمان کو مخاطب کر کے کیا خوب کہا ہے:

فمن اطاعك فانفعه بطاعته كما اطاعك وادلله على الرشد
ومن عصاك فعاقبه معاقبة تنهى الظلوم ولا تقعد على ضمد

جو تیری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کا جیسی کہ اس نے تیری اطاعت کی فائدہ پہنچا۔ اور اللہ کیلئے راست روی کا حق ادا کر۔ اور جو تیری نافرمانی کرے اس کو ایسی سزا دے کہ ظالموں کو عبرت ہو۔ اور جو سیدھا چل رہا ہو اس کا قصد نہ کر۔ پھر وہ اتر آیا۔

ابو مسلم نے عکرمہ اور ابو الزبیر المکی اور ثابت البنانی اور محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس اور السدی سے حدیث سماعت کی تھی۔ اور اس سے ابراہیم بن میمون الصائغ اور عبداللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ایک دن اس نے خطبہ دیا۔ ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یہ سواد کیسا ہے؟ جو میں تیرے اوپر دیکھتا ہوں۔ ابو مسلم نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابو الزبیر نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ یہ ہیبت اور دولت کے کپڑے ہیں۔ اے غلام اس کی گردن مار دے۔

عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ ابو مسلم اچھا ہے یا حجاج؟ کہا: میں نہیں جانتا کہ ابو مسلم کسی سے اچھا تھا۔ لیکن حجاج اس سے برا تھا۔

ابو مسلم نازک، شجاع، صاحب رائے اور صاحب عقل، اور صاحب تدبیر اور صاحب حزم و مروت تھا۔

اس سے کہا گیا کہ کس چیز سے تو نے اعداء پر وہ قہر حاصل کیا جو تجھے حاصل ہوا؟ اس نے کہا: میں نے صبر کی چادر اوڑھی، رازداری اختیار کی، رنجوں اور غموں سے دوستی کی، مقادیر و احکام سے چشم پوشی کی، حتیٰ کہ اپنی ہمت کی غایت اور اپنی خواہش کی نہایت کو پہنچ گیا۔ پھر کہا۔

قد نلت بالحزم والكتمان ما عجزت — عنه ملوك بني ساسان اذ حشدوا
ما زلت اضربهم بالسيف فانتبهوا — من رقدة لم ينمها قبلهم احد
طفقت اسعى عليهم في ديارهم — والقوم في ملكهم بالشام قد رقدوا
ومن رعى غنما في ارض مسبعة — ونام عنها تولى رعيها الاسد

میں نے احتیاط اور رازداری سے وہ چیز حاصل کی ہے جس سے ملوک بنی ساسان

پیہم کوشش کے بعد بھی عاجز رہے۔ میں ان کو تلوار سے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ
بیدار ہو گئے ان سے پہلے ایسی نیند کوئی نہ سویا تھا۔ میں ان کے بلاد میں
ان کے خلاف سرگرم رہا اور وہ اپنے دار الملک میں غفلت کی نیند سوتے رہے
جو چرواہا ریت میں اس طرح بکریاں چرائے کہ ان کو چھوڑ کر سو جائے
تو چرواہے کی جگہ بھیڑیا سنبھال لے گا۔

کہتے ہیں: ابو مسلم نیشاپور گدھے پر آیا تھا، اس پر پالان پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا۔ ایک رات وہ قاذوسیان کے مکان پر گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے آدمی گھبرا گئے، اور اس کے پاس نکل کر آئے۔ اس نے ان سے کہا: دہقان سے کہہ دو کہ ابو مسلم دروازہ پر ہے اور تم سے ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا مانگتا ہے۔ انہوں نے جا کر دہقان سے یہ بات کہہ دی۔ دہقان نے پوچھا: وہ کس ہیئت میں ہے اور کتنے آدمیوں کے ساتھ ہے؟ انہوں نے کہا: وہ تنہا ہے اور بہت ادنیٰ حیثیت میں ہے۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر ایک ہزار درہم منگائے اور اپنے خاص جانوروں میں سے ایک جانور منگایا اور ابو مسلم کو آنے کی اجازت دی، اور اس سے کہا: اے ابو مسلم! تو نے جو کچھ طلب کیا ہم نے پورا کیا۔ اگر تو کوئی اور حاجت پیش کرے تو ہم تیرے لئے حاضر ہیں۔ اس نے کہا: تو نے جو کچھ کیا ہے اسے ہم ضائع نہیں کریں گے۔ پھر جب وہ حکمران ہوا تو اس سے اس کے بعض اقارب نے کہا: اگر تو نیشاپور فتح کرے تو جو کچھ تو چاہے وہاں کے مجوسی دہقان قاذوسیان سے لے سکتا ہے۔ ابو مسلم نے کہا: ہم پر اس کا احسان ہے۔ جب وہ نیشاپور پر قابض ہوا تو اس کے پاس قاذوسیان کے ہدایا آئے۔ اس سے کہا گیا کہ ان کو قبول نہ کر اور اس سے اموال طلب کر۔ اس نے پھر کہا کہ ہم پر اس کا احسان ہے۔ اور اس سے تعرض نہیں کیا۔ اور نہ اس کے آدمیوں اور اموال میں سے کسی سے تعرض کیا، یہ اس کی علو ہمت اور کمال جوانمردی پر دال ہے۔

اسی سال المنصور نے ابو داؤد کو خراسان پر مقرر کیا اور اسے حکومت کا پروانہ لکھ کر بھیجا۔

خراسان میں سنباد کا خروج

اسی سال خراسان میں سنباد نے ابومسلم کے خون کا مطالبہ لیکر خروج کیا۔ وہ نیشاپور
کے قریوں میں سے ایک قریہ کا جسے اہروانہ کہا جاتا تھا، مجوسی تھا۔ اس کا ظہور ابومسلم کے
قتل پر غضب کے باعث تھا۔ کیونکہ وہ ابومسلم کے بنائے ہوئے آدمیوں میں سے تھا۔ اسکے
بہت سے پیرو ہو گئے۔ جن کا بیشتر حصہ اہل الجبال پر مشتمل تھا۔ وہ نیشاپور، قومس اور
الرے پر قابض ہو گیا۔ اور اس نے اپنا نام فیروز اصبہبذ اختیار کیا۔ الرے پہنچ کر اس نے
ابومسلم کے خزانے لے لئے جو ابومسلم نے ابوالعباس کے پاس جاتے وقت الرے میں چھوڑ
دئے تھے۔ عورتوں والیوں کو اس نے لونڈی بنایا، اموال لوٹے لیکن تاجروں سے تعرض
نہیں کیا۔ وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں کعبہ کا قصد رکھتا ہوں۔ اور اس کو منہدم کروں گا
المنصور نے اس کی طرف جہور بن مرار العجلی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا اور
ہمدان و الرے کے درمیان جنگل کے کنارے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ جہور کا ارادہ
تھا کہ اس کو ڈھیل دے لیکن جب فریقین ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو سنباد
نے سپاہیوں سے مسلمان عورتوں کو اونٹوں پر بٹھا کر آگے کر دیا۔ ان عورتوں نے
جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو کجاوں میں کھڑی ہو گئیں۔ اس سے اونٹ بھڑک کے
اور سنباد کے لشکر کی طرف چلے۔ اس کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا اور یہی ہزیمت کا سبب
ہوا۔ اونٹوں کے پیچھے مسلمان آ گئے اور انہوں نے مجوسیوں اور ان کے ساتھیوں کی
تلواروں سے خبر لی۔ اور ان کو جس طرح چاہا قتل کیا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد
ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ ان کی عورتیں اور ان کے بچے بھی بنالئے گئے۔ پھر سنباد
طبرستان و قومس کے درمیان قتل کیا گیا۔ سنباد کے خروج اور اس کے قتل کے
درمیان ستر دن کا فصل تھا۔ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ اس نے طبرستان
کا قصد کیا تاکہ اس کے حاکم کے پاس پناہ لے۔ صاحب طبرستان نے اس کے راستے
میں اپنے ایک عامل کو بھیجا جس کا نام طوس یا فقا۔ سنباد نے اس پر تکبر کیا۔ طوس نے
اس کی گردن مار دی اور المنصور کو اس کے قتل کا حال لکھ بھیجا اور اس کے ساتھ
جو اموال تھے وہ لے لئے۔ المنصور نے صاحب طبرستان کو لکھ کر وہ اموال طلب کئے

پھر المنصور نے اس کی طرف لشکر بھیجے۔ وہ الدیلم کی طرف بھاگ گیا۔

ملبد بن حرملہ کا خروج

اس سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کیا اور ناحیۃ الجزیرہ پر متغلب ہو گیا۔ الجزیرہ کی مقیم فوجیں اس کے مقابلے میں گئیں۔ وہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ تھا۔ اس نے ان سے جنگ کی اور ان کو شکست دی۔ اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ پھر ان کی طرف یزید بن حاتم المہلبی گیا۔ ملبد نے اس کو بھی شکست دی اور اس کی ایک جاریہ کو پکڑ لیا اور وہ اس کو.... تھا المنصور نے اس کی طرف اپنے مولیٰ المہلہل بن صفوان کو دو ہزار چیدہ فوج کے ساتھ بھیجا، ملبد نے اس کو بھی شکست دی اور اس کا لشکر لوٹ لیا۔ پھر اس نے خراسان کے قائدوں میں سے ایک قائد نزار کو بھیجا۔ ملبد نے اس کو قتل کر دیا اور اسکے ساتھی بھاگ نکلے۔ پھر زیاد بن مشکان ایک جمع کثیر کے ساتھ بھیجا گیا۔ ملبد نے اس کا بھی مقابلہ کیا اور شکست دی۔ پھر اس نے صالح بن صبیح کو ایک لشکر گراں اور کثیر التعداد رسالے اور ساز و سامان کے ساتھ بھیجا۔ ملبد نے اس کو بھی شکست دی۔ پھر اس کے مقابلے پر حمید بن قحطبہ بھیجا گیا اور وہ ان دنوں الجزیرہ پر تھا۔ ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو بھی شکست دی۔ حمید اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا اور اس کو ایک لاکھ درہم دئے کہ وہ اس سے باز رہے۔

کہتے ہیں ملبد کا خروج ۱۳۸ھ میں ہوا۔

چند حوادث

اس سال لوگ صائفہ پر نہیں گئے کیونکہ حکومت سنباد کی جنگ میں مشغول تھی۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمٰعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے حج کیا جو اس وقت الموصل کا والی تھا۔

مدینہ پر زیاد بن عبید اللہ اور مکہ پر عباس بن عبد اللہ بن معبد۔ عباس موسم ختم ہونے کے بعد مر گیا۔ اسمٰعیل نے اس کا عمل بھی زیاد بن عبید اللہ کے عمل کے ساتھ ختم کر دیا اور المنصور نے اس کو ان اعمال پر برقرار رکھا۔

الکوفہ پر اس سال عیسیٰ بن موسیٰ تھا۔ البصرہ اور اس کے اعمال پر سلیمان بن علی اور البصرہ کی قضا پر عمر بن عامر السلمی۔ خراسان پر ابو داؤد خالد بن ابراہیم مصر پر صالح بن علی، الجزیرہ پر حمید بن قحطبہ۔ الموصل پر اسمٰعیل بن علی بن عبد اللہ

یہ سب اپنے اپنے اعمال پر برقرار رہے۔
پھر سنہ ۱۳۸ھ شروع ہوا۔

جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت

اس سال جمہور بن مرار العجلی نے الرے میں بغاوت کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جمہور نے جب سنباد کو شکست دیدی تو اس کے لشکر میں جو کچھ تھا اس پر قابض ہو گیا۔ اس میں ابو مسلم کے خزانے بھی تھے اس نے وہ اموال و خزائن المنصور کے پاس نہیں بھیجے۔ پھر اسے خوف ہوا اور وہ باغی ہو گیا۔ المنصور نے محمد بن الاشعث کو اس کی طرف جیش عظیم کے ساتھ الرے بھیجا۔ جمہور وہاں سے اصبہان کی طرف چلا گیا۔ محمد الرے میں داخل ہوا۔ جمہور اصبہان پر قابض ہو گیا۔ محمد نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا اور خود الرے میں ٹھہر گیا۔ جمہور کو اس کے اصحاب میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ وہ اپنے چیدہ لشکر کے ساتھ محمد کی طرف جائے۔ کیونکہ وہ ایک قلیل جماعت کے ساتھ رہ گیا ہے۔ اگر اس نے فتح حاصل کر لی تو اس کے بعد جو لوگ رہ جائیں گے ان کے لئے کوئی موقع باقی نہیں رہے گا۔ جمہور اس کی طرف تیزی سے چلا۔ محمد کو اس کی خبر ہو گئی۔ وہ ہوشیار ہو گیا اور اس نے احتیاط شروع کر دی۔ اسی دوران میں اس کے پاس خراسان سے بھی لشکر آ گیا جس سے وہ قوی ہو گیا۔ پھر قصر فیروزان پر الرے اور اصبہان کے درمیان ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور بڑا کشت و خون ہوا۔ جمہور کے ساتھ چیدہ شہسوارانِ عجم تھے۔ مگر اسے شکست ہوئی اور اس کے اصحاب میں سے بہت لوگ قتل ہوئے۔ جمہور بھاگ کر آذربیجان پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ سنہ ۱۳۹ھ میں قتل کیا گیا۔ اس کو اس کے اصحاب نے قتل کیا اور اس کا سر المنصور کے پاس لائے۔

ملبد خارجی کا قتل

ہم اس سے پہلے سال میں ملبد کے خروج اور اس سے حُمید بن قحطبہ کے قلعہ بند ہو جانے کا ذکر کر چکے ہیں۔ جب المنصور کو ملبد کی فتح اور حمید کے اس سے قلعہ بند ہو جانے کی خبر پہنچی تو اس نے عبدالجبار کے بھائی عبدالعزیز بن عبدالرحمن کو اس کے

مقابلہ پر بھیجا اور اس کے ساتھ زیاد بن مشکان کو بھی شامل کیا۔ طبد نے اس کے لیے سو سوار کمین گاہ میں چھپا دیے۔ جب عبدالعزیز اس سے مقابل ہوا تو کمین گاہ والے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے شکست دے دی۔ اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ المنصور نے اس کی طرف خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مرو روذی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ خازم گیا۔ حتیٰ کہ الموصل پر اترا۔ اس نے طبد کی طرف اپنے اصحاب میں سے بعض کو بھیجا۔ طبد ایک شہر پر سے دجلہ عبور کر کے خازم کی طرف چلا۔ ادھر سے خازم بھی اس کی طرف بڑھا۔ خازم کے مقدمہ اور طلائع پر فضل بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی تھا۔ میمنہ پر زہیر بن محمد العامری اور میسرہ پر ابو حماد الابرص اور خود خازم قلب میں تھا۔ وہ برابر رات تک طبد اور اس کے اصحاب کے ساتھ چلتا رہا اور رات ہی کو لوٹ پڑا۔ صبح ہوئی تو طبد کو وہ حزّہ کی طرف چلا۔ خازم اور اس کے اصحاب اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ انہیں رات نے ڈھانک لیا۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو طبد پھر چلا۔ گویا وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ خازم اس کے پیچھے چلا۔ اس کے آدمیوں نے اپنی خندقیں چھوڑ دیں۔ خازم نے اپنے اصحاب کے آگے خندق بنا کر اوپر خار دار تار لگا دیے تھے۔ جب وہ خندق سے نکل آئے تو طبد اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب خازم نے یہ حال دیکھا تو اپنے اور اس کے اصحاب کے درمیان خار دار تار ڈلوا دیے پھر انہوں نے خازم کے میمنہ پر حملہ کیا اور اسے الٹ دیا۔ پھر اس کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے بھی الٹ دیا۔ پھر قلب تک جا پہنچا جہاں خازم تھا۔ خازم نے اپنے اصحاب میں آواز لگائی۔ الارض الارض۔ سب اتر پڑے۔ طبد اور اس کے ساتھی بھی اتر پڑے اپنے گھوڑوں کے بڑے حصہ کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر تلواریں چل پڑیں حتیٰ کہ ٹوٹ گئیں۔ خازم نے فضل بن نعیم کو حکم دیا کہ جب گرد اٹھے اور ہم میں سے ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے تو اپنے اور اپنے اصحاب کے گھوڑوں کی طرف پلٹ جائیو۔ اور سوار ہو کر ان پر تیر برسائیو۔ اس نے یہی کیا۔ خازم کے اصحاب میمنہ اور میسرہ پر پلٹ آئے اور انہوں نے طبد اور اس کے اصحاب پر تیر برسانے شروع کیے۔ طبد آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ، جو گھوڑوں پر سے اتر پڑے تھے، مارا گیا۔ گھوڑوں پر سے اترنے سے قبل ان کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔ باقی بھاگ گئے۔ نضلہ

ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ۔

چند حوادث

اس سال قسطنطین شاہ روم بلاد اسلام کی طرف نکلا اور ملطیہ میں بزور داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو مغلوب کیا، اس کی فصیل منہدم کر دی اور وہاں جو سپاہی اور ان کے بال بچے تھے ان کو چھوڑ دیا ۔

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، صالح بن علی اور عیسیٰ بن علی کے ساتھ صائفہ پر گئے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مہم سنہ ۱۳۹ میں ہوئی ۔ صالح نے اس کو پھر تعمیر کیا جو ملطیہ کی شہر پناہ میں سے شاہ روم نے ڈھا دیا تھا ۔

اسی سال عبداللہ بن علی نے المنصور کی بیعت کر لی ۔ وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے ساتھ مقیم تھا ۔

اس سال المنصور نے مسجد حرام وسیع کی ۔

اس سال لوگوں کے ساتھ فضل بن صالح بن علی نے حج کیا ۔

اس سال مکہ اور المدینہ اور الطائف پر زیاد بن عبیداللہ الحارثی والی تھا۔ الکوفہ اور اس کے اطراف پر عیسیٰ بن موسیٰ ۔ البصرہ پر سلیمان بن علی اور اس کی قضاء پر سوار بن عبداللہ ۔ خراسان پر ابو داؤد اور مصر پر صالح بن علی ۔

اس سال سوار بن رفاعہ بن ابی مالک القرظی اور سعید بن جمہان ابو حفص الاسلمی نے وفات پائی ۔ سعید وہ ہیں جو سفینہ سے الخلافة ثلاثون والی حدیث روایت کرتے ہیں ۔ یونس بن عبید البصری نے بھی اسی سال وفات پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے سنہ ۱۳۹ میں وفات پائی ۔

پھر سنہ ۱۳۹ھ شروع ہوا ۔

روم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد اس حصن کی تعمیر سے فارغ ہوئے جو ملطیہ میں سے رومیوں نے تباہ کر دیا تھا ۔ پھر وہ درب بدرث کی طرف سے صائفہ

ہو گیا پھر ابوالخصیب نے رَزْرح اور خازم کو خط لکھا اور تیر سے باندھ کر اس کو پھینکا اور ان کو خبر دی کہ وہ حیلہ میں کامیاب ہو گیا ہے اور ایک رات دروازہ کھول دینے کے لئے مقرر کی۔ جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ قلعہ میں جتنے جنگ آزما تھے ان کو قتل کر دیا۔ ان کے بال بچوں کو قید کر لیا۔ اصبہبذ ابراہیم بن الہدی کو پکڑ لیا۔ الاصبہبذ کے پاس زہر تھا۔ وہ اس نے پی لیا اور مر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۴۳ھ کا واقعہ ہے۔

چند حوادث

اس سال جمادی الآخرہ میں سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال ہوا۔ وہ البصرہ کا والی تھا۔ اس کی عمر ۵۹ برس کی تھی۔ اس پر اس کے بھائی عبدالصمد نے نماز پڑھی۔

اس سال نوفل بن الفرات مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں کا والی حمید بن قحطبہ ہوا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ نے حج کیا۔ اور عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

المنصور نے الجزیرہ، الثغور اور العواصم پر اپنے بھائی عباس بن محمد کو مقرر کیا۔ المنصور نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو الموصل سے معزول کر کے اس پر مالک بن الہیثم الخزاعی کو مقرر کیا جو احمد بن نصیر کا دادا ہے جس نے الواثق کو قتل کیا۔ وہ اچھا امیر تھا۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ یحییٰ بن سعید الانصاری۔ ابوسعید قاضی المدینہ۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۴۳ میں اور بعض کہتے ہیں ۱۴۴ھ میں وفات پائی۔ موسیٰ بن عقبہ مولیٰ آل الزبیر۔ عاصم بن سلیمان الاحول۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۴۳ میں وفات پائی۔ حمید بن ابی حمید طرخان۔ بعض کہتے ہیں: مہران مولیٰ طلحہ بن عبداللہ الخزاعی اور وہ حمید الطویل ہیں جو انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی عمر پچھتر برس کی تھی۔

پھر سنہ ۱۴۳ شروع ہوا۔

اس سال دیلم نے مسلمانوں پر خروج کی۔ اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا
یہ خبر المنصور کو پہنچی تو اس نے لوگوں کو دیلم سے جہاد اور جنگ کرنے کے لئے بلایا۔

اس سال الہیثم بن معاویہ کو ادا الطائف سے معزول کیا گیا۔ اور السری
بن عبداللہ بن الحرث بن عباس مقرر کیا گیا جو الیمامہ پر تھا چنانچہ وہ مکہ گیا۔
المنصور نے الیمامہ پر قثم بن عباس بن عبداللہ کو مقرر کیا۔

اس سال حمید بن قحطبہ مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں نوفل بن الفرات
مقرر کیا گیا۔ پھر نوفل کو بھی معزول کرکے یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ نے
حج کیا جو الکوفہ کی ولایت پر تھا۔

اسی سال الاندلس میں رزق بن النعمان الغسانی نے عبدالرحمن پر خروج
کی۔ رزق الجزیرہ الخضراء پر تھا۔ اس کے پاس لوگ بکثرت جمع ہوگئے۔ وہ شذونہ
گیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ اور مدینۂ اشبیلیہ میں داخل ہوا۔ عبدالرحمن عجلت
اس کی طرف گیا اور اس نے وہاں اس کا محصور کر لیا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو
تنگ پکڑ لیا۔ آخرکار ان لوگوں نے رزق کو اس کے سپرد کرکے اس سے تقرب
کر لیا۔ اس نے رزق کو قتل کر دیا اور ان لوگوں کو امان دی اور ان سے واپس
ہوگیا۔

اس سال عبدالرحمن بن عطاء صاحب الشارعہ۔ یہ ایک نخلستان ہے۔
اور سلیمان ابن طرخان التیمی اور الاشعث بن سوار اور مجالد بن سعید نے وفات
پائی۔

پھر سنہ ۱۴۴ شروع ہوا۔

اس سال ابوجعفر نے لوگوں کو الکوفہ اور البصرہ اور الجزیرہ اور الموصل
سے دیلم کی جنگ پر لوگوں کو بھیجا۔ اور ان پر محمد بن ابی العباس السفاح کو
مقرر کیا۔

اس سال المہدی خراسان سے العراق واپس ہوا۔ اور اپنے چچا

السفاح کی بیٹی سے اس نے شادی رچائی۔
اس سال المنصور نے حج کیا، اور اپنے لشکر اور الجزیرہ پر خازم بن خزیمہ کو مقرر کیا۔

مدینۂ مبارکہ پر ریاح بن عثمان المزی کا تقرر

اور

محمد بن عبداللہ بن الحسن کا معاملہ

اس سال المنصور نے المدینہ پر ریاح بن عثمان المزی کو مقرر اور محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو اس پر سے معزول کیا۔ اس کے عزل اور اس سے قبل زیاد کے عزل کا سبب یہ تھا کہ المنصور کو محمد اور ابراہیم ابناء عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے معاملہ اور اس کے پاس ان دونوں کے نہ آنے کا بڑا خیال تھا۔ جبکہ سنہ ۳۶ میں اس نے السفاح کے زمانہ میں حج کیا تھا اور بنی ہاشم اس کے پاس آئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ کا دعویٰ تھا کہ المنصور ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اس رات ان سے بیعت کی تھی جبکہ بنی ہاشم نے مکہ میں اس بات پر مشورہ کیا تھا کہ مروان بن محمد کی حکومت کے مضطرب ہونے کے وقت کس کو خلافت دی جائے۔ جب المنصور نے سنہ ۳۶ میں حج کیا تو ان دونوں کی نسبت دریافت کیا۔ اس پر زیاد بن عبید اللہ الحارثی نے اس سے کہا کہ ان کے معاملہ کی آپ کو کیا فکر ہے؟ میں ان دونوں کو لاتا ہوں۔ وہ المنصور کے پاس مکہ میں تھا۔ المنصور نے اسے المدینہ واپس کر دیا۔ پھر جب المنصور خلیفہ ہوا تو اس کو کوئی چیز فکر میں ڈالنے والی محمد کے معاملہ اور ان کے دریافت حال اور ان کے ارادوں کے سوا نہ تھی۔ اس نے بنی ہاشم کو ایک ایک کر کے بلایا اور پوشیدہ طور پر ان کی نسبت سوال کیا لیکن سب نے کہا کہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ اس امر (یعنی خلافت) کے طالب تھے اس لیے انہیں آپ سے اپنی

جان کا خوف ہے لیکن وہ آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں رکھتے۔ سب نے اس کے قریب قریب کہا۔ سوا حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے کہ انہوں نے اس کو محمد کے معاملہ کی خبر دیدی۔ اور کہا: خدا کی قسم میں آپ پر ان کے حملہ کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ آپ کی طرف سے خوابیدہ نہیں ہیں۔ الحسن بن زید نے اپنے اس کلام سے اس کو جگا دیا جو خوابیدہ نہیں تھا۔ اسی بنا پر اس واقعہ کے بعد سے موسیٰ بن عبداللہ بن الحسن کہتے تھے کہ خدایا! حسن بن زید سے ہمارے خونوں کا مطالبہ کیجیو۔

المنصور نے عبداللہ بن الحسن پر اصرار کیا کہ وہ حج کے سال اپنے بیٹے محمد کو حاضر کریں۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا کہ بھائی ہمارے تمہارے درمیان رحم و مصاہرت کے وہ رشتے ہیں جو تم جانتے ہو۔ پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان نے کہا: خدا کی قسم اس وقت گویا میں اپنے بھائی عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جبکہ موت اس کے اور ہمارے درمیان حائل ہوگئی۔ وہ ہمیں اشارہ دے رہا ہے کہ یہ ہے جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ اگر وہ معاف کرنے والا ہوتا تو ضرور اپنے چچا کو معاف کرتا۔ عبداللہ نے سلیمان کی رائے مان لی اور جان لیا کہ اس نے اس سے سچ کہا ہے اور اپنے بیٹے کو ظاہر نہ کیا۔

المنصور نے عربوں میں سے چند غلام خریدے اور ان میں سے کسی کو ایک اونٹ اور کسی کو دو اونٹ اور کسی کو کئی اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا اور ان کو المدینہ کے اطراف میں محمد کی تلاش کے لئے پھیلا دیا۔ ان میں سے کوئی پانی پر راہگیر کی طرح یا راستہ بھولے ہوئے کی طرح جاتا۔ اس طرح یہ لوگ ان کو دریافت کرتے پھرتے۔

المنصور نے ایک اور جاسوس بھیجا اور اس کو شیعہ کی زبان سے محمد کے نام خط لکھا جس میں وہ اپنی اطاعت اور اپنی مسارعت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ مال اور ہدیے بھیجے وہ جاسوس المدینہ آیا اور عبداللہ بن الحسن کے پاس پہنچا اور ان سے ان کے بیٹے محمد کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے اس سے ان کی بات چھپائی۔ وہ ان کے پاس برابر پھیرے کرتا رہا اور اس نے

دریافت میں بہت اصرار کیا۔ آخر انہوں نے اس سے بیان کر دیا کہ وہ جبل جہینہ میں ہیں۔
اور اس سے کہا: تو علی کے پاس جا جو اس صالح آدمی کا بیٹا ہے۔ اس کا نام الاغر ہے اور وہ
ذی الابر میں رہتا ہے۔ وہ تجھے رستہ بتائے گا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس نے
اس کو رستہ بتا دیا۔ المنصور کا ایک راز کا کاتب تھا جو شیعہ تھا۔ اس نے عبداللہ
بن حسن کو اس جاسوس کا حال لکھ بھیجا۔ جب یہ خط ان کے پاس آیا تو سب پریشان
ہو گئے۔ انہوں نے ابوہبار کو محمد اور علی بن حسن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس شخص
سے متنبہ کیا۔ ابوہبار گیا اور علی بن الحسن کے پاس اترا اور ان کو اس کی خبر دی۔ پھر محمد
بن عبداللہ کے پاس اس جگہ پہنچا جہاں وہ تھے۔ دیکھا کہ وہ ایک کھوہ میں بیٹھے ہیں
اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب کی ایک جماعت ہے اور وہ جاسوس بھی ان کے ساتھ
ہے اور سب سے زیادہ اونچی آواز سے بول رہا ہے۔ اور سب سے زیادہ انبساط
ظاہر کر رہا ہے۔ جب اس نے ابوہبار کو دیکھا تو سہم گیا۔ ابوہبار نے محمد سے کہا:
مجھے ایک ضروری کام ہے۔ وہ اس کے ساتھ اٹھے۔ اس نے ان کو جاسوس کی خبر دی
انہوں نے کہا: پھر کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں تین باتوں میں سے ایک مناسب
سمجھتا ہوں۔ کہا: وہ کیا ہیں؟ بولا: مجھے چھوڑ دیجیے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ بولے:
میں بلا کراہت خونریزی نہیں کرتا۔ اس نے کہا: تو آپ اس کو بیڑیاں پہنایے اور
جہاں جہاں آپ جائیں اس کو بھی ساتھ لے جایئے۔ بولے: خوف اور جلدی کی حالت
میں ایسی قرار کہاں؟ اس نے کہا: ہم اسے باندھتے ہیں اور جہینہ میں سے آپ کے
کسی اہل کے پاس چھوڑ دیتے ہیں۔ کہا: یہ ٹھیک ہے۔ جب وہ دونوں واپس
ہوئے تو دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہے۔ محمد نے پوچھا وہ آدمی کہاں ہے؟ لوگوں نے
کہا: اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اس رستے میں وضو کرتا ہوا چھپ گیا۔ ان لوگوں نے
اسے تلاش کیا مگر اسے نہ پایا، گویا زمین اسے کھا گئی۔ وہ اپنے پیروں سے دوڑتا ہوا
چلا حتی کہ رستے پر پہنچ گیا۔ پھر اس کے پاس سے اعراب گزرے جن کے ساتھ
المدینہ کی طرف جانے والی سواریاں تھیں۔ اس نے ان میں سے ایک سے کہا: یہ
ایک کجاوہ خالی ہے مجھے اس میں بٹھا لے تاکہ میں اس کی سواری کا بدل بن جاؤں۔
اور یہ کہ تیرے لئے اتنا اور اتنا ہے۔ اس نے قبول کیا اور اسے بٹھا لیا حتی کہ وہ

المدینہ جا پہنچا۔ پھر وہ المنصور کے پاس گیا اور اسے پوری پوری خبر دی۔ لیکن وہ ابو ہبا
کا نام اور اس کی کیفیت بھول گیا۔ پس اس نے اس کا نام وبار کہا۔ ابو جعفر نے وبار المری کی
طلب کے لئے لکھا اس کے پاس ایک شخص بھیجا گیا جس کا نام وبیر تھا۔ المنصور نے
اس سے محمد کا قصہ پوچھا۔ اس نے حلف کہا کہ وہ ان کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا۔
المنصور نے حکم دیا اور اس کے سات سو کوڑے مارے گئے۔ اور اس کو قید کر دیا گیا۔
اور وہ المنصور کی موت تک قید رہا۔ پھر المنصور نے عقبہ بن سلم الازدی کو بلایا اور
اس سے کہا: میں تجھ سے ایک کام لینا چاہتا ہوں جس کی مجھے بڑی فکر ہے اور میں نے
اس کے لئے ایک آدمی کی تلاش کی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ تو ہو۔ اگر تو میرے لئے اس کام
کو کافی ہوا تو میں تجھے بلند درجہ دوں گا۔" اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ اپنے متعلق
امیر المومنین کو گمان سچ کر دکھاؤں گا۔ المنصور نے کہا: تو تو اپنے تئیں چھپا دے
اور اپنا حال پوشیدہ کر دے اور میرے پاس فلاں دن فلاں وقت آ۔ وہ مقررہ
وقت پر اس کے پاس گیا۔ المنصور نے اس سے کہا: ہمارے وہ چچا زاد بھائی جنہوں
نے ہماری حکومت پر مکر کرنے اور اس پر چال چلنے کے سوا کسی اور بات سے انکار کر دیا
ہے۔ ان کے شیعہ خراسان کے فلاں قریہ میں ہیں جو ان سے خط و کتابت کرتے اور
ان کو اپنے اموال کے صدقات اور اپنے بلاد کے تحائف بھی بھیجا کرتے ہیں۔
تو میرے یہ خط اور یہ اور روپے لے کر جا حتیٰ کہ تو ان کے پاس بھیس بدل کر ایک
خط کے ساتھ جا۔ وہ خط تو اس قریہ کے باشندوں کی طرف سے لکھیو۔ پھر ان کا حال
معلوم کیجیو۔ اگر وہ اپنی رائے سے ہٹ گئے ہوں تو واللہ میں ان سے محبت کروں گا
اور ان کو مقرب کروں گا۔ اور اگر وہ اپنی اس رائے پر ہوں تو مجھے یہ بات معلوم
ہو جائے گی اور میں ہوشیار ہو جاؤں گا۔ تو جا۔ حتیٰ کہ عبداللہ بن الحسن سے
خشوع اور تقشف کے ساتھ مل۔ اگر وہ تجھے جھڑک دیں، اور وہ ضرور ایسا کریں گے
تو اس پر صبر کیجیو اور پھر ان کے پاس جائیو حتیٰ کہ وہ تجھ سے مانوس ہو جائیں۔ اور
تجھ سے نرم پڑ جائیں۔ پھر اگر انہوں نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی تو میرے پاس
جلد آ جائیو۔ وہ گیا حتیٰ کہ عبداللہ کے پاس پہنچا اور ان سے اس نامہ کے ساتھ
ملا۔ انہوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی اور اسے ڈانٹ دیا اور کہا: میں ان لوگوں کو

نہیں جانتا۔ پھر وہ برابر ان لوگوں کے پاس آتا جاتا رہا حتیٰ کہ عبداللہ نے اس کا خط قبول کر لیا۔ اس کے تحفے لے لئے اور اس سے مانوس ہو گئے۔ اس نے ان سے جواب کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا: خط تو میں کسی کو لکھتا نہیں۔ لیکن تو خود ان کی جانب میرا خط ہے۔ ان سے میرا سلام کہیو اور انہیں خبر دیجو کہ میں فلاں وقت خروج کرنے والا ہوں" عقبہ المنصور کے پاس واپس آیا اور اسے یہ خبر دی۔ المنصور نے حج کا ارادہ کیا اور عقبہ سے کہا: "جب بنو الحسن مجھ سے ملیں" جن میں عبداللہ بن الحسن بھی ہوں گے" تو میں عبداللہ کی بڑی عزت کروں گا۔ ان کو بلند جگہ دوں گا۔ اور صبح کھانے پر دعوت دوں گا۔ پھر جب ہم کھانے سے فارغ ہو جائیں گے تو میں تجھے آنکھ سے اشارہ کروں گا۔ تو ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائیو۔ وہ تجھ سے نظر پھیر لیں گے۔ تو پھر گھوم کر اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے ان کی پیٹھ پر ٹھوکا دیجو حتیٰ کہ ان کی آنکھ تجھ سے بھر جائے۔ پھر تیرا کام پورا ہوا۔ لیکن خبردار کھانے کے دوران میں وہ تجھے نہ دیکھیں" المنصور حج کو نکلا اور جب بنوالحسن اس سے ملے تو اس نے عبداللہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر کھانا منگایا۔ سب نے کھایا پھر اٹھا اور عبداللہ بن الحسن کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا: "تمہیں معلوم ہے کہ تم نے مجھ سے کیا عہد و پیمان کئے تھے کہ مجھ پر برائی کے ساتھ تعدی نہ کرو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف مکر کرو گے" انہوں نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میں اسی پر قائم ہوں" المنصور نے عقبہ بن مسلم کو اشارہ کیا۔ وہ پھر گھوم کر عبداللہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ عبداللہ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ پھر گھوم کر ان کی پیٹھ پر آیا اور ان کو اپنی انگلی سے ٹھوکا دیا۔ انہوں نے سر اٹھایا اور اسے نظر بھر کر دیکھا۔ پھر وہ پیچھے اور المنصور کے سامنے آ بیٹھے اور اس سے کہا: اے امیر المومنین! مجھے ڈھیل دیجئے اللہ آپ کو ڈھیل دے گا۔ اس نے کہا: اللہ مجھے ڈھیل نہ دے اگر میں تمہیں ڈھیل دوں" پھر اس نے ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ حج قبل محمد البصرہ آگئے تھے اور وہاں بنی راسب میں اترے۔ انہوں نے اپنی طرف دعوت دی تھی۔ بعض کہتے ہیں عبداللہ بن شیبان کے پاس اترے تھے جو بنی مرہ بن عبید میں سے ایک تھا۔ پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ المنصور کو جب ان کے البصرہ جانے کی

اطلاع ملی تو وہ تیزی سے ادھر چلا اور حجر الاکبر کے قریب اترا جہاں عمر بن جبید اس سے ملا۔ المنصور نے اس سے پوچھا: اے ابو عثمان! کیا البصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے تجھے ہمارے کام میں کچھ خوف ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ المنصور نے کہا: میں تیرے قول پر بھروسہ کرکے واپس جاؤں؟ اس نے کہا: ہاں۔" محمد المنصور کے آنے سے پہلے وہاں سے جا چکے تھے۔ المنصور واپس ہوا۔ محمد اور ابراہیم عبداللہ کے دونوں بیٹوں کا خوف پڑ گیا۔ وہ دونوں نکلے حتیٰ کہ عدن پہنچے۔ اور وہاں سے سندھ گئے۔ پھر الکوفہ گئے۔ پھر المدینہ گئے۔

منصور نے سنہ ۱۴۰ھ میں حج کیا اور آل ابی طالب میں بہت اموال تقسیم کئے۔ لیکن محمد اور ابراہیم ظاہر نہ ہوئے۔ اس نے ان کے والد عبداللہ سے ان کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔ اس پر دونوں میں سخت گفتگو ہوئی۔ ابو جعفر المنصور نے انہیں گالی دی حتیٰ کہ کہا: فلاں اور فلاں نے تیری ماں کا دودھ چوسا۔ عبداللہ نے کہا: اے ابو جعفر! تو میری ماؤں میں سے کونسی ماں کا دودھ چھوڑتا ہے؟ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا فاطمہ بنت حسین بن علی کا یا ام اسحٰق بنت طلحہ کا یا خدیجہ بنت خویلد کا؟ نہیں ان میں سے ایک کا بھی نہیں۔ بلکہ جربا بنت قسامہ بن زہیر کا۔ اور یہ قبیلہ طے میں سے ایک عورت تھی۔ المسیب بن زہیر نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس فاحشہ کے بچے کی گردن ماردوں۔ اس پر زیاد بن عبیداللہ اٹھا اور اس نے ان پر اپنی چادر ڈال دی۔ اور کہا: امیر المومنین! آپ ان کو میرے سپرد کر دیجئے، میں ان کے دونوں بیٹوں کو نکلوا لوں گا۔ اس نے انہیں چھوڑ دیا۔ عبداللہ کے دونوں بیٹے اس وقت المدینہ سے غائب ہو گئے تھے، جب سنہ ۱۴۰ھ میں المنصور نے حج کیا تھا۔ انہوں نے بھی حج کیا۔ کہ میں ان کے پیرو جمع ہوئے اور المنصور کو چھپ کر قتل کا ارادہ کیا۔ الاشتر عبداللہ بن محمد نے ان سے کہا: میں تمہارے لئے اس کا کام تمام کرتا ہوں۔ لیکن محمد نے کہا: نہیں خدا کی قسم میں اس کو دھوکے سے قتل نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ میں اس کو دعوت دوں کہ جس بات پر لوگوں نے اجماع کر لیا ہے اور وہ اس کو توڑ رہے۔ ان کے ساتھ المنصور کے قائدوں میں سے ایک خراسانی قائد بھی مل گیا تھا

جس کا نام خالد بن حسان تھا اور وہ ابو العساکر کہلاتا تھا، اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے۔ یہ خبر المنصور کو پہنچ گئی۔ اس نے خالد کو طلب کیا مگر اس کو نہ پایا۔ اس نے خالد کے اصحاب کو پکڑ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا۔ قائد: محمد بن عبد اللہ بن محمد سے جا ملا۔ المنصور نے زیاد بن عبید اللہ پر محمد اور ابراہیم کے قاتل کی تلاش کے لئے زور دیا اس نے اس کا ذمہ لیا اور وعدہ کر لیا۔ پھر محمد المدینہ آئے زیاد کو اس کی خبر ہو گئی، اس نے ان پر مہربانی کا اظہار کیا اور ان کو اس شرط پر امان دی کہ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائیں۔ محمد نے اس کا وعدہ کر لیا۔ زیاد شام کے وقت سوار ہوا اور اس نے محمد سے سوق الظہر پر ملنے کا وعدہ کیا۔ ادھر محمد بھی سوار ہوئے، لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ اے اہل المدینہ المہدی المہدی!! وہ اور زیاد ٹھہر گئے، زیاد نے کہا: اے لوگو! یہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن ہیں، پھر اس نے محمد سے کہا: تم اللہ کے ملک میں جہاں چاہو چلے جاؤ۔ محمد پھر چھپ گئے۔ المنصور نے یہ خبر سنی تو ابو الازہر کو جمادی الآخرۃ سنہ ۱۴۱ میں المدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ المدینہ پر عبد العزیز بن مطلب کو عامل بنائے اور زیاد اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اس کے پاس لائے۔ ابو الازہر المدینہ آیا اور اس نے وہی کیا جس کا المنصور نے اسے حکم دیا تھا۔ زیاد اور اس کے اصحاب کو گرفتار کیا اور ان کو لے کر المنصور کی طرف چلا۔ زیاد نے المدینہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے۔ المنصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ اس کے بعد ان پر احسان کیا اور ان کو چھوڑ دیا۔ المنصور نے المدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری کو عامل بنایا اور اسے محمد بن عبد اللہ کی طلب کا حکم دیا اور اسے پورا اختیار دیا کہ ان کی طلب میں جتنا چاہے خرچ کرے، وہ رجب ۱۴۱ھ میں المدینہ آیا، اس نے مال لیا اور اپنے محاسبہ میں بہت سے اموال یہ لکھ کر درج کر دیئے کہ یہ اس نے محمد کی طلب میں خرچ کئے ہیں۔ ابو جعفر نے اسے دیر لگانے کا ملزم گردانا اور حکم دیا کہ المدینہ اور اس کے اطراف کی تلاشی لے۔ اس نے لوگوں کے گھروں کا چکر لگایا مگر کہیں محمد کو نہ پایا۔ جب المنصور نے دیکھا کہ اس نے کس قدر مال خرچ کیا ہے اور محمد کو نہ پکڑ سکا تو اس نے قیس عیلان کے ایک شخص ابو العلاء سے محمد بن عبد اللہ اور ان کے بھائی کی نسبت مشورہ لیا۔ اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی کو عامل بنائیں کیونکہ

دوان دونوں کو عداوت کی بنا پر تلاش کر لیگے اور انہیں آپ کے پاس نکال لائیں گے۔ المنصور نے کہا: خدا تجھے غارت کرے! تو نے کیا خوب رائے دی ہے خدا کی قسم! یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ لیکن میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے بنی عم اور اپنے اہل خاندان سے اپنے اور ان کے دشمن کے ذریعہ انتقام نہیں لوں گا۔ بلکہ میں عرب میں سے ایک صعلوک (کنگلے) کو بھیجوں گا جو ان کے ساتھ وہی کرے گا جو تو نے کہا۔"

پھر اس نے یزید بن یزید السلمی سے مشورہ لیا، اور اس سے کہا: مجھے قیس میں سے کسی عقلمند جوان کا پتہ دے جسے میں مددوں اور بلند درجہ عطا کروں اور حکومت بخشوں۔ اس نے کہا: وہ سید الحسن یعنی ابن القشیری ہے۔ اور اس کا نام ریاح بن عثمان بن حیان المری ہے۔ المنصور نے اس کو رمضان سنہ ۱۴۴ھ میں المدینہ پر امیر بنا کر بھیجا۔ کہا جاتا ہے کہ ریاح نے المنصور سے ذمہ لیا تھا کہ اگر وہ اسے المدینہ کا عامل مقرر کر دے تو وہ محمد اور ابراہیم ابنائے عبداللہ کو نکال لائے گا۔ اس بنا پر اس نے ریاح کو وہاں کا عامل بنا دیا۔ وہ چلا حتیٰ کہ المدینہ پہنچ گیا۔ جب وہ دار مروان میں گیا، اور یہ وہ مکان تھا جس میں امراء اترتے تھے، تو اس نے اپنے ایک حاجب سے، جس کا نام ابو البختری تھا، پوچھا: کیا یہ دار مروان ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ کہا: یہ ٹھہرنے کی جگہ بھی ہے اور کوچ کی بھی۔ اور ہم یہاں سے کوچ کرنے والوں میں پہلے ہوں گے۔ پھر جب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس نے اپنے حاجب سے کہا: اے ابو البختری! میرا ہاتھ پکڑ تاکہ ہم اس شیخ کے پاس داخل ہوں یعنی عبداللہ بن الحسن۔ وہ دونوں ان کے پاس پہنچے، ریاح نے کہا: اے شیخ! خدا کی قسم امیر المومنین نے مجھے کسی قریبی رشتہ داری یا کسی سابقہ خدمت کے عوض عامل نہیں بنایا ہے۔ خدا کی قسم تو مجھ سے اس طرح کھیل نہ سکے گا جس طرح تو زیاد اور ابن القسری سے کھیلتا رہا ہے۔ خدا کی قسم میں تیرا دم نکال دوں گا ورنہ تو میرے پاس اپنے بیٹے ابراہیم اور محمد کو لا دے۔" عبداللہ نے سر اٹھایا اور بولے: ہاں خدا کی قسم انک لازیرق قیس المذبوح فیھا کما تذبح الشاۃ۔

ابو البختری کہتا ہے: یہ سنتے ہی ریاح میرا ہاتھ پکڑے ہوئے واپس ہوا۔ واللہ میں اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کر رہا تھا۔ اس کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے۔

یہ بات اس گفتگو کے اثر سے تھی۔ میں نے اس سے کہا: اس شخص کو غیب پر تو اطلاع نہیں ہوتی ہے؟ اس نے کہا: اے شخص! تجھ پر افسوس، خدا کی قسم اس نے جو کچھ کہا ہے بغیر سوچے نہیں کہا ہے۔ اور وہ اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح بکری ذبح کی جاتی ہے۔ پھر ریاح نے القسری کو بلایا اور اس سے اموال کے متعلق سوال کیا، اور اسے مارا اور قید کیا۔ اور اس کے کاتب رزام کو پکڑا اور اس کو سزا دی اور سزا میں زیادتی کی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بتائے کہ محمد بن خالد نے کس قدر اموال لئے ہیں۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتا تھا۔ آخر جب اس پر عذاب نے طول کھینچا تو اس نے قبول کر لیا ریاح نے اس سے کہا: لوگوں کے اجتماع کے وقت یہ قضیہ پیش کیجو۔ اس نے یہی کیا جب لوگ جمع ہوئے تو ریاح نے اسے بلایا اور کہا: اے لوگو! امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں علی بن خالد پر معاذ کروں کیونکہ اس نے ایک چیز لکھی ہے جس میں خیانت کی ہے۔ اور ہم تمہارے سامنے شہادت دیتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے سب باطل ہے۔ پھر ریاح نے حکم دیا اور اس کو سو کوڑے لگائے گئے اور اسے قید خانہ کی طرف واپس کیا گیا۔

ریاح نے محمد کی طلب میں بھی بہت کوشش کی اور اس کو خبر دی گئی کہ وہ رضوی جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک میں ہیں، اور وہ ینبع کے عمل میں ہے۔ اس نے اپنے عامل کو محمد کی تلاش کا حکم دیا۔ محمد وہاں سے پیادہ پا بھاگے اور بچ نکلے ان کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو ان کے خوف کی حالت میں پیدا ہوا تھا، اور وہ ان کی ایک جاریہ کے ساتھ تھا، وہ پہاڑ پر سے گر گیا اور جدا ہو گیا۔ محمد نے کہا: ؎

منخرق السربال یشکو الوجی مسکبه اطراف مرو وحداد

شرده الخوف فازری به کذاک من یکره حر الجلاد

قد کان فی الموت له راحة والموت حتم فی رقاب العباد

ترجمہ: اور جدا کے اطراف پھٹے کپڑوں کے ساتھ اس کے پیروں کی جلد و جسم پاؤں کی شکایت کر رہی تھی

خوف نے اس کو مار بھگایا اور اس کا کام آسان کر دیا: ایسا ہی ہوتا ہے وہ جو جلادوں کی تیزی سے بچنا چاہتا ہے موت میں اسکے لئے راحت تھی؟ اور موت تو بندوں کے حق میں یقینی ہے۔

اس اثنا میں کہ ریاح الجرّہ میں جا رہا تھا کہ وہ محمد سے ملا۔ محمد کترا کر ایک کنویں کی طرف چلے گئے جو وہاں تھا۔ اور پانی پینے لگے۔ ریاح نے کہا: اللہ اس اعرابی کو غارت کرے، اس کی کلائی کیسی حسین تھی۔

اولادِ حسنؑ قید میں

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ المنصور نے ان کو قید کر دیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ریاح تھا جس نے ان کو قید کیا۔

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے کہا کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ اذن دینے والے نے کہا: یہاں حسینؑ کی اولاد میں سے جو ہوں وہ داخل ہوں۔ وہ مقصورہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور باب مروان سے نکل گئے۔ پھر اس نے کہا: یہاں جو اولادِ حسنؑ میں سے ہوں وہ داخل ہوں۔ تو وہ مقصورہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور بنی مروان میں سے کچھ لہار بھی داخل ہوئے۔ ریاح نے بیڑیاں منگوائیں اور ان سب کو قید کیا اور محبوس کر دیا۔ یہ لوگ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی اور حسن و ابراہیم ابنائے حسن بن حسنؑ اور جعفر بن حسن بن حسنؑ اور سلیمان و عبداللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسنؑ اور محمد و اسمٰعیل و اسحاق ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسنؑ اور عباس بن حسن بن حسن بن علیؑ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن تھے۔ جب اس نے ان کو قید کیا تو ان میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے۔ دوسرے دن صبح کے بعد ایک شخص اوڑھے لپیٹے آیا۔ ریاح نے اس سے کہا: تجھے مرحبا، تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھے میری قوم کے ساتھ قید کر دے۔ دیکھا تو وہ علی بن حسن بن حسن تھے۔ اور میں نے ان کو سب کے ساتھ قید کر دیا۔

محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا تاکہ ان کی طرف دعوت دیں۔ عامل مصر کو ان کی خبر ہو گئی، اس سے کہا گیا کہ وہ تجھ پر اپنے ساتھیوں کی معیت میں حملہ کرنے والے اور تیرے خلاف کھڑے ہونے والے ہیں۔ اس نے انھیں قید کر لیا اور المنصور کے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے المنصور کے سامنے اپنے فعل کا اعتراف کیا اور اپنے والد

کیونکہ انھیں کے نام تھا، جن لوگوں نے انھوں نے نام لئے، اللہ بن عبد الرحمن بن ابو الموالی اور ابو جبیر تھے۔ المنصور نے ان دونوں کو مارا اور قید کر دیا۔ اس نے علی کو بھی قید کیا۔ وہ محبوس رہے حتیٰ کہ مر گئے۔

المنصور نے ریاح کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان المعروف بہ دیباج کو بھی قید کر دے، جو عبد اللہ بن حسن بن حسن کے بھائی تھے، کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں۔ اس نے ان کو بھی ان سب کے ساتھ پکڑ لیا۔

بعض کہتے ہیں، المنصور نے عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی کو تنہا قید کیا تھا اور اولاد الحسن میں سے باقیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ عبد اللہ برابر محبوس رہے اور حسن بن حسن بن حسن باقی رہ گئے اور انھوں نے اپنے بھائی عبد اللہ کے بیچ میں خوب کلام کیا۔ المنصور کہتا تھا کہ تو نے رشتہ نہیں بتایا۔

ایک دفعہ حسن بن حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن پر سے گذرے وہ اپنے اونٹ چرا رہے تھے۔ ابراہیم نے کہا، تو اونٹ چرا رہا ہے اور عبد اللہ محبوس ہے۔ اے لڑکے! ان کی رسی چھوڑ دے۔ انھوں نے رسی چھوڑ دی، پھر ان کے پیچھے چیختے ہوئے چلے لیکن ان میں سے ایک اونٹ بھی نہ ملا۔ جب عبد اللہ بن حسن کی قید کو بہت دن ہو گئے تو عبد العزیز بن سعید نے المنصور سے کہا، کیا آپ محمد اور ابراہیم سے خروج کی طمع رکھتے ہیں؟ بنو الحسن چھوٹے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم ان میں کا ایک ایک لوگوں کے دلوں میں شیر سے زیادہ ہیبتناک ہے۔ یہ بات باقیوں کے قید کئے جانے کا سبب ہوئی۔

اولاد حسنؓ عراق کے زنداں میں

جب المنصور نے سنہ ۱۴۴ھ میں حج کیا تو محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو بنی الحسن کے پاس جو قید میں تھے بھیجا۔ اور ان سے درخواست کی کہ محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے دونوں بیٹوں کو دیدیں۔ یہ دونوں ان کے پاس گئے۔ عبد اللہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان دونوں نے پیغام پہنچایا۔ حسن

بن حسن بن عبداللہ کے بھائی نے کہا: یہ ابن المشور کا کام ہے۔ واللہ! یہ نہ ہماری رائے
ہے اور نہ ہماری ملامت سے ہے۔ اور نہ ہمارا اس میں کوئی حکم ہے۔ اس پر ان سے
ان کے بھائی ابراہیم نے کہا: کس لئے تو اپنے بھائی کو اس کے لڑکوں کے معاملہ میں اذیت
دیتا ہے۔ اور اپنے بھتیجے کو اس کی ماں کے حق میں تکلیف پہنچاتا ہے۔ پھر عبداللہ اپنی
نماز سے فارغ ہوئے اور ان دونوں نے ان کو وہ پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا:
نہیں خدا کی قسم میں تم سے ایک حرف بھی نہ کہوں گا۔ البتہ اگر وہ مجھے آنے کی
اجازت دینی پسند کرے تاکہ میں اس کو جواب دوں تو وہ ایسا کرے۔ دونوں
پیغامبر واپس گئے۔ اور المنصور کو اطلاع دی۔ اس نے کہا: کیا وہ مجھ سے مسخرہ
پن کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس کی آنکھ میری آنکھ کو نہ دیکھے گی۔ جب تک وہ میرے
پاس اپنے دونوں بیٹوں کو نہ لے آئے گا۔ عبداللہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جب کسی
سے گفتگو کرتے تھے تو وہ ان کی رائے قبول کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ پھر المنصور سیدھا
چلا گیا۔ جب حج کر چکا تو واپس آیا لیکن المدینہ میں داخل نہ ہوا اور الربذہ چلا
گیا۔ ریاح اس کے پاس الربذہ گیا۔ المنصور نے اسے مدینۃ النبی واپس کیا اور
حکم دیا کہ بنی الحسن کو اس کے پاس لائے اور ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن
بن عمرو بن عثمان کو بھی جو بنی الحسن کے اخیافی بھائی تھے۔ ریاح واپس آیا اور ان کو
لیکر الربذہ گیا۔ ان کے پیروں اور ان کی گردنوں میں بیڑیاں اور زنجیریں ڈالی
گئیں۔ اور انہیں محملوں میں بغیر بچھونے کے سوار کیا۔ جب ریاح ان کو مدینۃ النبی
سے لیکر نکلا تو جعفر بن محمد ایک پردہ کے پیچھے سے کھڑے ان کو دیکھ رہے تھے
اور یہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ جعفر رو رہے تھے اور ان کے آنسو ان کی ڈاڑھی پر بہہ
رہے تھے۔ اور وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا: واللہ اب ان کے بعد
خدا اپنے حرموں کی حفاظت نہ کر سکے گا۔ جب یہ چلے تو محمد اور ابراہیم عبداللہ
کے دونوں بیٹے بدو عربوں کے لباس میں آگے ہوئے تھے اور اپنے والد کے ساتھ
ساتھ چلتے رہے وہ ان سے خروج کی اجازت مانگتے تھے لیکن عبداللہ کہتے تھے
کہ جلدی نہ کرو حتیٰ کہ تم اس پر قادر ہو جاؤ۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ابو جعفر یعنی المنصور
تم دونوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے سے روکے تو تمہیں عزت کے ساتھ مر جانے سے

کوئی چیز نہ روکے۔ جب یہ لوگ الربذہ پہنچے تو محمد بن عبداللہ العثمانی المنصور کے پاس لائے گئے۔ ان کے جسم پر ایک کتان قمیص اور ازار تھی۔ جب وہ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے ان سے کہا: اے دیوث! محمد نے کہا: سبحان اللہ! تو مجھے بچپن سے بڑی عمر تک اس کے سوا جانتا ہے۔ المنصور نے کہا: پھر تیری بیٹی رقیہ کس سے حاملہ ہوئی؟ وہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں تھیں۔ تونے تو مجھ سے قسم کھائی تھی کہ تو مجھے دھوکہ نہ دے گا۔ اور میرے خلاف کسی دشمن کو مدد نہ دے گا۔ تو دیکھتا ہے کہ تیری بیٹی حاملہ ہے اور اس کا شوہر غائب ہے۔ پس تو دو میں سے ایک ہے: قسم توڑنے والا ہے یا دیوث ہے۔ خدا کی قسم میں اس کو رجم کرنے والا ہوں۔ محمد نے کہا: میری قسم کے متعلق تو یہ ہے کہ وہ مجھ پر ہے۔ اگر میں تیرے خلاف کسی غدر کے کام میں داخل ہوا ہوں جس کا مجھے علم ہوا ہو۔ رہا وہ الزام جو تونے اس لڑکی پر رکھا ہے، تو اللہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہونے کا شرف بخشا ہے۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا تو میں نے گمان کیا کہ اس کا شوہر اس کے پاس غفلت میں آیا ہوگا۔ ان کی اس بات سے المنصور غضبناک ہو گیا۔ ان کے کپڑے اور ان کی ازار کھینچ کے چاک کر دی، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ان کی شرمگاہ کھل گئی۔ پھر اس نے ان کے لئے حکم دیا اور ان کو ڈیڑھ سو کوڑے مارے گئے۔ اور ان کا حال بہت برا ہوا۔ المنصور ان پر گالم گلوچ کرتا رہا۔ ایک کوڑا ان کے منہ پر لگا۔ انہوں نے کہا: تیرا برا ہو میرے چہرے کو تو چھوڑ دے۔ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت ہے۔ المنصور اور مشتعل ہوا۔ اور اس نے جلاد سے کہا: "سر پر مار سر پر" ان کے سر پر تیس کے قریب کوڑے مارے گئے۔ ایک کوڑا ان کی آنکھ پر لگا اور وہ بہہ گئی۔ پھر وہ نکالے گئے۔ اور وہ مار کی وجہ سے ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ زنگی ہیں۔ حالانکہ وہ حسین ترین آدمی تھے اور اپنے حسن کے سبب دیباج کہلاتے تھے۔ جب وہ نکالے گئے تو ان کا ایک مولی ان کی طرف لپکا، اور اس نے کہا: کیا میں اپنا دامن آپ پر نہ ڈال دوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ تجھے جزائے خیر دے، خدا کی قسم تو عجب ہے میری ازار کا چاک ہونا مجھ پر مار سے زیادہ شاق ہے۔"

محمد بن عبداللہ کے پکڑے جانے کا سبب یہ تھا کہ ریاح نے المنصور سے کہا کہ اے امیر المومنین! اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں، اور اہل العراق آل ابی طالب کے شیعہ ہیں۔ رہے اہل الشام، تو خدا کی قسم علی ان کے نزدیک کافر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لیکن محمد بن عبداللہ العثمانی اگر اہل الشام کو دعوت دیں تو ان میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہے۔ یہ بات المنصور کے دل میں بیٹھ گئی، اس نے ان کے لئے حکم دیا اور وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ پکڑے گئے، حالانکہ اس سے پہلے وہ ان کی نسبت اچھی رائے رکھتا تھا۔

پھر یہ ہوا کہ ابو عون نے المنصور کو لکھا کہ اہل خراسان مجھ سے بگڑ رہے ہیں اور ان پر محمد بن عبداللہ کا معاملہ طویل ہو رہا ہے۔ المنصور نے محمد بن عبداللہ بن عمرو العثمانی کے لئے حکم دیا اور وہ قتل کر دیے گئے اور ان کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک آدمی بھیجا گیا تاکہ وہ قسم کھائے کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور یہ کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ جب وہ قتل کئے گئے تو ان کے بھائی عبداللہ بن حسن نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں ان کی بدولت امن میں تھے اور اب بنی ہاشم کی حکومت میں ہماری بدولت وہ قتل کئے گئے۔" پھر المنصور ان کو لیکر الربذہ سے چلا۔ ایک موقع پر وہ ایک اشقر خچر پر ان کے پاس سے گزرا، عبداللہ بن حسن نے اس سے پکار کر کہا: "اے ابو جعفر! ہم نے تیرے قیدیوں سے تو بدر کے دن یہ سلوک نہیں کیا تھا۔" ابو جعفر نے ان کے لنگڑی ماری اور یہ بات اس پر گراں ہوئی، اور وہ چلدیا۔ جب یہ لوگ الکوفہ پہنچے تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس قریہ میں کسی کو دیکھتے ہو جو ہمیں اس سرکش سے بچا سکے! راوی کہتا ہے: پھر ان سے حسن اور علی ان کے دونوں بھتیجے تلواریں لگائے ہوئے ملے اور ان سے کہا: اے ابن رسول اللہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ جس کو قتل کرنا چاہیں ہمیں حکم دیجئے" عبداللہ نے کہا: "تم دونوں پر جو حق تھا تم نے ادا کر دیا، لیکن تم ان لوگوں کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے" وہ چلے گئے۔ پھر المنصور نے انہیں قصر ابن ہبیرہ میں الکوفہ کی شرقی جانب قید کر دیا۔

اس نے محمد بن ابراہیم بن الحسن کو بلایا، وہ نہایت خوبصورت تھے، اور المنصور نے ان سے پوچھا: کیا تم ہی دیباج اصغر ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تجھے ایسی طرح قتل کروں گا کہ کسی کو اسی طرح قتل نہ کیا تھا" پھر اس نے حکم دیا اور ان پر جیتے جی ایک ستون چن دیا گیا۔ اور وہ اسی میں مر گئے۔ ابراہیم بن حسن پہلے شخص تھے جو ان میں سے مرے اور پھر عبداللہ بن حسن۔ اور وہ اس جگہ سے قریب دفن کئے گئے جہاں ان کا انتقال ہوا۔ یا تو وہ اس قبر میں ہیں جس کو لوگ ان کی قبر کہتے ہیں اور یا وہ اس سے قریب ہیں۔ پھر علی بن حسن مرے۔ کہا جاتا ہے۔ المنصور نے ان لوگوں کے متعلق حکم دیا اور اس کے حکم سے قتل کئے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے حکم سے ان کو زہر پلایا گیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے عبداللہ پر کسی کو مقرر کیا جس نے ان سے جا کر کہا کہ آپ کے بیٹے نے خروج کیا اور وہ قتل کئے گئے۔ اس سے ان کے دل میں درد اٹھا اور وہ مر گئے۔ واللہ اعلم

ان لوگوں میں سے کوئی نہ بچا سوا سلیمان اور عبداللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسن بن علی، اور اسحٰق و اسماعیل ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسن اور جعفر بن حسن کے۔ اور ان کے معاملات کا خاتمہ ہو گیا۔

چند حوادث

اسی سال مکہ پر السری بن عبداللہ اور مدینۃ النبی پر ریاح بن عثمان اور الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ اور البصرہ پر سفیان بن معاویہ تھے۔ مصر پر یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ۔ اور یہ وہی ہے جس کے حق میں یزید بن ثابت مدح کرتے ہوئے اور یزید بن اسید السلمی کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

لشتان مابین الیزیدین فی الندیٰ   یزید سلیم والاغر ابن حاتم

سخاوت میں دونوں یزیدوں کے درمیان کس قدر فرق ہے۔ ایک یزید آقا سے بچا ہوا ہے اور ابن حاتم کریم و شریف ہے۔"

یہ بہت سی ابیات ہیں۔ یہ ممدوح اور فیاض تھا۔

اسی سال ہشام بن عمرو التغلبی نے جو بنی عمرو میں سے تھا، اور یوسف

بن عبدالرحمن الفہری نے طلیطلہ میں امیر عبدالرحمن الاموی پر شورش کی اور وہاں کے باشندوں نے اس کی پیروی کی۔ عبدالرحمن اس کی طرف گیا، اس کا محاصرہ کیا اور اس پر حصار سخت کر دیا۔ آخر کار وہ صلح کی طرف جھکا اور اس نے اپنے بیٹے افلح کو یرغمال کے طور پر عبدالرحمن الاموی کے حوالے کیا۔ عبدالرحمن اس کو لیکر قرطبہ واپس ہوا۔ پھر ہشام نے واپس جا کر عبدالرحمن سے عہد توڑ دیا۔ عبدالرحمن پھر واپس آیا۔ اس نے ہشام کا محاصرہ کیا۔ اور اس پر منجنیقیں لگا دیں لیکن حصار کی مضبوطی کے سبب وہ اس میں اثر نہ کر سکیں۔ اس نے ہشام کے بیٹے افلح کو قتل کر دیا اور اس کا سر منجنیق میں رکھ کر پھینک دیا اور قرطبہ چلا گیا اور ہشام پر غالب نہ ہو سکا۔

اس سال عبداللہ بن شبرمہ اور عمرو بن عبید المعتزلی ۔ یہ زاہد تھے ۔ اور برید بن ابی مریم مولی سہل بن الحنظلیہ اور عقیل بن خالد الایلی، صاحب الزہری انہوں نے مصر میں اچانک وفات پائی، اور محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی ابوالحسن المدنی اور ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے وفات پائی۔

(برید بضم باء موحدہ و فتح راء مہملہ۔ عقیل بضم عین مہملہ و فتح قاف)

پھر سنہ ۱۴۵ھ شروع ہوا

محمد بن عبداللہ بن الحسن کا ظہور

اس سال محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب نے مدینہ مبارکہ میں ظہور کیا، جمادی الآخرہ کی دو راتیں باقی تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ رمضان کی چودھویں تھی۔ اس سے پہلے ہم ان کے حالات اور المنصور کا ان کے اہل کو عراق کی طرف لے جانے کا حال بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے چلا تو اس نے ریاح کو مدینہ مبارکہ پر امیر کی حیثیت سے واپس کر دیا، ریاح نے محمد کی تلاش میں بڑی کوشش کی، ان کو بہت تنگ کیا اور ان کو ڈھونڈا حتیٰ کہ ان کے فرزند ڈر گئے اور مر گئے ایک دن سلسلہ طلب ان تک پہنچ گیا وہ مدینہ مبارکہ کے ایک کنویں میں ڈول کے ذریعہ اتر گئے ان کے اصحاب اس سے

پانی پینے لگے وہ حلق تک پانی میں اتر گئے ان کا جسم بھاری تھا وہ چھپ نہ سکے۔ ریاح کو محمد کی خبر پہنچ گئی، اور یہ کہ وہ المذاد میں ہیں۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ ان کی طرف نکلا، محمد اس کے رستے سے ہٹ گئے اور دار جہینہ میں چھپ گئے۔ ریاح نے جب ان کو نہیں دیکھا تو وہ دار مروان کی طرف واپس چلا گیا۔ ریاح کو جس نے یہ خبر دی تھی وہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ تھا۔ جب محمد کی تلاش شدید ہوئی تو انہوں نے اس وقت سے قبل خروج کر دیا جس کا وعدہ انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم سے کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اسی وقت نکلے جس وقت نکلنے کا انہوں نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا تھا لیکن تاخیر ان کے بھائی نے کی جس کا سبب یہ تھا کہ ان کے چیچک نکل آئی تھی۔ عبداللہ بن عمرو بن ابی ذئب اور عبدالحمید بن جعفر محمد سے کہتے تھے کہ "تم خروج کے لئے کس چیز کے منتظر ہو؟ واللہ اس امت پر تم سے زیادہ منحوس آدمی کوئی نہیں ہے۔ نکل کھڑے ہو چاہے تم تنہا ہی کیوں نہ ہو"۔ وہ اس بات سے بھی متحرک ہوئے۔ ریاح کو خبر ہو گئی کہ محمد آج رات خروج کرنے والے ہیں۔ اس نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی المدینہ اور العباس بن عبداللہ بن الحارث بن العباس وغیرہ کو اپنے پاس بلایا، دیر تک خاموش رہا۔ پھر ان سے کہا: اے اہل المدینہ! امیر المومنین محمد کو زمین کے مشرق اور اس کے مغرب میں ڈھونڈ رہے ہیں حال آنکہ وہ تمہاری پشت کے درمیان ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے خروج کیا تو میں تم سب کو قتل کر دوں گا"۔ اور محمد بن عمران سے کہا: تم امیر المومنین کے قاضی ہو، اپنے قبیلے والوں کو بلاؤ اور بنی زہرہ کو جمع ہونے کے لئے کہلا بھیجو۔ انہوں نے کہلا بھیجا، وہ بکثرت اس کے پاس جمع ہو گئے، اس نے ان کو دروازے پر بٹھایا۔ اور علویین وغیرہم میں سے کچھ لوگوں کو پکڑا ان میں جعفر بن محمد بن علی بن الحسین اور الحسین بن علی بن الحسین بن علی اور الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن الحسین بن علی، اور کچھ آدمی قریش میں سے جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ اور ان کے بیٹے خالد تھے۔ اس اثناء میں کہ یہ لوگ اس کے پاس تھے محمد ظاہر ہو گئے، لوگوں نے تکبیر کی آواز سنی۔ مسلم بن عقبہ المری نے ریاح سے کہا:

میری بات ان دونوں سب کی گردنیں اڑا دے۔ الحسین بن علی بن الحسین بن علی نے اس سے کہا: واللہ تم یہ کیا قصد رکھتے ہو؛ حالانکہ ہم سمع و طاعت پر ہیں۔ محمد اتنا دے ڈیڑھ سو آدمیوں کی معیت میں باہر آئے اور سلامتی کے شگون کے لیے بنی سلمہ میں آئے۔ پھر زندان کا قصد کیا اس کا دروازہ کھولا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو نکال لیا۔ ان لوگوں میں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری اور اس کا بھتیجہ النذیر بن یزید اور دوسرے لوگ تھے۔ محمد نے ان کو نکال لیا۔ پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو مقرر کیا اور دار الامارۃ آئے۔ وہ اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا الا یہ کہ وہ قتل کر رہا ہو۔ ریاح نے ان کے مقابلہ میں مدافعت کی اور وہ قصر کے دروازہ سے گھس گئے۔ ریاح اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبۃ المری کو پکڑ لیا اور دار الامارہ میں قید کر دیا۔ پھر وہ مسجد کی طرف گئے۔ منبر پر چڑھے اور لوگوں کو خطاب کیا۔ خدا کی حمد و ثنا کی۔ پھر کہا: اما بعد اس سرکش دشمن خدا ابو جعفر نے جو کچھ کیا ہے تم سے مخفی نہیں ہے۔ اس نے قبۂ خضرا بنایا ہے اس لئے کہ اللہ کے ساتھ اس کے گھر میں معاندہ کرے اور کعبۂ الحرام کی تصغیر کرے اس نے فرعون کو اس وقت پکڑا جب اس نے انا ربکم الاعلیٰ کہا۔ لوگوں میں اس کام کے لئے قریب ہونے کے سبب سے زیادہ حقدار ابنائے مہاجرین و انصار ہیں۔ خدایا! ان لوگوں نے تیرے حرام کو حلال اور تیرے حلال کو حرام کر دیا ہے۔ جس کو امان دی ہے اس کو تو نے خوف زدہ کیا اور اس کو خوف زدہ کیا ہے جس کو تو نے امان دی۔ خدایا! تو ان لوگوں کو گن گن کر پکڑ۔ ایک ایک کو قتل کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔

اے لوگو! میں نے واللہ اس بنا پر تمہارے درمیان سے خروج نہیں کیا کہ تم میرے نزدیک صاحب قوت و شدت ہو۔ بلکہ اس لئے کہ میں نے تم کو اپنے لئے پسند کیا ہے۔ خدا کی قسم میں جو اس کام پر آیا ہوں تو اس وقت آیا ہوں جبکہ یہ کوئی شہر ایسا نہیں رہا ہے جہاں اللہ کی عبادت کی جاتی ہو اور جہاں میرے لئے بیعت نہ کی گئی ہو۔ المنصور اپنے قوادوں کی زبان سے محمد کو یہ لکھا کرتا تھا کہ ظاہر ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ محمد اس کا ذکر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہماری جنگ ہوئی تو تمام قواد میری طرف مائل ہو جائیں گے۔ محمد مدینہ پر مستولی ہو گئے۔

پر گئے اور ارض روم میں گھستے چلے گئے۔ صالح کے ساتھ اس کی دونوں بہنوں ام عیسیٰ اور لبابہ — علی کی دونوں بیٹیاں بھی جنگ پر گئیں۔ ان دونوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی حکومت مٹ گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی۔ درب ملطیہ کی طرف سے جعفر بن حنظلہ البہرانی حملہ آور ہوا۔

اس سال المنصور اور ملک الروم کے درمیان فدیہ ہوا۔ المنصور نے قالیقلا کے اسیروں کو رومیوں سے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور قالیقلا تعمیر کیا۔ اس کے باشندوں کو وہاں واپس لایا اور اہل الجزیرہ وغیرہ کے ایک لشکر کو وہاں مقرر کیا۔ وہ وہاں مقیم ہوئے اور انہوں نے اس کی حفاظت کی۔ اس کے بعد جیسا کہ کہا جاتا ہے سنہ ۱۴۶ تک کوئی صائفہ نہیں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ المنصور عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے دونوں بیٹوں کے ساتھ مشغول رہا۔ لیکن بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن قحطبہ سنہ ۱۴۰ میں عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کے ساتھ صائفہ پر گیا تھا۔ ادھر سے قسطنطین ملک الروم ایک لاکھ فوج کے ساتھ بڑھا اور جیحان تک پہنچا لیکن جب مسلمانوں کی کثرت کا حال سنا تو رک گیا۔ پھر اس کے بعد سنہ ۱۴۶ تک کوئی الصائفہ نہیں ہوا۔

عبدالرحمن بن معاویہ الاندلس میں

ہم بیان کر چکے ہیں کہ سنہ ۹۲ میں الاندلس فتح ہوا اور موسیٰ بن نصیر وہاں سے معزول کیا گیا۔ جب وہ وہاں سے معزول ہوا اور الشام چلا گیا تو اس نے وہاں اپنے بیٹے عبدالعزیز کو نائب مقرر کیا اس نے (مفتوحہ علاقہ کو) منضبط کیا اور اس کے ثغور کی حفاظت کی۔ اور اپنی ولایت میں بہت سے شہر فتح کئے۔ وہ نیک اور فاضل آدمی تھا۔ وہ سنہ ۹۵ تک اور بقول بعض سنہ ۹۸ تک وہاں رہا۔ اور وہ قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کا سبب بیان ہو چکا ہے جب وہ قتل کیا گیا تو اہل الاندلس چھ مہینے تک اس حال پر رہے کہ کوئی والی ان کو جمع کرنے والا نہ تھا۔ پھر وہ ایوب بن حبیب اللخمی پر متفق ہو گئے۔ جو موسیٰ بن نصیر کا بھانجا تھا۔ وہ ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا اور قرطبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس کو سنہ ۹۸ کی ابتدا اور بعض کہتے ہیں

سنہ ۹۵ میں دارالامارۃ بنایا۔ پھر سلیمان بن عبدالملک نے اس کے بعد حر بن عبدالرحمن
الثقفی کو عامل مقرر کیا۔ وہ سنہ ۹۷ میں ادھر گیا اور وہاں دو برس آٹھ مہینے مقیم رہا۔
پھر جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے الاندلس پر سمح بن مالک الخولانی
کو عامل بنایا۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہاں کی زمین کو تمیز کرے جو عنوۃً فتح ہوئی ہے اسے
الگ کرے اس سے خمس لے اور الاندلس کی کیفیت ان کو لکھ بھیجے۔ عمر بن عبدالعزیز
کی رائے تھی کہ الاندلس میں جو لوگ ہیں ان کو واپس بلالیں کیوں کہ وہ مسلمانوں سے
منقطع ہو گئے ہیں۔ سمح رمضان سنہ ۱۰۰ میں وہاں پہنچا۔ عمر نے جو کچھ حکم دیا تھا
اس نے وہی کیا لیکن وہ دار الحرب سے واپس ہوتے وقت سنہ ۱۰۲ میں قتل ہوا۔
عمر نے وہاں کے باشندوں کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ان کو چھوڑ دیا
اور وہاں کے باشندوں کو پھر وہاں جانے کی اجازت دی۔ پھر انہوں نے سمح کے بعد
سنہ ۱۰۳ میں عنبسہ بن سحیم الکلبی کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ اور سنہ ۱۰۷ میں
غزوۂ فرنگ سے واپسی کے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن سلمہ الکلبی
ذی قعدہ سنہ ۱۰۷ میں وہاں کا والی ہوا اور وہ الاندلس کی حکومت پر دو برس
چھ مہینے رہا۔ پھر الاندلس میں حذیفہ بن الاحوص الاشجعی سنہ ۱۱۰ میں داخل ہوا اور
وہاں چھ مہینے رہا۔ پھر معزول کر دیا گیا۔ پھر عثمان بن ابی نسعۃ الخثعمی وہاں کا والی مقرر
ہوا سنہ ۱۱۰ میں وہاں گیا اور سنہ ۱۱۱ کے آخر میں معزول کر دیا گیا۔ اس کی ولایت پانچ مہینے رہی۔ پھر
وہاں کا والی الہیثم بن عبید الکنانی ہوا جو محرم سنہ ۱۱۱ میں وہاں گیا اور دس
مہینے چند روز تک والی رہ کر ذی الحجہ میں مر گیا۔ اہل الاندلس نے اپنے اوپر محمد بن
عبداللہ الاشجعی کو سردار بنایا۔ اس کی ولایت دو مہینے رہی۔ اس کے بعد عبدالرحمن
بن عبداللہ الغافقی صفر سنہ ۱۱۲ میں والی ہوا۔ وہ دشمن کی زمین میں رمضان
سنہ ۱۱۴ میں قتل ہوا۔ پھر وہاں کا والی عبدالملک بن قطن الفہری ہوا۔ وہ
وہاں دو برس مقیم رہا اور معزول کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں کا والی عقبہ بن الحجاج
السلولی ہوا۔ وہ سنہ ۱۱۶ میں وہاں داخل ہوا اور پانچ برس حکمراں رہا۔ پھر اہل
الاندلس نے اس کے خلاف شورش کی اور اس کو معزول کر کے اس کے بعد عبدالملک
بن قطن کو والی بنالیا۔ یہ اس کی دوسری ولایت تھی۔ بعض مورخین الاندلس نے بیان

کیا ہے کہ عقبہ بن حجاج مر گیا تھا اس لیے اہل الاندلس نے عبد الملک کو والی بنا لیا۔ پھر بلج بن
بشر القشیری وہاں کا والی ہو گیا۔ اور اس کے اصحاب نے اس سے بیعت کر لی اس لیے
عبد الملک بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ بھی بھاگ گئے۔ ان
میں سے ایک ماردہ چلا گیا اور دوسرا ابر قسطہ۔ پھر اہل الشام نے بلج پر شورش کی اور
اس سے مطالبہ کیا کہ وہ عبد الملک بن قطن کو قتل کر دے۔ جب اس کو ان کے فساد
کا ڈر ہوا تو اس نے عبد الملک کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کے بعد صلیب پر لٹکا دیا گیا
اس کی عمر نوے برس کی تھی۔ جب اس کے دونوں بیٹوں کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ
ماردہ سے اربونہ پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ ایک لاکھ آدمی اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے
بلج اور اس کے ساتھیوں پر چڑھائی کی جو قرطبہ میں تھے۔ بلج ان کے مقابلے کے لیے نکلا
اور اپنے ساتھی اہل الشام کی معیت میں قرطبہ کے قریب ان سے مڈھ بھیڑ ہوئی اور ان
کو اس نے شکست دی۔ پھر قرطبہ واپس آیا اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ بلج کے الاندلس
آنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہ اپنے چچا کلثوم بن عیاض کے ساتھ سنہ ۱۲۳ میں
جنگ بربر میں تھا، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ جب اس کا چچا قتل ہو گیا تو یہ الاندلس
آ گیا۔ عبد الملک بن قطن نے اس کو آنے کی اجازت دے دی اور وہ اس کے قتل کا سبب
ہوا۔ پھر اہل الشام نے الاندلس پر اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی کو والی بنایا اور
وہ مقیم رہا حتیٰ کہ ابو الخطار سنہ ۱۲۵ میں الاندلس پر والی ہو کر آیا۔ اہل الاندلس
اس کے مطیع ہو گئے۔ اس کی طرف ثعلبہ اور ابن ابی نسعۃ اور عبد الملک کے دونوں بیٹے
آئے اس نے ان کو امان دی اور ان سے اچھا برتاؤ کیا۔ اور اس کا کام جم گیا۔ وہ شجاع
اور صاحب رائے و صاحب کرم تھا۔ اس کے پاس اہل الشام کثرت سے جمع ہو گئے
اور قرطبہ ان کو برداشت نہ کر سکا اس لیے اس نے ان کو شہروں میں بھیج دیا۔ اہل
دمشق کو البیرہ میں ٹھیرایا جو دمشق کے مشابہ تھا اور اس کا نام دمشق رکھا اور اہل
حمص کو اشبیلیہ میں اتارا اور اس کا نام حمص رکھا اور اہل قنسرین کو جیان میں
اتارا اور اس کا نام قنسرین رکھا۔ اور اہل الاردن کو ریہ میں اتارا اور اس کا نام
الاردن رکھا۔ اور اہل فلسطین کو شذونہ میں اتارا اور اس کا نام فلسطین رکھا
اور اہل مصر کو تدمیر میں اتارا اور اس کا نام مصر رکھا کیونکہ وہ اس کے مشابہ تھا

پھر الیمانیہ میں تعصب پیدا ہوا اور یہ ابوالخطار پر الصمیل بن حاتم اور اس کے ساتھ مضریوں کے اجتماع اور اس کے معزول کئے جانے کا باعث ہوا۔ یہ فتنہ سنہ ۱۲۸ میں کھڑا ہوا۔ الصمیل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن شامیوں کی مدد کے لئے الاندلس آیا تھا پھر وہاں کا رئیس بن گیا۔ ابوالخطار نے ارادہ کیا کہ اس کو گرا دے اس لئے اس کو اپنے پاس بلایا اور اس کے پاس لشکر تھا۔ اس کو گالیاں دیں اس کو ذلیل کیا۔ اس پر وہ نکلا اس حال میں کہ اس کا عمامہ جھکا ہوا تھا۔ اس سے کسی حاجب نے کہا: تیرے عمامہ کو کیا ہوا کہ وہ جھکا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اگر میری کوئی قوم ہے تو وہ اس کو سیدھا کر دے گی اس نے اپنی قوم کو بلایا اور ان سے اس برتاؤ کی شکایت کی جو اس سے برتا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہم تیرے تابع ہیں اور انہوں نے ثوابہ بن سلامہ الجذامی کو لکھا جو اہل فلسطین میں سے تھا۔ وہ ان کے پاس آگیا اور اس نے ان کی دعوۃ قبول کی، اور لخم وجذام نے بھی ان کی پیروی کی۔ یہ خبر ابوالخطار کو پہنچی، وہ ان کی طرف چلا اور انہوں نے اس سے جنگ کی، اس کے اصحاب بھاگ نکلے، ابوالخطار قید ہوا اور ثوابہ قصر قرطبہ میں داخل ہوا۔ ابوالخطار پابہ زنجیر تھا۔ ثوابہ دو برس الاندلس کا حکمران رہا، پھر مر گیا۔ اہل الیمن نے ابوالخطار کو دوبارہ قائم کرنے کا ارادہ کیا، مضر نے اس کی مخالفت کی، ان کا سردار الصمیل تھا۔ اس طرح ملک متفرق ہو گیا اور چار مہینے تک الاندلس بغیر امیر رہا۔ اس سے پہلے ہم اس کی تفصیل سنہ ۱۲۷ کے ذکر میں کر چکے ہیں۔ جب وہ بغیر امیر رہ گئے تو انہوں نے عبدالرحمن بن کثیر اللخمی کو احکام کے لئے سردار بنایا۔ جب کام بگڑنے لگا تو ان کی رائے یوسف بن عبدالرحمن بن حبیب بن ابی عبیدۃ الفہری پر متفق ہو گئی۔ یوسف سنہ ۱۲۹ میں وہاں کا حاکم بن گیا اور بات اس پر قرار پائی کہ وہ سال بھر حکمراں رہے پھر حکومت اہل الیمن کو دی جائے، اور وہ اپنی قوم میں سے جس کو چاہیں والی بنائیں۔ جب سال ختم ہوا تو اہل الیمن سب کے سب قریب ہو گئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے میں سے کسی کو والی بنائیں۔ لیکن الصمیل نے ان پر شب خون مارا اور ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ یہی جنگ شقندہ مشہور ہے اسی میں جنگ ابوالخطار مارا گیا۔ لوگوں نے اول نیزوں سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے، پھر تلواریں

سو نہیں حتیٰ کہ وہ بھی ٹوٹ گئیں۔ پھر ایک دوسرے کے بال پکڑ پکڑ کر کھینچے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۳۰ھ میں ہوا۔ لوگوں نے یوسف پر اجتماع کر لیا اور اس سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ اس کے متعلق ہمارے اس بیان کے خلاف بھی کہا گیا ہے۔ اس کا ذکر سنہ ۱۲۰ھ میں گزر چکا ہے۔ پھر الاندلس پر پیہم قحط رہا، اس کے باشندے وہاں سے چلے گئے اور سنہ ۱۳۶ھ تک متزلزل رہا۔ پھر سنہ مذکور میں تمیم بن معبد الفہری اور عامر العبدری نے شہر سرقسطہ میں اجتماع کیا۔ الصمیل نے ان سے جنگ کی۔ یوسف الفہری ان کی طرف چلا۔ اس نے ان دونوں سے جنگ کی۔ ان کو قتل کیا اور الاندلس پر حکمران ہو گیا۔ اور حکمران رہا حتیٰ کہ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام غالب ہوا۔

ولاۃ الاندلس کا یہ مختصر ذکر ہے۔ اس سے بسیط تر ذکر متفرق طور پر پہلے گزر چکا ہے۔ یہاں جو ہم نے اس کو مسلسل بیان کیا ہے وہ اس لئے کہ الاندلس کے اخبار ایک دوسرے سے متصل ہو جائیں۔ کیونکہ وہ متفرق بیان ہوئے ہیں۔

اب ہم عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام کے الاندلس کی طرف عبور کرنے کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مغرب کی طرف عبدالرحمن کے جانے کا سبب یہ ہے کہ اس کے متعلق حکایت کی گئی ہے کہ جب دولت عباسیہ ظاہر ہوئی اور بنی امیہ اور ان کے شیعوں میں سے قتل کئے گئے جو قتل کئے گئے، اور جو ان میں سے بچ گیا وہ بھاگ گیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ ذات الزیتون میں تھا۔ وہاں سے فلسطین کی طرف بھاگ گیا۔ وہ اور اس کا غلام بدر دونوں خبروں کا تجسس کرتے رہے۔ پھر اس سے حکایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا: جب ہمیں امان دی گئی پھر نہر ابی فطرس پر ہم سے نکث عہد کیا گیا اور ہمارے خون مباح کئے گئے تو ہمارے پاس خبر آئی۔ میں لوگوں سے الگ تھا۔ میں اپنی قیام گاہ پر مایوسانہ واپس ہوا۔ میں نے غور کیا کہ کیا چیز میرے اور میرے اہل کے لئے مناسب ہے۔ میں ڈرتا ہوا نکلا حتیٰ کہ الفرات کے کنارے ایک قریہ پر پہنچا جہاں درخت اور غیاض تھے۔ اس اثنا میں کہ میں ایک دن وہاں تھا اور میرا بیٹا سلیمان میرے آگے کھیل رہا تھا اور اس کی عمر اس زمانہ میں چار برس کی تھی وہ باہر نکل گیا۔ پھر وہ بچہ مکان کے دروازہ سے روتا ہوا اور سہما ہوا داخل ہوا اور مجھ سے چمٹ گیا۔ میں اس کو الگ کرتا تھا

اور وہ مجھ سے چمٹ جاتا تھا۔ میں نکلا تاکہ دیکھوں، کیا دیکھتا ہوں کہ خوف قریہ پہ اترا ہوا ہے، سیاہ پرچم لہرا رہے ہیں اور میرا ایک نوعمر بھائی مجھ سے کہتا ہے النجاہ النجاہ یہ سیاہ پرچم ہیں۔ میں نے وہ دینار لئے جو میرے ساتھ تھے۔ اور اپنے تئیں اور اپنے بھائی کو بچایا۔ اور اپنی بہنوں کو بتا دیا کہ میں کدھر جاتا ہوں اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے پاس میرے غلام کو جلدی بھیج دیں۔ سواروں نے قریہ کو گھیر لیا مگر وہ میرا کوئی نشان نہ پا سکے۔ میں اپنے جاننے والوں میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور میرے کہنے پر اس نے میرے لئے جانور اور ضروری سامان خریدا۔ لیکن اس کے ایک غلام نے عامل کو میری خبر کر دی۔ وہ میری تلاش میں اپنے سواروں سمیت آ پہنچا۔ ہم پیادہ پا نکل کر بھاگے، سوار ہمیں دیکھ رہے تھے۔ ہم الفرات کے کنارے باغوں میں گھس گئے لیکن ہم سے پہلے سوار الفرات پر پہنچ گئے۔ ہم دریا میں تیرنے لگے، میں بچ نکلا، سوار ہمیں پکارتے رہے کہ تمہیں امان ہے لیکن میں نہ پلٹا۔ میرا بھائی الفرات کے آدھے پاٹ پر پہنچ کر تیرنے سے عاجز ہو گیا، وہ امان کے ساتھ ان کی طرف پلٹ گیا اور انہوں نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا، اور میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ تیرہ برس کا تھا۔ میں یہ حال دیکھ کر کانپ اٹھا۔ پھر میں اپنی سیدھ میں چل پڑا۔ اور ایک گھنی جھاڑی میں چھپ گیا حتیٰ کہ میری تلاش چھوڑ دی گئی۔ میں نے مغرب کا قصد کیا اور افریقہ پہنچا۔"

پھر اس کی بہن ام الاصبغ نے اس کے غلام بدر کو بھیجا۔ اس کے ساتھ اس کے لئے خرچ کا روپیہ اور ایک جوہر تھا۔ جب وہ افریقیہ پہنچ گیا تو عبدالرحمن بن حبیب بن ابی عبیدۃ الفہری۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یوسف امیر الاندلس کا باپ تھا اور یہ عبدالرحمن افریقیہ کا عامل تھا۔ اس کی تلاش کے پیچھے پڑا۔ اور اس پر سختی کی۔ یہ اس سے بھاگا اور مکناسہ پہنچا۔ جہاں کے باشندہ بربر کی ایک جماعت تھی۔ یہاں اس کو ان سے ایسی سختیاں پہنچیں جن کا ذکر طویل ہے۔ پھر وہ ان کے پاس سے بھاگا اور نفزاوہ پہنچا جو اس کی ننھیال تھی، بدر اس کے ساتھ تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ زناتیین میں سے ایک قوم کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں نے اسے اچھی طرح قبول کیا۔ اور اسے ان میں اطمینان حاصل ہوا۔ پھر وہ اہل الاندلس میں سے

اہل یمن کے ساتھ مکاتبت کی تدبیر کرنے لگا۔ اور ان کو اپنے آنے کی اطلاع دی
اور ان کو اپنی طرف دعوت دی۔ اور اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا اس زمانہ میں
امیر الاندلس یوسف بن عبد الرحمٰن الفہری تھا۔ بدر اس کے پاس پہنچا اور اس کو عبد الرحمٰن
کے حال کی خبر دی اور اس کو عبد الرحمٰن کی طرف دعوت دی۔ اس نے عبد الرحمٰن کو قبول
کیا۔ اس کے لئے جہاز بھیجا جس میں تمام بن علقمہ اور وہب بن الاصفر اور شاکر بن
ابی الاسط تھے۔ یہ اس کے پاس پہنچے اور اس کو یوسف کی اطاعت کی خبر پہنچائی اور
اس کو لے کر الاندلس واپس آئے۔ اس نے ماہ ربیع الاول ۱۳۸ھ میں المنکب
پر لنگر ڈالا۔ وہاں اس کے پاس ان کے رؤسا کی ایک جماعت اہل اشبیلیہ میں سے
آئی۔ اہل یمن کے نفوس میں الصمیل اور یوسف الفہری کے خلاف کینہ تھا۔ وہ بھی
اس کے پاس آئے۔ پھر وہ کورہ ریہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے عامل عیسیٰ
بن مساور نے اس سے بیعت کر لی۔ پھر وہ شذونہ گیا جہاں غیاث بن علقمہ
اللخمی نے اس سے بیعت کی۔ پھر وہ مورور گیا جہاں کے عامل ابراہیم بن شجرہ نے
اس سے بیعت کر لی۔ پھر اشبیلیہ گیا جہاں ابو الصباح یحییٰ بن یحییٰ نے اس سے
بیعت کی۔ اس کے بعد وہ قرطبہ کی طرف بڑھا۔ اس کی خبر یوسف کو پہنچی۔ وہ اس وقت
قرطبہ سے نواحی طلیطلہ میں گیا ہوا تھا۔ اسے یہ خبر اس وقت پہنچی جب وہ قرطبہ کی طرف
واپس ہو رہا تھا۔ عبد الرحمٰن قرطبہ کی طرف بڑھا چلا گیا۔ جب وہ قرطبہ پہنچا تو اس نے
اور یوسف نے باہم صلح کے لئے مراسلت کی۔ اس نے یوسف کو دو دن تک دھوکہ
دیا جن میں سے ایک عرفہ کا دن تھا۔ یوسف کے اصحاب میں سے کسی کو شک
باقی نہ رہا کہ صلح استوار ہو چکی ہے۔ وہ کھانا تیار کرانے کی طرف متوجہ ہوا تاکہ
عید اضحیٰ کے دن لوگ دستر خوان پر کھائیں۔ عبد الرحمٰن نے اپنے سوار اور پیدل
مرتب کئے اور اپنے آدمیوں کے ساتھ رات کو چلا اور عید الاضحیٰ کی شب کو جنگ
چھڑ گئی۔ فریقین جمے رہے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا۔ عبد الرحمٰن ایک خچر پر سوار ہو گیا
تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بھاگ رہا ہے۔ جب لوگوں نے اس کو اس طرح
دیکھا تو ان کے نفوس ساکن ہو گئے۔ یوسف کے اصحاب تیزی سے قتل ہوئے۔
یوسف بھاگ گیا۔ الصمیل اپنے خاندان کی جماعت کے ساتھ بھاگا۔ پھر وہ

بھی بھاگ نکلے۔ عبدالرحمٰن کو فتح حاصل ہوئی۔ یوسف نے شکست کھائی اور اس کو مار دیا گیا۔ عبدالرحمٰن قرطبہ کی طرف واپس ہوا۔ یوسف کے حشم قصر سے نکال دئے اور اس کے بعد خود قصر میں داخل ہوا۔ پھر وہ یوسف کی طلب میں چلا جب یوسف کو اس کی خبر ہوئی تو دوسرے رستے سے قرطبہ کی طرف چلا گیا اور اس میں داخل ہوکر اس کے قصر پر قابض ہوگیا اور اپنے تمام اہل اور مال کو لیکر مدینہ البیرہ چلدیا۔ الصمیل مدینہ شوذر چلا گیا تھا۔ یہ خبر عبدالرحمٰن کو پہنچی تو وہ اس طمع سے قرطبہ کی طرف واپس ہوا کہ وہاں یوسف کو جالے گا۔ لیکن جب اسے وہاں نہ پایا تو اس کی طرف جانے کا عزم کیا اور البیرہ کی طرف چلا۔ وہاں الصمیل بھی یوسف سے جا ملا تھا۔ ان دونوں کے پاس ایک جمعیت اکٹھی ہوگئی۔ پھر انھوں نے صلح کے لئے مراسلت کی۔ اور اس بات پر صلح ہوگئی کہ یوسف اور اسکے ساتھی امان پر اتر آئیں اور وہ عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ میں رہے۔ یوسف نے اس کے پاس ابوالاسود محمد اور عبدالرحمٰن اپنے دونوں بیٹوں کو یرغمال کے طور پر رکھا یوسف عبدالرحمٰن کے ساتھ چلا اور جب وہ قرطبہ میں داخل ہوا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

فبینا نسوس الناس والامر امرنا اذا نحن فیھم سوقۃ نتنصف

لوگوں پر ہماری فرمانروائی تھی اور حکم ہمارا ہی حکم تھا لیکن یکبیک ہم ان کے درمیان انصاف خواہ عامی ہوگئے۔

عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنا مستقر بنایا۔ قصر اور مسجد جامع کی تعمیر کی اور اس میں اسّی ہزار درہم صرف کئے۔ لیکن اس کے تمام ہونے سے پہلے مر گیا۔ اس نے جامع مسجدیں بنائیں۔ اس کے خاندان میں سے ایک جماعت اس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ المنصور کے لئے خطبہ میں دعا کرتا تھا۔ ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن سنہ ۱۳۹ھ میں داخل ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں ۱۳۸ھ میں داخل ہوا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اس کے الاندلس میں داخل ہونے کے متعلق اتنا ہی ذکر کافی ہے تاکہ ہم اختصار سے نہ نکل جائیں جس کا ہم نے قصد کیا ہے۔

عبد اللہ بن علی قید ہو گئے

جب سلیمان البصرہ سے معزول ہوا تو اس کا بھائی عبد اللہ بن علی اور اس کے ساتھی المنصور کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ یہ خبر المنصور کو پہنچی تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ، علی بن عبد اللہ کے دونوں بیٹوں کو عبد اللہ کے روانہ کرنے کا حکم بھیجا۔ دونوں کو عبد اللہ کے لئے امان دی اور ان پر زور دیا کہ وہ اس پر عمل کریں۔ سلیمان اور عیسیٰ، عبد اللہ اور اس کے قواد کو لے کر نکلے حتیٰ کہ المنصور کے پاس ذی الحجہ میں پہنچ گئے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ کے لئے حاضری کی اجازت دی وہ اس کے پاس داخل ہوئے اور اسے عبد اللہ کے حاضر ہونے کی خبر دی اور اس سے درخواست کی کہ اسے حاضر ہونے کی اجازت دے۔ اس نے قبول کیا اور ان دونوں کو باتوں میں مشغول رکھا۔ اس نے عبد اللہ کے لئے اپنے قصر میں ایک مکان تیار رکھا تھا۔ سلیمان اور عیسیٰ کے آنے کے بعد اس نے حکم دیا کہ اسے وہاں لے جایا جائے اور اس کے ساتھ یہی کیا گیا۔ پھر المنصور اٹھا، اس نے سلیمان اور عیسیٰ سے کہا کہ عبد اللہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جب وہ نکلے تو انہوں نے عبد اللہ کو نہیں پایا، اس سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ قید کر دیا گیا۔ وہ المنصور کے پاس آئے اور اس کو اس عمل سے روکا۔ اس موقع پر ان لوگوں سے جو عبد اللہ کے اصحاب میں سے وہاں حاضر تھے ان کی تلواریں لے لی گئیں اور وہ قید کر دئے گئے۔ خفاف بن منصور ان کو پہلے سے ڈرا رہا تھا اور ان کے ساتھ اپنے آنے پر نادم ہو رہا تھا۔ اس نے کہا: اگر تم میری بات مانتے تو ہم ابو جعفر پر یکبارگی ٹوٹ پڑتے کیوں کہ خدا کی قسم اس کے اور ہمارے درمیان کوئی حائل نہ ہوتا کہ ہم اس کے پاس جائیں۔ نہ کوئی ہمیں روک سکتا حتیٰ کہ ہم اسے قتل کر دیتے اور اپنی جانیں بچا لیتے۔ لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ جب ان کی تلواریں لے لی گئیں اور وہ قید کر دئے گئے تو خفاف اپنی ڈاڑھی میں اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر تھوکنے لگا۔ پھر المنصور نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے قتل کرنے کا حکم دیا اور بعض کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیجا جہاں اس نے انہیں قتل کر دیا۔

چند حوادث

سلیمان بن علی البصرہ کی امارت سے معزول کیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سنہ ۱۴۰ھ میں معزول کیا گیا۔ وہاں سفیان بن معاویہ رمضان میں عامل بنایا گیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عباس بن محمد بن علی نے حج کیا۔ مکہ اور المدینہ اور الطائف پر زیاد بن عبید اللہ الحارثی تھا۔ الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ البصرہ پر سفیان بن معاویہ، اس کی قضا پر سوار بن عبد اللہ۔ اور خراسان پر ابو داؤد۔

اسی سال عبد ربہ سعید بن قیس الانصاری نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔ اسی سال علی بن عبد الرحمٰن مولیٰ الحرقہ، محمد بن عبید بن عبد الرحمٰن ابی صعصعۃ المازنی، اور یزید بن عبد اللہ بن شداد بن الہاد اللیثی نے بھی وفات پائی۔ محمد کی موت الاسکندریہ میں ہوئی۔

پھر سنہ ۱۴۰ھ شروع ہوا

ابو داؤد عامل خراسان کی موت اور خراسان پر عبد الجبار کی ولایت

اس سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم الذہلی عامل خراسان ہلاک ہوا۔ اس کے ہلاک ہونے کا سبب یہ ہوا کہ لشکر میں سے کچھ لوگوں نے اس پر شورش کی، وہ کشماہن میں تھا۔ لوگ رات کے وقت وہاں پہنچ گئے جہاں وہ تھا۔ وہ ایک دیوار پر چڑھ گیا۔ اور ایک اینٹ کے کونے پر کھڑا ہو گیا جو دیوار میں سے نکلی ہوئی تھی اور اپنے آدمیوں کو پکارنے لگا تاکہ اس کی آواز پہچانیں۔ صبح کے قریب وہ اینٹ ٹوٹ گئی، وہ نیچے گر گیا۔ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور نماز عصر کے قریب وہ مر گیا۔ عصام، اس کا صاحب شرطہ اس کے بعد قائم ہوا حتیٰ کہ عبد الجبار بن عبد الرحمٰن الازدی عامل خراسان ہو کر پہنچا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے قائدین میں سے ایک جماعت کو

پکڑ لیا جن پر اس نے علیؓ ابن ابی طالب کی اولاد کی طرف دعوت دینے کا الزام لگایا تھا ان میں مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا، اور ابو المغیرہ خالد بن کثیر مولی بنی تمیم عامل قوہستان اور الحریش بن محمد الذہلی۔ اور ابو داؤد کا ابن عم تھا۔ شامل تھے۔ اس نے ان کو قتل کیا اور ان کے سوا ایک جماعت کو قید کیا۔ اس نے ابو داؤد کے عمال پر ان اموال کے استخراج کے لئے جو ان کے پاس تھے زور دیا۔

یوسف الفہری کا قتل

اس سال یوسف الفہری نے، جو امیر الاندلس تھا، عبد الرحمٰن الاموی سے نقض عہد کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد الرحمٰن اس پر ایسے لوگ کھڑے کرتا تھا جو اس کی اہانت کرتے اور اس سے اس کی املاک میں جھگڑتے تھے۔ جب وہ حجت شرعیہ ظاہر کر دیتا تو وہ اس پر عمل نہ کرتا۔ اس سے اس نے سمجھ لیا کہ اس کے متعلق کیا ارادہ کیا گیا ہے۔ اس نے ماردہ کا قصد کیا، اس کے پاس بیس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ وہ عبد الرحمٰن کی طرف چلا۔ عبد الرحمٰن بھی قرطبہ سے اس کی طرف نکلا اور حصن مدور کی طرف روانہ ہوا۔ پھر یوسف نے مناسب سمجھا کہ عبد الملک بن عمر بن مروان کی طرف جائے جو اشبیلیہ پر والی تھا۔ اور اس کے بیٹے عمر بن عبد الملک کی طرف جو مدور پر تھا وہ ان کی طرف گیا۔ وہ دونوں اس کے مقابلہ پر نکلے، دونوں کی اس سے شدید بھیڑ ہوئی، اور سخت جنگ کی، فریقین نے صبر سے کام لیا۔ آخر میں یوسف کے اصحاب نے شکست کھائی، ان میں سے خلق کثیر قتل ہوئی۔ یوسف بھاگ نکلا اور ملک میں آوارہ پھرتا رہا۔ پھر اس کے اصحاب میں سے کسی نے رجب سنہ ۱۴۲ھ میں اسے نواحی طلیطلہ میں قتل کر دیا، اور اس کا سر عبد الرحمٰن کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قرطبہ میں اسے نصب کر دیا۔ اور اس کے بیٹے عبد الرحمٰن بن یوسف کو بھی جو اس کے پاس بطور یرغمال تھا، قتل کر کے اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے ساتھ نصب کر دیا۔ ابو الاسود بن یوسف عبد الرحمٰن الاموی کے پاس بطور رہین رہا۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔ رہا الصمیل تو جب یوسف قرطبہ سے بھاگا تو وہ اس کے ساتھ نہیں بھاگا۔ امیر عبد الرحمٰن نے

اسے بلایا اور یوسف کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا ''یوسف نے مجھے اپنے معاملہ کی خبر نہیں دی۔ میں اس کا حال نہیں جانتا۔ عبدالرحمٰن نے کہا ''تیرے لئے ناگزیر ہے کہ تو اس کی خبر دے''۔ اس نے کہا ''اگر وہ میرے دونوں پیروں کے نیچے ہوتا تب بھی میں اپنے پاؤں اس پر سے نہ اٹھاتا۔ عبدالرحمٰن نے اس کو یوسف کے دونوں بیٹوں سمیت قید کر دیا جب وہ دونوں قید سے بھاگے تو اس نے ہرب و فرار سے کراہت کی اور قید ہی میں رہا۔ اس کے بعد اس کے پاس مصر کے مشائخ داخل کئے گئے اور انھوں نے اس کو مردہ پایا۔ اور اس کے پاس ایک پیالہ تھا جو منتقل کر دیا گیا۔ اس پر انھوں نے کہا ''اے ابو محمد الحسن! ہمیں معلوم ہو گیا کہ تو نے خود نہیں پیا بلکہ تجھے پلایا گیا۔ اور اسے اس کے خاندان والوں کے حوالے کر دیا گیا جنھوں نے اسے دفن کر دیا۔

چند حوادث

اسی سال جلیقیہ کا بادشاہ اذفنش ہلاک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا تدویلہ حکمران ہوا جو اپنے باپ سے زیادہ شجاع اور اس سے بہتر فرمان روا اور ملک کا انتظام کرنے والا تھا۔ اس کا باپ اٹھارہ برس بادشاہ رہا۔ جب اس کا بیٹا بادشاہ ہوا تو اس کی حکومت قوی اور سلطنت بزرگ ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک کی سرحدوں سے نکال دیا۔ شہر لک اور شہر طفاال اور شلمنقہ اور شمورہ اور ایلہ اور شقوبیہ اور قشتیالہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب الاندلس میں ہیں۔ اسی سال المنصور نے اپنے بھتیجے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام اور حسن بن قحطبہ کو ستر ہزار سپاہ کے ساتھ ملطیہ بھیجا۔ وہ وہاں اترے اور رومیوں نے وہاں جو کچھ برباد کیا تھا اسے تعمیر کیا۔ اس کی تعمیر سے چھ مہینے میں فارغ ہوئے۔ حسن نے اس میں بڑا کام کیا۔ المنصور نے وہاں چار ہزار فوج آباد کی اور اس میں بہت ہتھیار اور ذخائر رکھے۔ اور حصن قلوذیہ تعمیر کیا۔ جب ملک الروم نے عبدالوہاب اور حسن کے ملطیہ کی طرف روانہ ہونے کی خبر سنی تو وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ ان کی طرف چلا۔ اور جیحان پر اترا۔ پھر اسے مسلمانوں کی کثرت کی اطلاع ملی اور وہ واپس چلا گیا۔ جب ملطیہ تعمیر ہو گیا تو وہاں کے باشندوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

اس سال المنصور نے حج کیا اور الحیرہ سے احرام باندھا۔ جب اس نے اپنا حج ادا کر لیا تو بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے الرقہ گیا اور وہاں المنصور بن جعونۃ العامری کو قتل کیا۔ پھر ہاشمیۃ الکوفہ کی طرف واپس آیا۔ یہاں المنصور نے حکم دیا کہ مدینۃ المصیصہ کو جبرئیل بن یحییٰ سے تعمیر کرایا جائے جس کی فصیل زلزلہ سے پھٹ گئی تھی اور اس کے باشندے کم رہ گئے تھے فصیل بنا دی گئی۔ اور اس نے اس کا نام المعمورہ رکھا۔ وہاں ایک مسجد جامع بنائی اور وہاں کے لئے ایک ہزار آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور اس کے سابق باشندوں میں سے اکثر کو وہاں آباد کر دیا۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ۔ عمرو بن یحییٰ بن ابی الحسن الانصاری۔ عمارہ بن غزیۃ الانصاری۔ یہ ثقہ تھے۔ ابو العلاء ایوب القصاب۔ ابو جعفر محمد بن عبداللہ الاسکافی یہ معتزلہ کے متکلمین اور ان کے ائمہ میں سے تھا۔ اور اس کا ایک طائفہ ہے جو اس کی طرف منسوب ہے اسماء بن خارق اور حمزہ بن اسماء۔

پھر سنہ ۱۴۱ شروع ہوا۔

الراوندیہ کا خروج

اس سال الراوندیہ نے المنصور پر خروج کیا۔ یہ خراسان کی ایک قوم تھی جو ابو مسلم صاحب الدعوۃ کی رائے پر تھی۔ تناسخ ارواح کی قائل تھی اور اس کا خیال تھا کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں ہے۔ ان کا رب جو انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے وہ المنصور ہے اور یہ کہ الہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے۔ جب وہ ظاہر ہوئے تو المنصور کے قصر پر آئے اور کہا یہ ہمارے رب کا قصر ہے۔ المنصور نے ان کے رؤسا کو پکڑ لیا۔ اور ان میں سے دو سو کو قید کر دیا۔ ان کے ساتھی بگڑ گئے۔ اور انہوں نے ایک نعش بنائی اور اس کو تخت پر لٹایا حالانکہ نعش میں کچھ بھی نہ تھا اور اس کو لے کر چلے حتیٰ کہ قید خانہ کے دروازہ پر پہنچ گئے پھر نعش کو پھینک دیا اور لوگوں پر حملہ کیا۔ قید خانہ میں گھس گئے اور اپنے آدمیوں کو نکال لائے۔ اور المنصور کا قصد کیا۔ وہ اس وقت چھ سو آدمی تھے۔ لوگ چیخ پکار کرنے لگے شہر

کے دروازے بند کر دیے گئے۔ کوئی اندر داخل نہ ہو سکا۔ المنصور قصر سے پیدل نکلا کیونکہ قصر میں کوئی جانور نہ تھا۔ (اس کے بعد سے وہ اپنے ساتھ قصر میں جانور رکھنے لگا) جب المنصور قصر سے نکلا تو اس کے لئے جانور لایا گیا۔ وہ اس پر سوار ہوا اور ان کی طرف چلا۔ انہوں نے اس پر کثرت سے ہجوم کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ اسے قتل کر دیتے۔ اس وقت معن بن زائدہ الشیبانی آیا۔ یہ اب تک المنصور سے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ سے مل کر جنگ کی تھی۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں المنصور کو اس کی بہت تلاش تھی۔ اور اس نے معن کے لانے کے لئے بہت سے مال کا انعام مقرر کیا تھا۔ جب یہ دن آیا تو وہ ڈھاٹا باندھے ہوئے المنصور کے پاس آیا اور لوگوں سے لڑا۔ سخت جنگ کی اور بڑی بہادری دکھائی۔ المنصور اس وقت ایک خچر پر سوار تھا۔ اور اس کی لگام اس کے حاجب ربیع کے ہاتھ میں تھی۔ معن آیا اور ربیع سے بولا: ہٹ جا کیونکہ میں اس وقت اس لگام کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں اور تجھ سے بڑھ کر قابلیت رکھتا ہوں۔ المنصور نے کہا: سچ کہا۔ تو لگام اس کو دیدے۔ تو وہ برابر لڑتا رہا حتیٰ کہ حال درست ہو گیا اور الراوندیہ پر فتح ہوئی۔ المنصور نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: اے امیر المومنین! جس کی آپ کو تلاش تھی۔ معن بن زائدہ۔ المنصور نے اس سے کہا: اللہ نے تجھے تیری جان اور تیرے مال اور تیرے اہل کے لئے امان دی۔ تجھ جیسے آدمی احسان سے اپنے بنائے جاتے ہیں۔ ابو نصر مالک بن الہیثم آیا اور المنصور کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا: آج میں دربان ہوں۔ اور بازار والوں میں ندا کر دی انہوں نے تیر برسائے اور ان سے جنگ کی۔ شہر کا دروازہ کھولا گیا اور لوگ داخل ہوئے۔ پھر خازم بن خزیمہ آیا اور اس نے ان پر حملہ کیا حتیٰ کہ ان کو دیوار تک ہٹا دیا۔ پھر انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو دو دفعہ ہٹایا۔ خازم نے الہیثم بن شعبہ سے کہا: جب یہ ہم پر پلٹ کر حملہ کریں تو تو ان سے آگے دوڑ کر دیوار تک جا پہنچیو اور جب وہ پلٹیں تو ان کو قتل کر دیجیو۔ انہوں نے خازم پر حملہ کیا۔ وہ ان کے مقابلے سے ہٹا۔ الہیثم ان کے پیچھے جا پہنچا۔ اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔ اس دن ان کے سامنے عثمان بن نہیک آیا۔ وہ اس نے نصیحت کیا۔ لیکن جب وہ

واپس ہوا تو الفضولیہ نے اس کے تیر مارا جو اس کے شانوں کے بیچ میں لگا۔ وہ چند روز بیمار رہا اور اسی میں مر گیا۔ المنصور نے اس پر نماز پڑھائی اور اپنے حرس پر اس کے بعد عیسیٰ بن نہیک کو مقرر کیا اور وہ مرتے دم تک اس کے حرس پر رہا۔ اس کے بعد المنصور نے ابو العباس الطوسی کو حرس پر مقرر کیا اور یہ سب مدینۃ الہاشمیہ میں ہوا۔ جب المنصور نے نماز پڑھ لی تو شام کے کھانے کے لئے دعوت دی۔ معن کو بلایا اور اس کا درجہ بلند کیا۔ اپنے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا: اے ابو العباس! کیا تم نے نہایت شدید آدمی دیکھے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ المنصور نے کہا: اگر تم آج معن کو دیکھتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ یہ انہی میں سے ایک ہے۔ معن بولا واللہ یا امیر المومنین! جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو بزدل تھا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ آپ ان کو کس قدر حقیر سمجھ رہے تھے اور ان پر کس شدت کے ساتھ بڑھ رہے تھے تو میں نے وہ چیز دیکھی جو کبھی کسی جنگ میں نہیں دیکھی تھی۔ اس سے میرا قلب مضبوط ہو گیا اور اس نے مجھے اس چیز پر اکسایا جو آپ نے مجھ سے دیکھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معن اس لڑائی کی وجہ سے جو اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مل کر اس سے کی تھی۔ المنصور سے چھپا ہوا تھا اور اس بات پر آمادہ ہو رہا تھا کہ امان طلب کرے۔ جب الراوندیہ نے خروج کیا تو معن آیا اور دروازہ پر کھڑا ہوا۔ المنصور نے ابو الخصیب سے پوچھا: دروازہ پر کون ہے؟ اس نے کہا: معن بن زائدہ۔ المنصور نے کہا: عرب کا آدمی مضبوط دل والا۔ جنگ سے واقف اور کریم الحسب ہے اسے بلا لو۔ جب وہ داخل ہوا تو المنصور نے کہا: کہو معن کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں منادی کرا دیں اور ان کیلئے اموال کا حکم دیں۔ المنصور نے کہا: آدمی اور اموال کہاں ہیں؟ کون اپنے تئیں ان گیروں کے سامنے پیش کرنے کے لئے بڑھتا ہے؟ اے معن تو کیوں بات بناتا ہے۔ رائے یہ ہے کہ نکلوں اور لوگوں کے سامنے کھڑا ہو جاؤں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گے تو جنگ کریں گے اور میری طرف پلٹ آئیں گے اور اگر میں ٹھہرا رہا تو وہ کمزوری دکھائیں گے اور ایک دوسرے کو چھوڑ دیں گے۔ معن نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا: نہیں اے امیر المومنین۔ اس صورت میں تو آپ اسی وقت قتل کر دئے جائیں گے

میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجئے" اور ابو خصیب نے بھی اسی کی منت کی۔ لیکن المنصور نے ان دونوں سے اپنا کپڑا کھینچا اور اپنے جانور پر سوار ہوا اور نکل گیا۔ معن اس کے جانور کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ اور ابو خصیب اس کی رکاب کے ساتھ تھا۔ اس کے سامنے ایک آدمی آتا اور معن اسے قتل کرتا۔ حتیٰ کہ اس نے اسی حال میں چار آدمی قتل کر دئے۔ اس کے گرد لوگ جمع ہونے لگے۔ گھڑی بھر گزری تھی کہ اس نے ان کو فنا کر دیا۔ پھر معن غائب ہو گیا۔ المنصور نے ابو خصیب سے اس کی نسبت دریافت کیا۔ اس نے کہا: میں اس کی جگہ سے ناواقف ہوں۔ المنصور نے کہا: کیا معن یہ گمان کرتا ہے کہ میں اس آزمائش کے بعد بھی اس کا گناہ نہ بخشوں گا اسے امان دے اور میرے پاس لا۔ وہ اسے المنصور کے پاس لایا۔ المنصور نے اسے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور اسے یمن کا والی مقرر کیا۔

خراسان میں عبدالجبار کی بغاوت

اور

اس کی طرف المہدی کا شخوص

اس سال عبدالجبار بن عبدالرحمن عامل خراسان المنصور کی اطاعت سے نکل گیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عبدالجبار کو جب المنصور نے خراسان پر عامل مقرر کیا تو اس نے قواد کی طرف توجہ کی۔ اور ان میں سے بعض کو قتل اور بعض کو قید کیا یہ بات المنصور کو پہنچی۔ اور اس کے پاس ان میں سے بعض کا خط آیا۔ اس پر اس نے ابو ایوب سے کہا: عبدالجبار نے ہمارے شیعہ کو فنا کر دیا۔ اس نے جو یہ کیا ہے تو اس کی وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ خلع طاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا: آپ اس کو یہ لکھئے کہ میں روم پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو میرے پاس خراسان کے لشکر بھیج اور ان پر ان کے شہسواروں اور سرداروں کو مامور کر۔ جب وہ وہاں سے نکل آئیں گے تو آپ اس کی طرف جس کو چاہیں بھیج دیجئے گا۔ کیونکہ پھر وہ اس کو نہیں روک سکیگا۔ المنصور نے اس کو یہی لکھا۔ اس نے جواب دیا کہ ترک

نے شورش کر رکھی ہے۔ اگر آپ نے لشکر جدا کر دیئے تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا۔
المنصور نے یہ خط ابو ایوب کے آگے ڈال دیا۔ اور اس سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے
کہا: اب تو اس نے آپ کو خود موقع دے دیا۔ آپ اسے لکھئے کہ خراسان دوسرے علاقوں
سے زیادہ اہم ہے۔ میں تیری طرف فوجیں بھیجتا ہوں۔ اور آپ ان کی طرف فوجیں
بھیجئے۔ تاکہ وہ خراسان جائیں اگر اس نے خلع طاعت کا قصد کیا تو وہ اس کی گردن
پکڑ لیں گی۔ جب اس مضمون کا خط عبد الجبار کے پاس پہنچا تو اس نے جواب دیا کہ خراسان
کا حال ایسا کبھی خراب نہیں ہوا جیسا اس سال خراب ہوا ہے۔ اگر یہاں لشکر آئے تو
وہ تنگی سے ہلاک ہو جائیں گے۔ جو یہاں گرانی کی وجہ سے پڑی ہے۔ المنصور کے پاس
جب یہ خط پہنچا تو اس نے ابو ایوب کے سامنے خط ڈال دیا۔ اس نے کہا: اب اس نے
اپنی حقیقت کھول دی۔ اور وہ باغی ہو گیا۔ اب اس سے مناظرہ نہ کیجئے۔ المنصور نے
اپنے بیٹے المہدی کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ الرے میں اترے۔ المہدی ادھر گیا۔ اس نے
خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے عبد الجبار سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر المہدی
روانہ ہوا اور نیشاپور پر اترا۔ یہ خبر جب اہل مرو الروذ کو پہنچی تو وہ عبد الجبار
کی طرف گئے۔ اس سے جنگ کی۔ اور سخت مقابلہ کیا۔ وہ ان سے شکست کھا کر
بھاگا۔ اور ایک نہر کے کنارہ نشیب کی جگہ پناہ لی اور وہاں چھپ گیا۔ پھر اہل مرو الروذ
بجانب سے المجشر بن مزاحم اس کی طرف عبور کر گیا اور عبد الجبار کو اس نے گرفتار
کر لیا۔ جب خازم آیا تو المجشر عبد الجبار کو اس کے پاس لایا۔ اس نے عبد الجبار
کو صوف کا جبہ پہنایا۔ اس کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف
کیا اور اس کو المنصور کے پاس لایا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اصحاب
بھی تھے۔ المنصور نے ان پر عذاب کا سلسلہ شروع کیا حتی کہ ان سے اموال اگلوائے
پھر اس نے حکم دیا اور عبد الجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور اس کی گردن
ماری گئی۔ اس کے بیٹے کو دھلک لے جانے کا حکم دیا گیا جو الیمن کے پاس ایک جزیرہ
ہے۔ اور وہ وہیں رہا حتی کہ وہاں والوں پر اہل الہند نے چھاپہ مارا۔ اور جن لوگوں
کو پکڑ کر لے گئے ان میں وہ بھی تھے۔ اس کے بعد وہ انہیں کھینچ کر لے گئے۔ ان میں
سے جو لوگ بچ گئے ان میں عبد الرحمن بن عبد الجبار تھا۔ جو خلفا کی صحبت میں

رہا۔ اور سنہ ۱۷۰ھ میں الرشید کے ایام میں مرا۔ بعض کہتے ہیں عبدالجبار کا مارا جانا سنہ ۱۴۲ھ کے ربیع الاول میں اور بقول بعض سنہ ۱۴۱ھ میں ہوا۔

طبرستان کی فتح

جب المہدی نے عبدالجبار پر بغیر محنت و جنگ آزمائی فتح پائی تو المنصور نے پسند نہ کیا کہ یہ مصارف بیکار یونہی برداشت کئے جائیں جو اس نے المہدی پر کئے تھے۔ اس نے المہدی کو لکھا کہ طبرستان پر چڑھائی کرے اور الری پر اترے ابوالخصیب اور خازم بن خزیمہ اور فوجوں کو الاصبہبذ کی طرف بھیجے۔ الاصبہبذ اس زمانہ میں دنباوند کے بادشاہ مصمغان سے برسر جنگ تھا اور اس کے سامنے لشکر ڈالے پڑا تھا۔ جب اسے خبر پہنچی کہ لشکر اس کے ملک میں گھس آئے ہیں اور ابوالخصیب داخل ہوا ہے تو وہ اس کی طرف چلا۔ مصمغان نے الاصبہبذ سے کہا جب وہ تجھے مغلوب کر لیں گے تو میری طرف بڑھیں گے۔ وہ سب مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے مل گئے۔ الاصبہبذ اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کی۔ ان جنگوں نے طول کھینچا۔ المنصور نے عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا۔ یہ وہی ہے جس کے حق میں شاعر کہتا ہے:

اذا ایقظتک حروب العدی فنبہ لہا عمرا ثم نم

اگر دشمنوں کی جنگ آزمائیاں تجھے بیدار کر دیں تو عمرو کو بیدار کر دے وہ ان سے نمٹ لے گا اور تو آرام سے سو جا۔

وہ بلاد طبرستان سے واقف تھا۔ اس نے فوجیں لیں اور الرویان کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا۔ قلعہ علق اور اس میں جو کچھ تھا لے لیا۔ جنگ طویل ہوئی تو خازم لڑتے چلا گیا اور طبرستان فتح ہو گیا۔ ان میں سے بہت مارے گئے الاصبہبذ اپنے قلعہ میں چلا گیا۔ اور اس نے اس بات پر امان طلب کی کہ وہ قلعہ ان چیزوں سمیت جو اس میں ہیں تسلیم کر دے گا۔ المہدی نے اس کے متعلق المنصور کو لکھا۔ المنصور نے صالح صاحب المصلی کو بھیجا ان لوگوں نے ان سب چیزوں کا احصا کیا جو قلعہ میں تھیں اور وہ واپس ہوئے۔ الاصبہبذ دیلم

یہاں سے بلاد جیلان میں داخل ہوا اور وہیں مرا۔ اس کی بیٹی پکڑی گئی وہی ابراہیم بن عباس بن محمد کی ماں ہے۔ پھر لشکروں نے مصمغان کے شہر کا رخ کیا اور اس پر فتح پائی یہاں البحیرہ ہاتھ آئی جو منصور بن المہدی کی ماں ہے۔

چند حوادث

اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی کو المدینہ اور الطائف سے معزول کیا گیا۔ المدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری رجب میں عامل مقرر ہوا الطائف اور مکہ پر الہیثم بن معاویہ العتکی اہل خراسان میں سے مقرر ہوا۔

اسی سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی جو المنصور کی شرط پر تھا اور مصر و الہند کا والی تھا۔ ہندوستان پر اس کا نائب اس کا بیٹا عیینہ تھا۔ مصر سے موسیٰ معزول کر دیا گیا اور اس کا والی محمد بن الاشعث مقرر کیا گیا۔ اور اس کے معزول ہونے پر نوفل بن محمد بن الفرات کا تقرر ہوا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ صالح بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے حج کیا۔ وہ الشام کا والی تھا۔

الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ، اور البصرہ پر سفیان بن معاویہ اور خراسان پر المہدی۔ اور وہاں اس کا نائب السری بن عبد اللہ تھا اور الموصل پر اسمٰعیل بن علی۔

اس سال سعد بن سعید۔ یحییٰ بن سعید الانصاری کے بھائی اور ابان بن تغلب القاری نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۴۲ھ شروع ہوا۔

عیینہ بن موسیٰ بن کعب کا خلع

اس سال عیینہ بن موسیٰ نے السندھ میں بغاوت کی۔ اور وہ وہاں کا عامل تھا اسکے خلع کا سبب یہ ہوا کہ اس کے باپ نے المسیب بن زہیر کو شرط پر اپنا نائب بنایا تھا۔ جب وہ مر گیا تو المسیب اس عہدہ پر قائم ہو گیا جو شرط پر موسیٰ کو حاصل تھا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں المنصور عیینہ کو بلا کر اسے عہدہ پر مقرر نہ کر دے جو

اس کے باپ کا عامل تھا، اس نے عیینہ کو ایک شعر لکھ بھیجا اور اس خط کو اپنی طرف منسوب نہ کیا، شعر یہ تھا۔

فارض بارضک ان تاتنا تنم نومۃ لیس فیہا حلم

اپنی حد میں رہو ، اپنی حد میں رہو ، ہماری حد میں قدم رکھا تو یاد رکھو ایسی نیند سوئے گا جس میں خواب نظر نہیں آتے۔

اس نے اطاعت چھوڑ دی۔ یہ خبر جب المنصور کو پہنچی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ چلا حتیٰ کہ البصرہ کے پل پر اترا۔ اور عمر بن حفص بن ابی صفرہ العتکی کو السندھ والہند پر مقرر کیا۔ عیینہ نے اس سے جنگ کی وہ چلا حتیٰ کہ السندھ پہنچ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

الاصبہبذ کا نقض عہد

اس سال الاصبہبذ نے طبرستان میں وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا۔ اس کے ملک میں جو مسلمان تھے ان کو اس نے قتل کر دیا۔ یہ خبر جب المنصور کو پہنچی تو اس نے اپنے مولیٰ ابو الخصیب اور خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو بھیجا۔ یہ اس کے قلعہ کا محاصرہ کئے رہے۔ اور وہ قلعہ میں تھا۔ جب ان پر قیام طویل ہوا تو ابو الخصیب نے مکر کی سوجھی اور اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ مجھے مارو۔ اور میرا سر اور میری ڈاڑھی مونڈ دو۔ انھوں نے اس کے ساتھ یہی کیا، پھر وہ الاصبہبذ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے یہ اس لئے کیا گیا کہ انھوں نے مجھ پر شبہ کیا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور اسے خبر دی کہ وہ اس کے ساتھ ہے اور وہ ان کے لشکر کا پوشیدہ راز اس کو بتانے والا ہے۔ الاصبہبذ نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور اس کو اپنے خواص میں داخل کر لیا۔ اور اس پر مہربان ہو گیا ان کے قلعہ کا دروازہ ایک پتھر کا تھا جو نیچے گرا دیا جاتا تھا۔ آدمی کھولنے بند کرنے کے وقت اسے اٹھاتے اور گرا دیتے تھے۔ الاصبہبذ اس پر اپنے بھروسہ کے آدمی باری باری مقرر کرتا تھا۔ جب الاصبہبذ کو ابو الخصیب پر بھروسہ ہو گیا تو اس کو دروازے پر مقرر کر دیا اور اس نے کھولنے بند کرنے کا کام اسکے سپرد کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس سے مانوس

انہوں نے اس پر عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو عامل بنایا۔ اس کی قضا پر عبدالعزیز بن عبد المطلب بن عبد اللہ المخزومی کو، اور اس کے اسلحہ خانہ پر عبدالعزیز بن الدراوردی کو اور اس کی شرطہ پر ابو القلمس عثمان بن ابی عبید اللہ بن عمر بن الخطاب کو اور دیوان عطا پر عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمان بن المسور بن مخرمہ کو مقرر کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ انہوں نے شرطہ پر عبد الحمید بن جعفر کو مقرر کیا، پھر انہیں معزول کر دیا۔ محمد نے محمد بن عبد العزیز کو لکھا: "میں گمان کرتا تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارے ساتھ کھڑے ہو گے۔" انہوں نے معذرت کی اور کہا: "میں ساتھ دوں گا" اور ان سے الگ ہو جاؤں گا۔ محمد مکہ آئے اور یہاں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس آنے سے نہ رہا الا ضحاک بن عثمان بن عبد اللہ بن خالد بن حزام اور عبد اللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبد اللہ بن خالد اور ابو سلمہ بن عبید اللہ بن عبید اللہ بن عمر اور حبیب ابن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر کے۔

اہل مدینہ نے محمد کے ساتھ خروج کے معاملے میں مالک بن انس سے استفتا کیا اور کہا: "ہماری گردنوں میں ابو جعفر کی بیعت ہے۔" مالک نے کہا: "تم نے مجبوراً بیعت کی تھی اور مجبور پر کوئی قسم نہیں ہے۔" لوگ محمد کی طرف دوڑے۔ اور مالک اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔ محمد نے اسمٰعیل بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کو پیغام بھیجا، جو بوڑھے تھے، ان کو اپنی بیعت کی طرف بلایا۔ انہوں نے کہا: "اے ابن اخی! واللہ تم قتل کئے جاؤ گے پھر میں تمہاری بیعت کیسے کر لوں؟" اس پر لوگ کچھ دیر کے لئے ان سے الگ ہو گئے۔ تو معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر نے محمد کی طرف آنے میں جلدی کی، حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل بن عبد اللہ کے پاس آئیں اور ان سے کہا: "اے چچا! میرے بھائی اپنے ماموں کے بیٹے کی طرف دوڑ گئے ہیں۔ اگر تم نے ایسی بات کہی تو لوگ ان سے الگ ہو جائیں گے اور میرے ماموں کا بیٹا اور میرے بھائی مارے جائیں گے۔" مگر اسمٰعیل ان کو محمد کے ساتھ شریک ہونے سے نہ روک سکے۔ کہا جاتا ہے کہ حمادہ نے اسمٰعیل پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ محمد نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ عبد اللہ بن اسمٰعیل نے انہیں روکا۔ اور کہا: "تم میرے باپ کو قتل کرنے کا حکم بھی دیتے ہو اور ان پر نماز بھی پڑھتے ہو۔" لیکن پہرہ والوں نے

عبداللہ کو ہٹا دیا اور محمد نے نماز پڑھی۔

جب محمد ظاہر ہوئے تو محمد بن خالد القسری المدینہ میں ریاح کی قید میں تھا۔ محمد نے اس کو رہا کر دیا۔ ابن خالد کہتا ہے کہ جب میں نے وہ دعوت سنی جس کی طرف محمد نے منبر پر بلایا تھا تو میں نے کہا: یہ دعوت حق ہے۔ واللہ میں اس دعوت میں اخلاص سے جانفشانی کروں گا۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے اس شہر میں خروج کیا ہے۔ واللہ اگر اس کے دروں میں سے ایک درہ پر بھی کوئی کھڑا ہو گیا تو اہل شہر بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔ آپ میرے ساتھ چلیے، اگر اس وقت دس آدمی بھی ہوں تو اس وقت میں ایک لاکھ تلواروں سے اس کو مار لوں گا۔ لیکن محمد نے میری بات نہ مانی۔ اس اثنا میں کہ میں ان کے پاس تھا انہوں نے کہا: ہم نے اچھی متاع میں سے کوئی چیز اس متاع سے بہتر نہیں پائی جو ابن ابی فروہ ابو الخصیب کے داماد کے پاس پائی ہے۔ محمد نے یہ متاع اس سے لوٹ لی تھی۔ محمد بن خالد کہتا ہے میں نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو خیر المتاع دکھا دی گئی۔ پھر میں نے المنصور کو خبر دی کہ محمد کے ساتھ قتل چاہتا ہے۔ محمد نے مجھے پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھے ان کے قتل کے چند روز بعد رہا کیا۔

مدینہ میں آل اویس بن ابی سرح العامری میں سے جو عامر بن لوئی کا ایک بطن ہے، حسین بن صخر نام ایک شخص تھا۔ جب محمد ظاہر ہوئے تو وہ اسی وقت المنصور کی طرف روانہ ہو گیا اور نو دن میں وہاں جا پہنچا۔ رات کے وقت شہر کے دروازہ پر کھڑا ہو کر پکارا، حتیٰ کہ اس کی خبر ہوئی اور اس کو داخل کر لیا گیا۔ ربیع نے کہا: اس وقت تیری کیا حاجت ہے۔ امیر المومنین سوتے ہیں۔ بولا: میرے لئے ان سے ملنا لابد ہے۔ ربیع المنصور کے پاس داخل ہوا اور اس کو حسین بن صخر کی خبر دی اور کہا: وہ ملاقات چاہتا ہے۔ اس نے اجازت دیدی وہ اس کے پاس داخل ہوا اور بولا: اے امیر المومنین! محمد بن عبداللہ نے المدینہ میں خروج کر دیا۔ اس نے کہا: واللہ میں اس کو قتل کر دوں گا، اگر تو سچا ہے۔ مجھے بتا کہ اس کے ساتھ کون کون ہیں؟ اس نے اہل المدینہ اور محمد کے خاندان والوں میں سے ان سرکردہ لوگوں کے نام اسے بتائے جو محمد کے ساتھ تھے۔ المنصور نے کہا:

کیا تو نے اسے دیکھا اور اس کا معائنہ کیا؟ اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا اور معائنہ کیا اور
اس سے گفتگو کی اس حال میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھا تھا۔"
پھر ابو جعفر نے اس کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا جب صبح ہوئی تو عیسیٰ بن موسیٰ کے
غلام سعید بن دینار کا قاصد آیا اور اس نے محمد کے معاملہ کی خبر دی۔ سعید المدینہ میں
اس کے اموال کا منتظم تھا۔ المنصور کے پاس متواتر محمد کی خبریں پہنچیں۔ اس نے اویسی
کو نکالا اور کہا: میں تیرے پیچھے آدمی دوڑاتا ہوں اور تیری مدد کرتا ہوں۔ اور اس کے
لئے نو ہزار درہم کا حکم دیا۔ ایک ہزار درہم ہر دن کے لئے۔ المنصور محمد سے خوفزدہ
ہوا تو حارث المنجم نے اس سے کہا: اے امیر المومنین آپ کو کیا چیز اس سے ڈراتی
ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ زمین کا مالک ہو گیا تو بھی تو ستر دن سے زیادہ نہ رہے گا۔"
المنصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ محبوس تھا، کہ اس شخص
نے خروج کر دیا اگر تیرے پاس کوئی رائے ہے تو ہمیں مشورہ دے۔ وہ المنصور کے
نزدیک صاحب رائے تھا۔ اس نے کہا: محبوس تو محبوس الرائے ہوتا ہے۔ المنصور
نے اسے کہلا بھیجا کہ اگر وہ میرے پاس آ گیا حتیٰ کہ میرے دروازہ کو کھٹکھٹانے
لگا تب بھی میں تجھے نہ نکالوں گا۔ لیکن میں تیرے لئے اس سے بہتر ہوں کہ وہ تیرے
اہل بیت کا مالک ہو۔ عبداللہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تو اسی ساعت چل
کھڑا ہو حتیٰ کہ کوفہ پہنچ اور ان کے اکناف پر چشم لگائے رکھ کیوں کہ وہ اس
خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں۔ پھر اس پر پہرے بٹھا دے۔ جو کوئی وہاں
سے نکلے، خواہ کسی وجہ سے نکلے یا جو شخص داخل ہو خواہ کسی وجہ سے داخل ہو اس کی
گردن اڑا دے۔ سلم بن قتیبہ کو، جو اس وقت الرے میں تھا، اپنے پاس بلا
بھیج اور اہل الشام کو لکھ کہ تیرے پاس بہادر اور مضبوط لوگوں کو فوراً بھیجیں
پھر تو ان کو خوب انعام دے اور ان کو سلم کے ساتھ بھیج۔ اس نے یہی کیا۔ بعض
کہتے ہیں: المنصور نے عبداللہ کے پاس پیغام اس کے بھائیوں کے ہاتھ بھیجا تاکہ
وہ اس سے محمد کے معاملہ میں مشورہ لیں۔ اور ان سے کہا: عبداللہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ
میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے۔ جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے
کہا: کوئی بات ہے جو تم سب میرے پاس آئے ہو۔ حالانکہ تم نے مجھے ایک مدت سے

سے چھوڑ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے امیر المومنین سے اجازت طلب کی تھی، انہوں نے اجازت دے دی۔ اس نے کہا: یہ کوئی بات نہیں۔ بتاؤ کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا: محمد بن عبد اللہ نے خروج کر دیا۔ اس نے کہا: پھر تم نے ابن سلامہ (یعنی المنصور) کو کیا کرتے دیکھا۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم ہم پہنچ گئے تھے۔ اس نے کہا: بخل نے اس کو قتل کر دیا۔ اس نے کہا: اس سے کہو کہ اموال نکالے اور فوجوں کو دے۔ کیوں کہ اگر وہ غالب آیا تو اس کا مال بہت جلدی اس کے پاس واپس آجائے گا۔ اور اگر مغلوب ہوا تو اس کا صاحب کسی دینار اور درہم پر نہ آئے گا۔

جب المنصور کے پاس محمد کے خروج کی خبر آئی تو وہ مدینہ بغداد کی داغ بیل بانسوں سے ڈال چکا تھا۔ وہ الکوفہ کی طرف چلا۔ عبد اللہ بن الربیع بن عبید اللہ بن المدان اس کے ساتھ تھا۔ المنصور نے اس سے کہا: محمد نے المدینہ میں خروج کر دیا۔ اس نے کہا: ہلاک ہو اور ہلاک کر دیا۔ اس نے بغیر سامان اور بغیر آدمیوں کے خروج کیا؟

مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے بیان کیا: میں یوم الزاب میں مروان کے ساتھ کھڑا تھا۔ مروان نے مجھ سے کہا کہ یہ کون ہے جو مجھ سے لڑ رہا ہے؟ میں نے کہا: عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن العباس ہیں۔ بولا: واللہ میں چاہتا تھا کہ علی بن ابی طالب اس کی بجائے مجھ سے جنگ کرتے۔ کیوں کہ اس امر میں علی اور ان کی اولاد کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا وہ شخص بنی ہاشم اور ابن عم رسول اللہ کے سوا کوئی ہے جس کے ساتھ ابن ہاشم کی ہوا اور اہل شام کی مدد ہے؟ اے ابن جعدہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھے کس شے نے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے اپنے بعد عبد اللہ اور عبید اللہ کے لیے ولایت عہد مقرر کی اور عبد الملک کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ عبید اللہ سے بڑا ہے؟ ابن جعدہ نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص اس امر کا والی ہوگا وہ عبد اللہ اور عبید اللہ ہوگا۔ اور عبید اللہ عبد الملک کی بہ نسبت عبد اللہ سے اقرب ہے۔ اس لیے میں نے اس کے لیے ولایت عہد مقرر کی۔" المنصور نے اس سے اس بات کی صحت کی قسم لی، اس نے قسم کھائی، اور وہ اس سے خوش ہوا۔

جب المنصور کو محمد کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس نے ابوایوب اور عبد الملک سے کہا: کیا کوئی شخص ایسا ہے جسے تم صاحب رائے جانتے ہو تاکہ اس کی رائے

ہماری رائے کے ساتھ مل جائے۔ ان لوگوں نے کہا: الکوفہ میں بدیل بن یحییٰ ہے۔ السفاح اس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ المنصور نے اس کے پاس پیغام بھیجا اور کہا: محمد نے مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ اس نے کہا: آپ الاہواز پر فوجیں متعین کر دیجیے۔ اس نے کہا: محمد تو المدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ بولا: یہ تو میں نے سمجھ لیا۔ لیکن الاہواز ہی وہ دروازہ ہے جس سے تم پر آیا جائے گا۔ جب ابراہیم نے البصرہ میں ظہور کیا تو المنصور نے اس سے کہا: یہ بات ہے۔ اس نے کہا: آپ فوراً اس کی طرف فوجیں بھیجیے اور الاہواز کو اس پر مشغول کر دیجیے۔

المنصور نے محمد کے ظہور کے وقت جعفر بن حنظلہ البہرانی سے بھی مشورہ لیا۔ اس نے کہا: فوجیں البصرہ کی طرف بھیجئے۔ المنصور نے کہا: تو واپس جا حتیٰ کہ میں تیرے پاس پھر پیغام بھیجوں۔ جب ابراہیم البصرہ کی طرف گئے تو المنصور نے اس کے پاس پیغام بھیجا اور اس سے کہا: یہ معاملہ ہے۔ اس نے کہا: مجھے پہلے ہی فوجوں کے مبادرت کرنے کا خوف تھا۔ المنصور نے پوچھا: تجھے البصرہ کا خوف کیسے ہوا؟ اس نے کہا: اس لئے کہ محمد نے المدینہ میں ظہور کیا ہے حالانکہ اہل المدینہ حربی نہیں ہیں۔ ان کو وہ صرف ان کی ذاتی حیثیت سے اہم سمجھتا ہے۔ اور الکوفہ تمہارے پیروں تلے ہیں، اور اہل الشام آل ابی طالب کے دشمن ہیں۔ اب البصرہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

المنصور نے محمد کو لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض (الآیہ) تیرے لئے اللہ کا عہد اور اس کا میثاق اور اس کے رسول کا ذمہ ہے کہ میں تجھے اور تیرے تمام بیٹوں اور بھائیوں اور اہل بیت اور تیرے متبعین کو ان کے خون اور اموال پر امان دیتا ہوں۔ جو جان یا مال تو لے چکا ہے تجھے بخشتا ہوں، اور دس لاکھ درہم دیتا ہوں۔ جو حاجت تو چاہے پوری کر دوں گا اور شہروں میں سے جس شہر کو تو پسند کرے گا تجھے اس میں اتار دوں گا۔ تیرے اہل بیت میں سے جو میری قید میں ہیں ان کو رہا کر دوں گا۔ اور یہ کہ جو کوئی تیرے پاس آیا اور جس نے تجھ سے بیعت کی اور تیری پیروی کی یا تیرے امر میں سے کسی

سلسلے میں داخل ہو اس کو بھی امان دوں گا۔ اور بعد میں ان میں سے کسی آدمی کو کسی بات کی جو اس سے سرزد ہوئی ہے سزا نہ دوں گا۔ اگر تو چاہے کہ اپنے نفس کے لئے وثوق حاصل کرے تو میرے پاس جس کو چاہے بھیج دے، تاکہ وہ تیرے لئے مجھ سے امان اور عہد و میثاق لے لے جس پر تو وثوق کر سکتا ہو۔ والسلام۔

محمد نے اس کو جواب میں لکھا: طسم تلک آیات الکتاب المبین نتلوا علیک من نبا موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یومنون (تا یحذرون) میں تجھے وہی امان پیش کرتا ہوں جو تو نے مجھے پیش کی ہے۔ کیوں کہ حق ہمارا حق ہے، تم نے اس کام کے لئے ہمارے ہی ذریعہ دعویٰ کیا اور اس کے لئے ہمارے ہی شیعہ کے ساتھ نکلے اور جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا اسی کے فضل سے حاصل ہوا۔ کیوں کہ ہمارے باپ علی وصی اور امام تھے۔ پھر کس طرح تم ان کی ولایت کے وارث ہو گئے؟ حال آں کہ ان کی اولاد زندہ موجود ہے۔ پھر تجھے معلوم ہے کہ اس امر کا طلب کسی نے نہیں کیا جو ہم جیسا نسب اور حال اور ہمارے آباء کا سا شرف رکھتا ہو۔ ہم نہ لعناء کی اولاد ہیں نہ طرداء اور طلقاء کی۔ بنی ہاشم میں سے کوئی اس کا مثل قرابت اور سابقہ اور فضل کے ساتھ نہیں مرتا جیسے ساتھ ہم مرتے ہیں کیوں کہ ہم جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں فاطمہ بنت عمر کے بیٹے ہیں اور اسلام میں رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ کے بیٹے ہیں۔ جو تم نہیں ہو۔ اللہ نے ہمیں پسند کیا اور ہمارے لئے پسند کیا۔ ہمارے والد محمد، نبیوں میں سب سے افضل، اور علی سلف میں سب سے پہلے اسلام لانے والے اور خدیجہ طاہرہ ازواج میں سب سے افضل اور قبلہ کی طرف سب سے پہلی نماز پڑھنے والی اور فاطمہ بیٹیوں میں سب سے اچھی اور دنیا کی عورتوں اور اہل الجنت کی سیدہ، اور اسلام میں پیدا ہونے والے حسن و حسین اہل الجنت کے سردار ہیں۔ ہاشم سے علی کی دو مرتبہ ولادت ہوئی، اور عبدالمطلب سے حسن کی دو مرتبہ ولادت ہوئی، اور حسن و حسین کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دو مرتبہ ولادت ہوئی میں بنی ہاشم میں باعتبار نسب اوسط ہوں اور باعتبار پدر اصرح ہوں۔ نہ مجھ میں عجم پایا گیا ہے اور نہ میرے اندر امہات اولاد کا جھگڑا ہے۔ میرے لئے جاہلیت اور اسلام دونوں میں والدین

اختیار کیے گئے ہیں حتیٰ کہ اخیار بھی چھانٹ کر لیے گئے ہیں۔ میں جنت میں سب سے اونچے درجہ والے اور دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والے کا بیٹا ہوں۔ تیرے لیے مجھ پر اللہ کا واسطہ ہے اگر تو میری اطاعت میں داخل ہو گیا اور تو نے میری دعوت قبول کر لی تو میں تجھے تیری جان اور تیرے مال کی امان دوں گا اور تیرے تمام افعال بخش دوں گا جو تو نے کیے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ کی حدود میں سے کوئی حد یا کسی مسلم یا معاہد کا کوئی حق تجھ پر ہو۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ اس میں سے کوئی چیز مجھے لازم نہیں ہے۔ میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حقدار اور عہد کا زیادہ وفا کرنے والا ہوں۔ کیونکہ تو نے مجھے وہی امان اور عہد عطا کیا ہے جو تو مجھ سے پہلے بہتوں کو عطا کر چکا ہے۔ پھر تو کونسی امان مجھے عطا کرتا ہے؟ وہ ابن ہبیرہ والی امان یا اپنے چچا عبداللہ بن علی والی امان یا ابو مسلم والی امان؟ ان کی یہ کتاب جب المنصور کے پاس آئی تو ابو ایوب الموریانی نے اس سے کہا، اس کا جواب مجھے لکھنے دیجئے۔ بولا: نہیں، جب حساب میں ہمارا مقابلہ ہے تو مجھے اور اس کو چھوڑ دے۔ پھر المنصور نے ان کو لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد مجھے تیرا کلام پہنچا اور میں نے تیری کتاب پڑھی۔ تیرا بڑا فخر عورتوں کی قرابت سے ہے تاکہ اس سے تو عقلوں اور ادنیٰ لوگوں کو بہکا سکتا ہے۔ اللہ نے عورتوں کو عموماً آباء اور عصبہ و اولیاء کے برابر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے چچا کو باپ کا درجہ دیا ہے اور اپنی کتاب میں اس سے ابتدا کی ہے اور قریب ترین ماں سے پہلے۔ اگر اللہ نے ان کے لئے بقدر ان کی قرابت کے اختیار کیا ہوتا تو آمنہ ان میں باعتبار رحم سب سے اقرب اور حق میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے سب سے اولیٰ ہوتیں اللہ نے اپنی خلق کے لئے اپنے علم کی بناء پر اسی قدر اختیار کیا ہے جس قدر ان سے اعمال سرزد ہوئے ہیں اور جس قدر ان سے ان کو برگزیدہ کیا ہے۔ رہا وہ جو تو نے فاطمہ ام ابی طالب اور ان کی ولادت کی نسبت ذکر کیا ہے تو اللہ نے ان کی اولاد میں سے کسی کو اسلام نہ بخشا، نہ بیٹے کو نہ بیٹی کو۔ اور اگر کسی کو قرابت کی بناء پر اسلام عطا کیا جاتا تو عبداللہ کو عطا کیا جاتا، اور وہ دنیا اور دین میں ہر خیر کے لئے اولیٰ ہوتے۔ لیکن بات خدا کے ہاتھ ہے، وہ اپنے دین کے لئے

جس کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین۔ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مبعوث کیا تو ان کے چار چچا تھے۔ اللہ عزوجل نے نازل فرمایا: وانذر عشیرتک الاقربین۔ آپ نے انہیں ڈرایا اور دعوت دی۔ دو نے آپ کی دعوت قبول کی جن میں سے ایک میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا جن میں سے ایک تیرا باپ تھا۔ پس اللہ نے رسول اللہ سے ان دونوں کی ولایت قطع کر دی۔ اور آپ کے اور ان دونوں کے درمیان کوئی عہد وذمہ اور میراث کا تعلق باقی نہیں رکھا۔ تیرا دعویٰ ہے کہ تو اہل النار میں خفیف ترین عذاب والے اور اشرار میں سب سے بہتر کا بیٹا ہے۔ مگر اللہ کے ساتھ کفر میں چھوٹا اور عذاب اللہ میں خفیف و یسیر اور بہتر بھی خیار نہیں ہے۔ اور نہ کسی مومن کے لئے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو سزاوار ہے کہ وہ دوزخ پر فخر کرے۔ سیعلم الذین ظلموا... الآیۃ۔ رہا حسن کا معاملہ اور یہ کہ عبدالمطلب سے ان کی ولادت دو مرتبہ ہوئی۔ اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری ولادۃ دو مرتبہ ہوئی، تو خیر الاولین والآخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر نہ ہاشم سے آپ کی ولادۃ ایک سے زائد مرتبہ ہوئی اور نہ عبدالمطلب سے۔ تو نے دعویٰ کیا ہے کہ تو بنی ہاشم میں باعتبار ماں اور باپ کے اوسط واصح ہے۔ اور یہ کہ تجھے عجم نے نہیں جنا اور تیرے اندر امہات اولاد نہیں پائی جاتیں میں دیکھتا ہوں کہ تو نے بنی ہاشم پر بڑا فخر کیا ہے۔ دیکھ تیرا برا ہو۔ کل تو خدا کو کیا منہ دکھائے گا۔ کیونکہ تو نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اور اس پر فخر کیا ہے۔ جو تجھ سے اپنے نفس اور اپنے باپ اور اولاد اور بھائی کے اعتبار سے بہتر ہے یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تیرے باپ کی اولاد میں بہترین اور افضل وہی ہیں جو امہات اولاد سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمہارے درمیان علی بن حسین سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور وہ ام ولد سے تھے۔ یقیناً وہ تیرے دادا حسن بن حسن سے افضل تھے۔ ان کے بعد تمہارے درمیان محمد بن علی کی مثل کوئی نہ ہوا۔ ان کی دادی ام ولد تھیں۔ اور وہ تیرے باپ سے افضل ہیں۔ نہ کوئی ان کے بیٹے

جعفر کی نسل ہے۔ اور ان کی دادی ام ولد ہیں اور وہ تجھ سے بہتر ہیں۔ رہا تیرا یہ کہنا کہ تم رسول اللہ کے بیٹے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم لیکن تم ان کی بیٹی کے بیٹے ہو۔ یہ قرابت قریب تر ہے۔ لیکن اس کے لئے میراث جائز نہیں ہوتی۔ اور نہ ولایت موروثی ہے اور نہ اس کے لئے امامت جائز ہے۔ پھر تو کس طرح اس کو وراثت میں پا سکتا ہے۔ تیرے باپ نے اس کو ہر طرح سے طلب کیا۔ اس نے فاطمہ کو دن کے وقت نکالا۔ ان کا مرض مخفی رکھا اور ان کو رات کے وقت دفن کر دیا۔ مگر لوگوں نے شیخین کے سوا کسی اور کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ خبر جلی آئی ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ نانا اور ماموں اور خالہ کی وراثت نہیں ملتی۔ رہا وہ فخر جو تو نے علی سے کیا ہے اور ان کا سابقہ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت جب آیا تو آپ نے علی کے سوا دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ پھر لوگ ایک کے بعد دوسرے کو لیتے رہے اور ان کو نہ لیا۔ وہ چھ آدمیوں میں تھے مگر سب نے انہیں ترک کر دیا۔ ان کو ولایت سے دفع کیا اور ان کے لئے اس میں کوئی حق نہ رکھا۔ رہے عبدالرحمن تو انہوں نے علی پر عثمان کو مقدم کیا اور وہ قتل عثمان کے بارے میں متہم ہیں۔ طلحہ والزبیر نے ان سے جنگ کی اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا جس کی وجہ سے انہوں نے سعد پر ان کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر ان کے بعد معاویہ کی بیعت ہوئی۔ علی نے اس کو ہر طریقے سے طلب کیا اور اس پر جنگ کی۔ ان کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور خود ان کے شیعہ نے حکومت سے پہلے ان پر شک کیا۔ پھر وہ حکم بنائے گئے جن سے پہلے وہ راضی تھے اور جن کو انہوں نے اللہ کا عہد اور میثاق دیا تھا۔ اور ان دونوں نے ان کے خلع پر اجتماع کیا۔ پھر حسن اٹھے اور معاویہ نے ان کو ان سے خرقوں اور درہموں کے عوض خرید لیا وہ حجاز چلے گئے اور اپنے شیعہ کو انہوں نے معاویہ کے حوالے کر دیا اور امر کو غیر اہل کے سپرد کر دیا بغیر ولایت و بغیر حلال مال لے لیا۔ اگر تمہارا اس میں کوئی حق تھا بھی تو وہ حق تم نے بیچ ڈالا اور تم نے اس کی قیمت لے لی۔ پھر تیرے چچا حسین نے ابن مرجانہ پر خروج کیا۔ لوگ اس کے ساتھ ان کے مقابلہ پر تھے حتیٰ کہ ان کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا۔ انہوں نے تم کو قتل کیا اور کھجوروں کے

تنوں پر سولیاں دیں۔ تم کو آگوں میں جلایا اور تم کو شہروں سے نکالا۔ حتیٰ کہ یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا۔ انہوں نے تمہارے مردوں کو قتل اور تمہارے بچوں اور عورتوں کو قید کیا اور ان کو بے سہارا کی طرح بغیر وطاء[1] کجاووں پر سوار کر کے الشام لے گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا اور تمہارا انتقام طلب کیا۔ تمہارے خون کے بدلے لئے۔ تم کو ان کی زمینوں اور ان کے گھروں کا وارث بنایا۔ اور تمہارے سلف کا فضل اور مرتبہ جتایا تو نے اسی کو ہم پر حجت بنا لیا اور گمان کیا کہ ہم نے تیرے باپ کا ذکر اس حیثیت سے کیا ہے کہ ان کو حمزہ اور عباس اور جعفر پر مقدم کر دیا۔ حالانکہ بات وہ نہیں ہے جو تو نے سمجھی ہے۔ وہ لوگ دنیا سے سالم گئے ہیں اس طرح کہ لوگ ان سے مسلم اور ان کے فضل پر مجتمع ہیں۔ اور تیرے باپ نے قتال و حرب میں جانفشانی کی ہے۔ بنی امیہ ان پر لعنت کرتے تھے جس طرح کفار کو نماز میں لعنت کی جاتی ہے، مگر ہم نے احتجاج کیا اور ان کو تیرے باپ کا فضل جتایا اور ان کو ملامت کی اور جو کچھ انہوں نے ان سے پایا تھا اس کی بنا پر ہم نے ان کو ظالم قرار دیا۔ تجھے معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہمیں سقایت حاج کی کرامت اور ولایت زمزم کی بزرگی حاصل تھی۔ وہ سب بھائیوں میں سے عباس کو دی گئی۔ تیرے باپ نے اس کے لئے ہم سے جھگڑا کیا اور عمرؓ نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ ہم جاہلیت اور اسلام دونوں میں اس کے متولی رہے۔ اور جب اہل المدینہ پر قحط آیا تو عمرؓ نے اپنے رب کی طرف توسل اور تقرب ہمارے باپ کے سوا کسی اور کے ذریعہ نہیں کیا۔ تاکہ اللہ ان کی فریاد رسی کرے۔ اللہ نے ان کو بارش سے سیراب کیا۔ تیرا باپ موجود تھا مگر اس سے توسل نہیں کیا گیا۔ تجھے معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے عباس کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ اس لئے ان کی وراثت عمومت کی طرف گئی۔ پھر یہ امر بنی ہاشم میں سے ایک سے زائد لوگوں نے طلب کیا مگر عباس کی اولاد کے سوا اس کو کسی نے نہ پایا۔ پس سقایت ان کی سقایت ہے اور نبی کی میراث ان کے لئے ہے۔ اور خلافت ان کی اولاد میں ہے۔ بنایت

---

[1] وطاء۔ اونٹ کی پیٹھ پر بچھانے کی چیز۔

دور اسلام، دنیا اور آخرت میں کوئی شرف اور فضل ایسا باقی نہ رہا جس کے وارث اور
موروث عباس نہ رہے ہوں۔ رہا وہ جو تو نے بدر کا ذکر کیا ہے تو جب اسلام آیا
عباس اس وقت اس مصیبت کے سبب جو ابوطالب پر آئی تھی ان کے عیال کی
خبرگیری کرتے اور ان پر خرچ کرتے تھے۔ اور اگر عباس بدر کی طرف کراہت نکالے
جاتے تو طالب و عقیل بھوکے مر جاتے .... لیکن وہ کھلانے والوں میں
سے تھے انہوں نے تم پر سے عار اور ننگ دور کیا اور تمہیں نفقہ اور گزارہ دیا۔
پھر عقیل کو بدر کے دن چھڑایا۔ پھر تو کس طرح ہم پر فخر کرتا ہے۔ حالانکہ ہم نے
کفر میں تمہاری خبرگیری کی اور تمہارا فدیہ دیا اور تم پر ہم نے آباء کا غم کھایا۔ اور
ہم تمہاری بجائے خاتم انبیاء کے وارث ہوئے۔ ہم نے تمہارا ثار طلب کیا اور
جس کو لینے سے تم عاجز رہے اور اپنے نفس کے لئے روتے تھے، اس کو ہم نے لیا۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

محمد نے مکہ پر محمد بن الحسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
کو، اور الیمن پر قاسم بن اسحٰق کو، اور الشام پر موسیٰ بن عبداللہ کو عامل مقرر
کیا تھا۔ محمد بن الحسن اور قاسم مکہ کی طرف گئے۔ المنصور کا عامل کا السری بن
عبداللہ ان کے مقابلہ پر نکلا۔ بطن اذاخر پر اس نے ان سے جنگ کی، انہوں نے
اس کو شکست دیدی، محمد مکہ میں داخل ہو گئے، اور وہاں کچھ دن رہے۔ پھر
ان کے پاس محمد بن عبداللہ کی کتاب آئی جس میں انہوں نے حکم دیا تھا کہ وہ
اپنے ساتھیوں سمیت ان کی طرف آئیں، اور ان کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ
جنگ کے لئے آرہا ہے۔ محمد بن الحسن اور قاسم مکہ سے روانہ ہوئے، قدید
کے نواح میں انہیں محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی، وہ اور ان کے ساتھی بھاگ
کر متفرق ہو گئے۔ محمد بن الحسن ابراہیم سے جا ملے اور ان کے ساتھ مقیم رہے حتیٰ
کہ ابراہیم بھی قتل کئے گئے۔ قاسم مدینہ منورہ میں چھپ گئے حتیٰ کہ عبداللہ
بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی بیٹی، عیسیٰ کی بیوی نے ان کے لئے اور ان کے
بھائیوں معاویہ وغیرہ کے لئے امان لے لی۔ رہا موسیٰ بن عبداللہ تو وہ الشام
کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ محمد بن خالد القسری کا غلام رزام تھا۔

پھر رزام اس سے الگ ہو کر سیدھے ہاتھ کو مڑ گیا اور المنصور کے پاس اپنے آقا محمد القسری کا پیغام لے کر چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کو اس کی خبر لگ گئی، اور انہوں نے محمد القسری کو قید کر دیا۔ موسیٰ الشام پہنچا تو اس نے اہل الشام کی طرف سے بُرا جواب پایا اور درشتی کا برتاؤ دیکھا۔ اس نے محمد کو لکھا کہ تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں الشام اور اس کے باشندوں سے ملا۔ ان میں بہتر سے بہتر قول اس شخص کا تھا جس نے کہا کہ خدا کی قسم ہم بلا سے تھک گئے ہیں اور تنگ آچکے ہیں اور ہمارے لئے اس کام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہمیں اس کی حاجت ہے۔" ان میں سے ایک گروہ قسم کھاتا ہے کہ اگر ہم نے آج کی رات صبح کی اور کل شام تک رہے تو وہ ہمارا معاملہ پیش کریں گے۔ میں نے تم کو یہ لکھ دیا ہے اور میں روپوش ہو گیا ہوں مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔" پھر وہ مدینہ جا کر واپس آگیا۔ بعض کہتے ہیں البصرہ گیا اور اپنے ایک ساتھی کو کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا، وہ کھانا خرید کر ایک سیاہ گدھے پر آیا اور اس کو اس گھر میں داخل کیا جس میں وہ رہتا تھا۔ پھر نکلا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ موسیٰ اور اس کا بیٹا عبداللہ سب پکڑے گئے، اور محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس پہنچائے گئے۔ جب اس نے دیکھا تو کہا: اللہ تمہاری قرابت قریب نہ کرے اور نہ تمہارے چہرہ زندہ رکھے۔ تو نے تمام شہر چھوڑ دیئے، سوا اس شہر کے جس میں میں ہوں کہ اگر میں تمہارے ساتھ صلۂ رحم کروں تو امیرالمؤمنین کو ناراض کر دوں گا۔ اور اگر ان کی اطاعت کروں تو رحم قطع کر دوں گا۔ پھر اس نے ان کو المنصور کے پاس بھیج دیا۔ اس کے حکم سے موسیٰ اور اس کے بیٹے کو پانچ پانسو کوڑے لگائے گئے۔ انہوں نے اُف تک نہ کی۔ المنصور نے کہا: تو نے اہل باطل کو ان کے صبر میں مات کر دیا۔ ان کا کیا حال ہے؟ موسیٰ نے کہا: اہل حق صبر کے لئے اولیٰ ہیں۔ المنصور نے ان کو نکالا اور ان کے حکم سے وہ قید کئے گئے۔

(خبیب بن ثابت بعض غار مسجد، وہ باغی موجود تھیں، اور
ان کے درمیان پار رشتہ ہے)

محمد بن عبداللہ کے مقابلے پر عیسیٰ بن موسیٰ کا شبخون

اور

محمد بن عبداللہ کا قتل

پھر المنصور نے اپنے بھائی کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ محمد سے لڑنے کے لئے وہ تیار ہو جائے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اپنے چچاؤں سے مشورہ کیجیے۔ پھر کہا: کہاں ہے قول ابن ہرمہ:

نشدو بامرة الا محض القوم شانه ولا ينتهي الادنين عما يحاول
اذا ما اتى شيئاً مضى كالذي بق وان قال انی فاعل فهو فاعل

ہم ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جس کا راز قوم نہیں معلوم کر سکتی۔ وہ قریب ترین لوگوں سے بھی اپنے ارادوں کے متعلق سرگوشی نہیں کرتا۔ جب وہ کوئی کام کرنے پر آتا ہے تو کر گزرتا ہے اور جب کہتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں تو پھر وہ ضرور کرتا ہے۔

المنصور نے کہا: اے شخص! آ جا! کیونکہ خدا کی قسم میرے اور تیرے سوا کوئی اور مراد نہیں ہے اور کوئی شخص اس کام کے لئے نہیں ہے بجز اس کے کہ یا میں جاؤں یا تو جائے۔ وہ چلا۔ المنصور نے اسکے ساتھ فوجیں بھیجیں۔ جب عیسیٰ روانہ ہوا تو المنصور نے کہا: مجھے پرواہ نہیں کہ ان دونوں میں سے کون اپنے مقابل کو قتل کرتا ہے۔ اس نے عیسیٰ کے ساتھ محمد بن ابی العباس السفاح و کثیر بن حصین العبدی و ابن قحطبہ وہزار مرد وغیرہ کو بھیجا۔ اور جب اسے رخصت کرنے لگا تو اس سے کہا: اے عیسیٰ! میں تجھے ان دو چیزوں کے درمیان بھیجتا ہوں جو

محمد بن عبداللہ کے مقابلے پر عیسیٰ بن موسیٰ کا شبخون

اور

محمد بن عبداللہ کا قتل

پھر المنصور نے اپنے بھائی کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ محمد سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اپنے چچاؤں سے مشورہ کیجئے۔ پھر کہا: کہاں ہے قول ابن ہرمہ!

نزور امرءً الا یحفی القوم سرہ ولا ینتجی الادنین عما یحاول
اذا ما اتی شیئاً مضی کالذی اتی وان قال انی فاعل فھو فاعل

ہم ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جس کا راز قوم نہیں معلوم کر سکتی۔ وہ قریب ترین لوگوں سے بھی اپنے ارادوں کے متعلق سرگوشی نہیں کرتا۔ جب وہ کوئی کام کرنے پر آتا ہے تو کر گزرتا ہے اور جب کہتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں تو پھر وہ ضرور کرتا ہے۔

المنصور نے کہا: اے شخص! آ جا! کیونکہ خدا کی قسم میرے اور تیرے سوا کوئی اور مراد نہیں ہے اور کوئی شخص اس کام کے لئے نہیں ہے بجز اس کے کہ یا میں جاؤں یا تو جائے۔ وہ چلا۔ المنصور نے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں۔ جب عیسیٰ روانہ ہوا تو المنصور نے کہا: مجھے پرواہ نہیں کہ ان دونوں میں سے کون اپنے مقابل کو قتل کرتا ہے۔ اس نے عیسیٰ کے ساتھ محمد بن ابی العباس السفاح و کثیر بن حصین العبدی و ابن قحطبہ وہزار مرد وغیرہم بھیجا۔ اور جب اسے رخصت کرنے لگا تو اس سے کہا: اے عیسیٰ! میں تجھے ان دو چیزوں کے درمیان بھیجتا ہوں

LIBRARY

اور اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا۔ اگر تو اس پر قیضیاب ہو تو اپنی تلوار نیام میں رکھیو اور امان دیدیجو۔ اور اگر وہ چھپ جائے تو ان کو اس کا ضامن قرار دیجو کیوں کہ وہ اس کے راستوں سے واقف ہیں۔ اور آل ابی طالب میں سے جو کوئی تجھ سے ملے اس کا نام مجھے لکھ بھیجیو، جو تجھ سے ملے اس کا مال ضبط کر لیجیو۔" لیکن جو لوگ اس کے پاس آنے سے باز رہے ان میں جعفر صادق بھی تھے۔ اس نے ان کا مال بھی ضبط کر لیا۔ پھر جب المنصور مدینہ مبارکہ آیا تو جعفر نے اس سے اپنے مال کے متعلق کہا۔ المنصور نے کہا: اسے تو تم لوگوں کے مہدی نے ضبط کیا ہے۔ اور جب عیسیٰ فید پہنچا تو اس نے لوگوں کو حریر کے ٹکڑوں پر خط لکھے جن میں عبدالعزیز بن المطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بھی تھے۔ اس نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کو لکھ کر حکم دیا کہ وہ اور جو ان کے مطیع ہوں المدینہ سے نکل جائیں۔ وہ اور عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ابو عیسیٰ نکلے۔ جب محمد کو عیسیٰ کے المدینہ کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ آیا المدینہ سے نکل جائیں یا یہیں قیام کریں۔ بعض نے یہاں سے نکل جانے کا مشورہ دیا اور بعض نے یہیں قیام کرنے کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی بناء پر کہ میں نے اپنے تئیں ایک محفوظ مستحکم زرہ میں دیکھا اور اس کی تاویل مدینہ سے کی۔ وہ یہیں ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کھودنے کے متعلق مشورہ کیا۔ جابر بن انس رئیس سلیم نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! ہم آپ کے ماموں اور آپ کے ہمسائے ہیں۔ اور ہم میں سلاح و کراع ہیں۔ آپ خندق نہ کھودیئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خندق اس علم کی بناء پر کھودی تھی جو اللہ نے اس باب میں ان کو عطا فرمایا تھا۔ اور اگر آپ خندق کھودیں گے تو پیادہ اچھی طرح نہیں لڑ سکیں گے اور کم جگہ میں ہمارے گھوڑے نہیں پھر سکیں گے۔ جن لوگوں کے لئے آپ خندق کھودتے ہیں خندق انہی کو گھیرے گی۔ ان میں بنی شجاع میں سے ایک نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کھودیئے اور ان کا اقتدا

کیجئے۔ تو چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کو تیری رائے کے خاطر چھوڑ دیا جائے۔ جابر نے ان سے کہا: واللہ اے ابن شجاع! مجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر کوئی شے ان کے مقابلہ سے زیادہ گراں نہیں ہے۔ اور ہمارے لئے کوئی شے ان کا مقابلہ کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ محمد نے کہا: ہم نے خندق کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی پیروی کی۔ اور کوئی شخص مجھے اس سے باز نہ رکھے۔ میں اس کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ اور انہوں نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اور خود اس خندق کے کھودنے کی ابتدا کی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے مقابلہ میں کھودی تھی۔ عیسیٰ چلا حتی کہ الاعوص پہنچا۔ محمد نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے عہد لیا۔ اور ان کو گھیر لیا تاکہ وہ نکلیں نہیں۔ خطبہ دیا اور ان سے کہا: اللہ کا دشمن اور تمہارا دشمن الاعوص پر اترا ہے۔ اس کام کے لئے کھڑے ہونے کے سب میں زیادہ حقدار مہاجرین و انصار کے بیٹے ہیں لیکن ہم نے تم کو اس لئے جمع کیا ہے اور تم سے عہد لیا ہے کہ تمہارا دشمن تعداد میں کثیر ہے۔ فتح اللہ کی طرف سے ہے اور معاملہ اسی کے ہاتھ ہے۔ مجھے یہ خیال آیا ہے کہ میں تمہیں اذن عام دیدوں۔ تم میں سے جو ٹھیرنا چاہے ٹھیرے۔ اور جو جانا چاہے چلا جائے تو بہت سے لوگ نکل گئے۔ اہل المدینہ میں سے ایک گروہ اپنے اہل و بچوں سمیت اطراف اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ محمد ایک قلیل جماعت میں رہ گئے۔ پھر انہوں نے ابو القلمس کو حکم دیا کہ وہ جن پر قدرت پائے ان کو واپس لائے۔ لیکن ان کو ان میں سے بہتوں نے عاجز کر دیا۔ اور اس نے ان کو چھوڑ دیا۔

المنصور نے ابن الاصم کو عیسیٰ کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اس کو منازل میں اتارے۔ جب یہ لوگ پہنچے تو مدینہ مبارک سے ایک میل پر اترے۔ ابن الاصم نے کہا: سواروں کے لئے پیادوں کے ساتھ کوئی عمل نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے اگر وہ کسی وقت بھاگے تو تمہارے لشکر میں گھس پڑیں گے۔ اس لئے وہ سقایہ سلیمان بن عبد الملک سے الجرف کی طرف ہٹ گئے۔ جو مدینہ مبارک سے چار میل پر ہے۔ اور کہا: پیدل دو تین میل سے زیادہ نہ بڑھے حتی کہ اسے سوار مل جائیں۔ عیسیٰ نے پانسو آدمی بھیجے۔ ابن الزبیر کی طرف بھیجے جو مدینہ مبارک سے چھ میل پر ہے

اور وہ وہاں ٹھیر گئے ۔ اس نے کہا: مجھے خوف ہے کہ محمد کہیں شکست کھا کر نہ بھاگ جائے یہ سوار اس کو پھیر دیں گے ۔ اس لئے وہ وہاں ٹھیرے رہے حتی کہ محمد قتل کر دیے گئے ۔

عیسیٰ نے محمد کو خبر بھیجی کہ المنصور نے ان کو اور ان کے اہل کو امان دی ہے محمد نے اسے کہلا بھیجا کہ اے شخص: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ حاصل ہے ۔ میں تجھے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اس کی طاعت پر عمل کرنے کی طرف بلاتا ہوں، اور تجھے خدا کی انتقام اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں ۔ خدا کی قسم میں اس کام سے ہٹنے والا نہیں ہوں حتی کہ اللہ سے اسی پر ملوں گا ۔ اور اگر تجھے اس شخص نے قتل کر دیا جو تجھے خدا کی طرف بلاتا ہے تو تو بدترین مقتول ہوگا ۔ اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو یہ تیرے اوپر سب سے بڑا وبال ہوگا۔ جب اس کو یہ پیغام پہنچا تو عیسیٰ نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان اب قتل کے سوا کچھ باقی نہیں ہے ۔ محمد نے اس کے ایلچی سے کہا: کس چیز پر تم مجھے قتل کرتے ہو۔ حالانکہ میں ایسا شخص ہوں جو قتل سے بھاگتا ہے ۔ انہوں نے کہا وہ لوگ تم کو امان کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم نے ان سے لڑنے کے سوا کوئی بات نہ مانی تو وہ تم سے اسی بات پر لڑیں گے جس پر تمہارے آباء میں سے بہترین نے طلحہ و الزبیر سے ان کے نکث بیعت اور کید ملک کی بنا پر جنگ کی تھی جب المنصور نے اس کا یہ قول سنا تو کہا: اگر وہ اس کے سوا کچھ اور کہتا تو میں خوش ہوتا۔ عیسیٰ الجرف پر بارہویں رمضان کو ہفتہ کے دن اترا اور ہفتہ و اتوار کو ٹھیرا رہا ۔ پیر کے دن چلا اور سلع پر کھڑا ہوا، مدینہ مبارکہ کو اور اس کے باشندوں کو دیکھا اور للکار کر کہا اے اہل المدینہ: اللہ نے ہمارے خون ایک دوسرے پر حرام کئے ہیں، تم امان کی طرف آؤ، جو کوئی ہمارے رایت کے نیچے کھڑا ہوگا اس کو امان ہے۔ جو اپنے گھر بیٹھ گیا اس کو امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے۔ اور جس نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اس کو امان ہے ۔ اور جو المدینہ سے نکل گیا اس کو امان ہے ۔ تم ہمیں اور ہمارے صاحب کو چھوڑ دو ۔ پھر یا ہمارے لئے ہے یا اس کے لئے ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں، وہ اسی دن واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن آیا، اس نے قائدوں کو مدینہ مبارکہ کے ہر طرف پھیلا دیا اور مسجد ابی الجراح کو چھوڑ دیا

جو بطحان کی طرف ہے۔ اس طرح یہ ناحیہ بھاگنے والوں کے نکلنے کے لئے چھوڑ دیا۔ محمد اپنے ساتھیوں کے درمیان نکلے۔ ان کا پرچم عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا، اور ان کا شعار "احد احد" تھا۔ محمد کے اصحاب کی طرف سے ابو القلمس نکلا، اس کے مقابلہ پر اسکا بھائی آیا، دونوں دیر تک لڑتے رہے، حتیٰ کہ ابو القلمس نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے مقابلہ پر ایک دوسرا شخص نکلا اور اس نے ابو القلمس کو قتل کر دیا۔ جب اس نے ضرب لگائی تو کہا: "یہ لے میں ابن الفاروق ہوں"۔ اس پر عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا: تو نے ہزار فاروقوں سے بہتر آدمی کو قتل کیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ نے اس دن بڑی سخت جنگ کی اور اپنے ہاتھ سے ستر آدمی قتل کئے۔ عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو حکم دیا، وہ سو آدمیوں کے ساتھ بڑھا جو اس کے سوا سب کے سب پیدل تھے۔ یہ لوگ بڑھتے حتیٰ کہ خندق سے درے ایک دیوار پر پہنچا جس پر محمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت تھی۔ حمید نے دیوار توڑ دی، خندق پر پہنچا، اس پر دروازے نصب کئے، وہ اور اسکے ساتھی اس پر سے گزرے اور خندق عبور کر گئے۔ اور اسکے پیچھے صبح سے عصر تک سخت جنگ کرتے رہے۔ عیسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے خندق میں ہودے وغیرہ ڈالے اور ان پر دروازہ بنائے، وہ سوار اس کو عبور کر گئے۔ پھر انہوں نے سخت جنگ کی۔ محمد ظہر سے قبل واپس ہوئے، غسل کیا، حنوط ملا، پھر واپس آ گئے۔ اس پر عبد اللہ بن جعفر نے ان سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میں اب مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ کاش آپ حسن بن معاویہ کے پاس مکہ جاتے کیونکہ ان کے ساتھ آپ کے اصحاب کا بڑا گروہ ہے۔ بولے: اگر میں نکل گیا تو اہل المدینہ مارے جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نہیں پلٹوں گا حتیٰ کہ یا قتل کر دوں یا قتل کر دیا جاؤں۔ تم کو میری طرف سے کشادگی ہے۔ تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔

وہ ان کے ساتھ تھوڑی دور چلے پھر واپس ہوئے اور محمد سے ان کے اصحاب کا بڑا حصہ الگ ہو گیا، حتیٰ کہ وہ تین سو سے کچھ زائد ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گئے انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا: آج ہم اہل بدر کی تعداد میں ہیں۔ محمد نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ ان کے ساتھ عیسیٰ بن خضیر تھا۔ اور وہ ان کو نہیں

دے دے کر کہہ رہا تھا کہ ابصرہ یا کہیں اور چلے۔ محمد کہتے تھے: خدا کی قسم تم میری
وجہ سے دوسری مرتبہ آزمائش میں نہیں ڈالے جاؤ گے۔ تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ابن خضیر
نے کہا: آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ پھر وہ گیا اور اس نے وہ دفتر جلا دیا جس
میں ان لوگوں کے نام تھے جنہوں نے محمد سے بیعت کی تھی۔ اور ریاح بن عثمان اور
اس کے بھائی عباس بن عثمان اور ابن مسلم بن عقبۃ المری کی طرف بڑھا اور محمد
بن القسری کی طرف گیا تاکہ اس کو قتل کر دے۔ لیکن اسے اس کا علم ہو گیا اور اس نے
دروازہ بند کر لیا اور یہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ پھر محمد کی طرف واپس آیا اور ان کے آگے
جنگ کی۔ حمید بن قحطبہ بڑھا۔ ادھر سے محمد بڑھے جب سلع کا میل نظر آنے لگا
تو محمد نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور بنی شجاع حمیسیین نے بھی اپنے
گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور کوئی شخص نہ رہا جس نے اپنی تلوار کا نیام نہ
توڑ دیا ہو۔ پھر محمد نے ان سے کہا: تم نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں ٹلنے والا نہیں
ہوں، مارا جاؤں۔ تم میں سے جو کوئی جانا چاہے اس کو میں نے اجازت دی" پھر
سخت جنگ ہوئی جس میں دو تین مرتبہ عیسیٰ کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے
یزید بن معاویہ بن عباس بن جعفر نے کہا: برا ہو نجیح کی ماں کا۔ کاش اس کے لئے
آدمی ہوتے۔ عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک جماعت جبل سلع پر چڑھی اور
مدینہ میں اتر گئی۔ اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے
ایک سیاہ اوڑھنی دیدی جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منارہ پر
پھیلا دیا گیا۔ محمد کے اصحاب نے کہا: وہ مدینہ میں گھس گئے۔ اور یہ کہہ کر بھاگ
کھڑے ہوئے۔ یزید نے کہا: ہر قوم کا ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس کو پناہ دیتا
ہے لیکن ہمارا ایک ایسا پہاڑ ہے کہ ہم پر دشمن سوا اس طرف کے اور کہیں
سے نہیں آتا۔ اس سے یزید کی مراد جبل سلع تھا۔ بنو ابی عمرو الغفاریین نے بنی غفار
کی طرف سے بھی عیسیٰ کے اصحاب کے لئے ایک راستہ کھول دیا اور وہ اس طرف
سے بھی داخل ہو گئے اور اصحاب محمد کے پیچھے سے آئے۔ محمد نے حمید بن قحطبہ
کو پکارا: میرے سامنے آ، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ حمید نے کہا: میں تمہیں
جانتا ہوں۔ تم شریف ابن شریف کریم ابن کریم ہو۔ واللہ میں تمہارے مقابلے

نہیں نکلوں گا۔ میرے آگے ان گروہوں میں سے ایک گروہ موجود ہے۔ جب تم ان سے فارغ ہو جاؤ گے تو پھر میں تمہارے سامنے نکلوں گا"۔ شبیب ابن خضیر کو امان کی طرف بلانے لگا۔ اور اس کو موت سے بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ابن خضیر لوگوں پر پیادہ پا حملہ کرنے میں منہمک تھا۔ اور اس کی امان کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔ اور وہ اس کو اپنے آگے لئے ہوئے تھا۔ عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے اس کے کولہے پر تلوار ماری اور اسے الگ کر دیا۔ ابن خضیر اپنے اصحاب کی طرف واپس گیا اور اپنا کولہا کپڑے سے باندھ کر پھر لڑنے آگیا۔ اس کے بعد ایک نے ان کی آنکھ پر ہاتھ مارا، تلوار اندر اتر گئی، وہ گرے، لوگ ان پر جھپٹ پڑے اور ان کو قتل کر دیا۔ ان کا سر کاٹ لیا جو زخموں کی کثرت سے چھلنی ہوا بادنجان بنا ہوا تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو محمد آگے بڑھے اور اس کی لاش پر انہوں نے لڑنا شروع کیا اور لوگوں کو کچھ ہٹانے لگے۔ اس وقت وہ حمزہ کے قتال سے مشابہ تھے وہ برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے ان کے سیدھے کان کی لو کے نیچے ضرب لگائی جو موڑھے میں اتر گئی وہ اپنی جان کی مدافعت کرنے لگے اور کہنے لگے: "تمہارا برا ہو، تمہارے نبی کا بیٹا زخمی اور مظلوم ہو گیا ہے"۔ پھر ابن قحطبہ نے ان کے سینے میں نیزہ مارا اور ان کو گرا دیا۔ پھر وہ ان کی طرف اترا اور اس نے ان کا سر جدا کر لیا اور اسے لیکر عیسیٰ کے پاس آیا۔ وہ زخموں کی کثرت کے سبب پہچانا نہ جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے عیسیٰ نے ابن قحطبہ کو متہم کیا۔ وہ سواروں میں تھا۔ اور اس سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تو جنگ میں جانفشانی نہیں دکھا رہا ہے۔ اس نے کہا: کیا تو مجھے متہم کرتا ہے۔ واللہ میں جب محمد کو دیکھوں گا اسی وقت یا انہیں تلوار ماروں گا یا خود ان کے آگے مارا جاؤں گا۔ راوی کہتا ہے: پھر وہ ان پر سے گزرا اور وہ قتل ہو چکے تھے اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ان پر ضرب لگائی بعض کہتے ہیں: محمد کو تیر مارا گیا جبکہ وہ جنگ کر رہے تھے۔ وہ ایک دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے، لوگ ان کو بچانے لگے۔ جب انہوں نے موت کا احساس کیا تو اپنی تلوار توڑ دی، اور وہ علیؓ کی تلوار ذوالفقار تھی۔ بعض کہتے ہیں:

وہ تلوار انہوں نے بنی ہاشم میں سے ایک کو دیدی، جو ان کے ساتھ تھا اور اس کے ان پر چار سو دینار آتے تھے۔ اور اس سے کہا: تو یہ تلوار لے لے کیوں کہ تو آل ابی طالب میں سے جس کسی کو ملیگا وہ تجھ سے یہ تلوار لے لیگا اور تیرا حق ادا کریگا وہ تلوار اس کے پاس رہی حتیٰ کہ جعفر بن سلیمان مدینہ بیمار کا والی ہوا۔ اس کو اس کی خبر دی گئی، اور اس نے وہ تلوار اس سے لے لی اور اس کو چار سو دینار دیدیئے اور وہ برابر اس کے پاس رہی حتیٰ کہ المہدی نے اس سے لے لی۔ پھر وہ ہادی کے پاس گئی، اس نے ایک کتے پر اس کو آزمایا، وہ ٹوٹ گئی۔ بعض کہتے ہیں: وہ الرشید کے زمانہ تک رہی، وہ اس کو باندھتا تھا، اس میں اٹھارہ گرہیں تھیں۔

جب عیسیٰ کے پاس محمد کا سر لایا گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا: تم ان کی نسبت کیا کہتے ہو؟ لوگ ان کی برائیاں کرنے لگے، اس پر ان میں سے ایک نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم نے اس لئے ان سے جنگ نہیں کی تھی۔ انہوں نے امیر المومنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت کا شیرازہ توڑا۔ اگرچہ وہ بڑے صوام و قوام تھے۔ یہ سنکر لوگ چپ ہو گئے۔ عیسیٰ نے وہ سر محمد بن ابی الکرام بن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ، اور فتح کا مژدہ قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ المنصور کے پاس بھیجا۔ اور اس کے ساتھ بنی شجاع کے سر بھی تھے۔ المنصور کے حکم سے محمد کا سر الکوفہ میں پھرایا گیا۔ اور اس نے آفاق میں اسے گشت کرایا۔ جب المنصور نے بنی شجاع کے سر دیکھے تو کہا: ایسے لوگوں کا یہی حشر ہونا چاہیئے جن نے محمد کو تلاش کیا تو ان لوگوں نے اسے چھپالیا، پھر اس کو منتقل کرتے رہے اور اس کے ساتھ خود بھی منتقل ہوئے۔ پھر اس کے ساتھ مل کر جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہوئے۔"

محمد اور ان کے اصحاب کا قتل پیر کے دن عصر کے بعد رمضان کی چودھویں کو ہوا۔

المنصور کو پہلے یہ خبر پہنچی تھی کہ عیسیٰ نے شکست کھائی۔ اس پر اس نے

کہا: ہرگز نہیں۔ ہمارے اصحاب کہاں کھیلے۔ درآں حالیکہ ہماری لڑکیاں وہاں منبروں پر ہیں۔ اور عورتوں کا شور و غل کبھی اس طرح نہیں آیا۔ پھر اسے خبر ملی کہ وہ بھاگ گئے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ ہم اہل بیت بھاگتے نہیں ہیں۔ اس کے بعد اس کے پاس سر پہنچے۔ جب محمد کا سر المنصور کے پاس پہنچا تو حسن بن زید بن الحسن بن علی اس کے پاس موجود تھے۔ جب انہوں نے سر دیکھا تو ان پر بڑا اثر ہوا۔ لیکن انہوں نے المنصور کے خوف سے ضبط کیا۔ اور المنصور نے نقیب سے کہا: کیا وہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں وہی ہے اس پر انہیں صدمہ ہوا اور انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ان کی اطاعت .... پھر بعض لوگوں نے ان کے منہ میں تھوکا۔ اور المنصور کے حکم سے سزا کے طور پر ان کی ناک توڑ دی گئی۔

جب محمد کے قتل کی خبر ابراہیم کے پاس البصرہ پہنچی تو عید کا دن تھا۔ انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر ان کی وفات کی خبر دی اور ان پر اظہار جزع کیا، اور منبر ہی پر یہ شعر پڑھے۔

یا ابا المنازل یا خیر الفوارس من	یفجع بمثلک فی الدنیا فقد فجعا
الله یعلم انی لو خشیتهم	واوجس القلب من خوف لهم فزعا
لم یقتلوک ولم یسلم اخی احدا	حتی نموت جمیعاً او نعیش معا

اے بہترین شہسوار! کیا مکانوں میں کوئی ہے جو تجھ سے انسان کے لئے
دنیا میں المناک ہو۔ اللہ جانتا ہے اگر میں ان سے ڈرتا اور ان کے خوف
سے دل میں سہم جاتا۔ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ میں نے اپنے
بھائی کو کسی کے سپرد کیا۔ ہم ساتھ ہی مریں گے یا ساتھ ہی زندہ رہیں گے

جب محمد قتل ہوئے تو عیسیٰ نے پرچم بھیجے جو مدینۂ مبارک کے مختلف مقامات پر نصب کر دیئے گئے۔ اور منادی نے پکارا کہ جو کوئی کسی پرچم کے نیچے جمع ہو جائے گا اس کو امان ہے۔ اس نے محمد کے اصحاب کو ثنیۃ الوداع سے عمر بن عبد العزیز کے مکان تک دو صفوں میں صلیب پر لٹکایا۔ جس لکڑی پر ابن خضیر تھا اس پر حفاظت کے لئے پہرہ بٹھا دیا۔ لیکن رات کے وقت ایک جماعت اسے اٹھا لے گئی اور

کہا: ہرگز نہیں۔ ہمارے اصحاب کہاں کھیلے۔ درآں حالیکہ ہماری لڑکیاں وہاں منبروں پر ہیں۔ اور عورتوں کا مشورہ کبھی اس طرح نہیں آیا۔ پھر اسے خبر ملی کہ بھاگ گئے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ ہم اہل بیت بھاگتے نہیں ہیں۔ اس کے بعد اس کے پاس سر پہنچے۔ جب محمد کا سر المنصور کے پاس پہنچا تو حسن بن زید بن الحسن بن علی اس کے پاس موجود تھے۔ جب انہوں نے سر دیکھا تو ان پر بڑا اثر ہوا۔ لیکن انہوں نے المنصور کے خوف سے ضبط کیا۔ اور المنصور کے نقیب سے کہا: کیا وہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں وہی ہے۔ اس پر انھیں صدمہ ہوا۔ اور انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ان کی اطاعت .... پھر بعض لڑکوں نے ان کے منہ میں تھوکا۔ اور المنصور کے حکم سے سزا کے طور پر ان کی ناک توڑ دی گئی۔

جب محمد کے قتل کی خبر ابراہیم کے پاس البصرہ پہنچی تو عید کا دن تھا۔ انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر ان کی وفات کی خبر دی اور ان پر اظہار جزع کیا۔ اور منبر ہی پر یہ شعر پڑھے۔

يا أبا المنازل يا خير الفوارس من ... يفجع بمثلك في الدنيا فقد فجعا
الله يعلم أني لو خشيتهم ... وأوجس القلب من خوف لهم فزعا
لم يقتلوه ولم يسلم أخي أحداً ... حتى نموت جميعاً أو نعيش معا

اے بہترین شہسوار! کیا مکانوں میں کوئی ہے جو تجھ سے انسان کے لئے دنیا میں المناک ہو۔ اللہ جانتا ہے اگر میں ان سے ڈرتا اور ان کے خوف سے دل میں سہم جاتا۔ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ میرے نے اپنے بھائی کو کسی کے سپرد کیا۔ ہم ساتھ ہی مریں گے یا ساتھ ہی زندہ رہیں گے

جب محمد قتل ہو گئے تو عیسیٰ نے پرچم بھیجے جو مدینہ مبارکہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دئے گئے۔ اور منادی نے پکارا کہ جو کوئی کسی پرچم کے نیچے جمع ہو جائے گا اس کو امان ہے۔ اس نے محمد کے اصحاب کو ثنیۃ الوداع سے عمر بن عبد العزیز کے مکان تک دو صفوں میں صلیب پر لٹکایا۔ جس لکڑی پر ابن خضیر تھا اس پر حفاظت کے لئے پہرہ بٹھا دیا۔ لیکن رات کے وقت ایک جماعت اسے اٹھا لے گئی اور

پوشیدہ طور پر دفن کر دیا۔ باقی لوگ تین دن تک پڑے رہے۔ پھر عیسیٰ نے ان کے لیے حکم دیا اور وہ یہود کی مقابر پر ڈال دیئے گئے۔ اسکے بعد وہ ایک خندق میں ڈال دیئے گئے۔ اور کئی دن ان پر معلق رہیں۔ محمد کی بہن فاطمہ کی بیٹی زینب بنت عبداللہ نے عیسیٰ کو کہلا بھیجا کہ تم ان کو قتل کر چکے اور تم نے ان سے اپنی غرض پوری کر لی۔ اب تم ہمیں ان کے دفن کی اجازت دیدیجئے۔ اس نے ان کو اجازت دیدی۔ اور وہ سب بقیع میں دفن کر دیئے گئے۔

المنصور نے سمندر کی طرف سے مدینہ منورہ کی طرف رسد بند کر دی۔ بعد میں المہدی نے اس کی اجازت دی۔

بعض مشہور لوگوں کا ذکر جو محمد کے ساتھ تھے

بنی ہاشم میں سے جو لوگ محمد کے ساتھ تھے ان میں یہ ہیں:- ان کے بھائی موسیٰ بن عبداللہ، اور حسین و علی ابناء زید بن علی بن الحسین بن علی ___ جب المنصور کو خبر ہوئی کہ زید کے دونوں بیٹے اس کے مقابلے میں محمد کے مددگار ہیں تو اس نے کہا: ان دونوں سے تعجب ہے۔ انہوں نے مجھ پر خروج کیا ہے حالانکہ ہم نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا۔ اور اسی طرح صلیب دی جس طرح اس نے ان کو صلیب دی تھی۔ اور اسی طرح اس کو جلایا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن الحسین بن علی وزید ابناء حسن بن زید بن علی بن ابی طالب۔ ان دونوں کے والد المنصور کے پاس تھے۔ حسن و یزید و صالح ابناء معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر۔ ان کے والد بھی المنصور کے ساتھ تھے۔

اور بنی ہاشم کے سوا یہ لوگ تھے: محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص محمد بن عجلان۔ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم ___ یہ قید ہوا اور المنصور کے پاس لایا گیا۔ المنصور نے اس سے کہا: تو ہی مجھ پر خروج کرنے والا ہے؟ اس نے کہا: میرے اس کے سوا صورت نہیں دیکھی کہ یا یہ کروں اور یا اس چیز کے ساتھ کفر کروں جو خدا نے محمد پر اتاری ہے۔ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ،

عبدالواحد بن ابی عون مولی الازد، عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن المسور بن مخرمہ، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، عبدالحمید بن جعفر، عبداللہ بن عطاء بن یعقوب مولی بنی سباع، ابراہیم، اسحاق، ربیعہ، جعفر، عبداللہ، عطاء، یعقوب، عثمان، عبدالعزیز بنو عبداللہ بن عطاء، عیسیٰ بن خضیر، عثمان بن خضیر، عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر۔ یہ محمد کے قتل کے بعد بھاگے، البصرہ پہنچے، لیکن وہاں پکڑے گئے، المنصور کے پاس لایا گیا، المنصور نے کہا: اے عثمان! تو ہی محمد کے ساتھ مل کر مجھ پر خروج کرنے والا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اور تو نے ان سے مکہ میں بیعت کی تھی، میں نے اپنی بیعت پوری کی اور تو نے اپنی بیعت توڑ دی۔ اس نے کہا: اے ابن اللخناء! وہ بولا: یہ تو وہ ہوگا جو لونڈیوں کا ہو، یعنی المنصور، ان کے لئے حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دئے گئے۔ اور ان کے ساتھ عبدالعزیز بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب تھے۔ یہ پکڑے گئے پھر المنصور نے ان کو چھوڑ دیا۔ عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع، علی بن عبدالمطلب بن عبداللہ بن حنطب، ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیر، ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الخیار، عبداللہ بن یزید بن ہرمز، اور ان کے سوا دوسرے لوگ تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

محمد کی صفت اور ان کے قتل کی خبروں کا ذکر

محمد بہت گندم گوں تھے۔ المنصور ان کو محمم کہتا تھا۔ بھاری بدن کے شجاع بہت کثیر الصوم و کثیر الصلاۃ اور شدید القوۃ تھے۔

ایک دفعہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، ان کے حلق میں بلغم اٹکا، کھنکارا گئے اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھنکارا اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھنکارا، ادھر ادھر دیکھا، کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں تھوکتے، انہوں نے اپنا تھوک مسجد کی چھت کی طرف پھینکا اور اس میں چپکا دیا۔

جعفر الصادق سے محمد کی نسبت پوچھا گیا، انہوں نے کہا: ایک فتنہ ہوگا جس میں محمد قتل کئے جائیں گے۔ اور ان کے سگے بھائی ابراہیم العراق میں قتل

ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے گھوڑے کے سُم پانی میں ہوں گے۔
جب محمد قتل کئے گئے تو عیسیٰ نے اولادِ حسن کے تمام اموال ضبط کر لئے اور جعفر کے اموال بھی ضبط کر لئے۔ جعفر المنصور سے ملے اور اس سے کہا: میری وہ زمین مجھے واپس کر دے جو ابو زیاد سے پہنچی ہے۔ اس نے کہا: تم مجھ سے اس کے متعلق کہتے ہو، خدا کی قسم! میں تمہاری جان ہی ہلاک کر دوں گا۔ بولے: تو مجھ پر جلدی نہ کر۔ میں ۶۳ سال کو پہنچ چکا ہوں۔ اس عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی ابن ابی طالب نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھ پر یہ عہد ہے اگر میں تجھ سے پایا گیا میں تیرے بعد زندہ رہا تو تیرے جانشین سے کسی شئے میں ریب کروں گا۔ المنصور کا دل ان کے لئے نرم پڑ گیا، لیکن اس نے ان کو ان کی جائداد واپس نہ کی اور بعد میں المہدی نے ان کی اولاد کو واپس کی۔
محمد نے عبداللہ بن عامر الاسلمی سے کہا: ہمیں ایک بادل ڈھانک لیگا۔ اگر وہ ہم پر برسا تو ہم فتحیاب ہوں گے، اور اگر وہ ہم پر سے ان کی طرف گزر گیا تو میرا خون تو زیت کے پتھروں کے پاس دیکھے گا۔ عبداللہ نے کہا: خدا کی قسم! ہم پر ایک بادل چھا گیا اور وہ ہم پر نہ برسا اور ہم سے عیسیٰ اور اس کے اصحاب کی طرف گزر گیا۔ وہ فتحیاب ہوئے اور اس نے محمد کو قتل کیا اور میں نے ان کا خون احجار زیت پر دیکھا۔ ان کا قتل پیر کے دن چودھویں رمضان ۱۴۵ھ کو ہوا۔ وہ المہدی اور نفس زکیہ کے لقب سے ملقب تھے۔
ان کے اور ان کے بھائی کے لئے جو مرثیے کہے گئے ان میں سے عبداللہ بن مصعب کا مرثیہ یہ ہے:

یا صاحبی دعا الملامۃ واعلما ... ان لست فی ھذا بالوم منکما
وقفا بقبر النبی فسلما ... لا باس ان تقضابہ وتسلما
قبر تضمن خیر اھل زمانہ ... حسبا وطیب سجیۃ وتکرما
رجل نفی بالعدل جور بلادنا ... وعفا عظیمات الامور وانعما
لم یجتنب قصد السبیل ولم یجر ... عنہ ولم یفتح بفاحشۃ فما
لو اعظم الحدثان شیئا قبلہ ... بعد النبی بہ لکنت المعظما

أَكَانَ أَقْسَمَ بِالسَّلَامَةِ قَبْلَهُ　　أَحَدٌ لَكَانَ قُصَارُهُ أَنْ يَسْلَمَا
ضَرَبَا بِإِبْرَاهِيمَ خَيْرَ ضَرِيبَةٍ　　فَتَحَرَّسَتْ أَيَّامُهُ فَتَصَرَّمَا
بَطَلًا يَخُوضُ بِنَفْسِهِ غَمَرَاتِهِ　　لَا طَائِشًا رَعِشًا وَلَا مُسْتَسْلِمَا
حَتَّى مَضَتْ فِيهِ السُّيُوفُ وَرُبَّمَا　　كَانَتْ حُتُوفُهُمُ السُّيُوفُ وَرُبَّمَا
أَضْحَى بَنُو حَسَنٍ أُبِيحَ حَرِيمُهُمْ　　فِينَا وَأَصْبَحَ نَهْبُهُمْ مُتَقَسَّمَا
وَنِسَاؤُهُمْ فِي دُورِهِنَّ نَوَائِحٌ　　سَجْعَ الْحَمَامِ إِذَا الْحَمَامُ تَرَنَّمَا
يَتَوَسَّلُونَ بِقَتْلِهِمْ وَيَرَوْنَهُ　　شَرَفًا لَهُمْ عِنْدَ الْإِمَامِ وَمَغْنَمَا
وَاللهِ لَوْ شَهِدَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ　　صَلَّى الْإِلَهُ عَلَى النَّبِيِّ وَسَلَّمَا
إِشْرَاعَ أُمَّتِهِ الْأَسِنَّةَ لِابْنِهِ　　حَتَّى تَقَطَّرَ مِنْ ظُبَاتِهِمُ دَمَا
حَقًّا لَأَيْقَنَ أَنَّهُمْ قَدْ ضَيَّعُوا　　تِلْكَ الْقَرَابَةَ وَاسْتَحَلُّوا الْمَحْرَمَا

اے میرے دوستو! ملامت چھوڑ دو، اور میں اس معاملے میں تم سے زیادہ قابل ملامت نہیں ہوں۔
نبی صلعم کی قبر پر کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم وہاں کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔
اس قبر میں وہ ہے جو حسب اور پاکیزہ طبیعت اور زندگی کے اعتبار سے اپنے اہل زمانہ میں سب سے بہتر تھا۔
وہ ایسا تھا جو ہمارے بلاد کے جور کو عدل سے بدل دیتا تھا اور بڑے بڑے قصور معاف کرتا اور انعام دیتا تھا۔
اس نے کبھی راہ راست پر چلنے سے اجتناب نہ کیا، نہ اس سے منہ موڑا اور نہ بری بات کے لئے زبان کھولی۔
اگر اس سے پہلے زمانے کے حوادث نے کسی چیز کو بزرگ کر دیا ہوتا تو ضرور تم نبی کے بعد اس کو بزرگ سمجھ سکتے تھے۔
یا اگر اس سے پہلے کسی کے لئے صرف اپنی سلامتی ہی اس قابل ہوتی کہ وہ اس پر راضی ہو تو ضرور اس کی غایت مقصود صرف سلامتی ہو سکتی تھی۔
ابراہیم کو اچھی طرح قتل کر دو کیونکہ نبی کا زمانہ گزر چکا ہے۔

وہ ایسا بہادر تھا جو جنگ میں گھس جاتا تھا، نہ منہ موڑنے والا، نہ خوف
کرنے والا، اور نہ سر جھکا دینے والا۔
یہاں تک کہ تلواریں اس میں اتر گئیں۔ حالانکہ بسا اوقات انہی
تلواروں سے لوگوں کا کام تمام ہو جاتا۔
ہمارے درمیان جو حسن اس حال میں ہو گئے کہ ان کے حرم مباح
کر لئے گئے اور ان کا مال لوٹ لیا گیا۔
اور ان کے گھروں میں عورتیں نوحے کرنے لگیں جیسے کبوتری سجع
کرتی ہے۔
وہ اس کے قتل کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس کو امام کے
پاس شرف حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور حقیقت خیال
کرتے ہیں۔
خدا کی قسم اگر نبی محمد صلعم یہ دیکھتے، اللہ نبی پر درود و سلام بھیجے
کہ کس طرح ان کی امت ان کے بیٹے کے لئے نیزے سنبھالتی ہے حتیٰ
کہ ان کی سنانوں سے خون ٹپکنے لگتا ہے۔
تو بالیقین ان کو معلوم ہو جاتا کہ ان کی امت نے اس قرابت کو ضائع
کر دیا اور جو چیز حرام تھی اس کو حلال کر لیا۔
جب محمد قتل ہو گئے تو عیسیٰ نے مدینۂ مبارکہ میں کچھ دن قیام کیا، پھر
وہ انیس رمضان کی صبح کو مکہ کی طرف عمرہ کے لئے گیا۔ اس نے مدینۂ مبارکہ
پر کثیر بن حصین کو چھوڑا۔ مکہ میں اس نے مہینہ بھر قیام کیا۔ پھر المنصور نے
عبداللہ بن الربیع الحارثی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

مدینۂ مبارکہ میں اسودان کی شورش کا ذکر

اسی سنہ میں اسودان نے مدینۂ مبارکہ میں وہاں کے عامل عبداللہ
بن الربیع الحارثی پر شورش کی، اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اس کا سبب
یہ ہوا کہ المنصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینۂ مبارکہ کا عامل مقرر کیا

وہ پچیس شوال کو وہاں پہنچا۔ اس کی فوج کے آدمیوں نے تاجروں سے بعض چیزوں پر جھگڑا کیا جو وہ ان سے خریدتے تھے۔ ان تاجروں نے ابن الربیع سے شکایت کی۔ اس نے خود انہی کو جھڑکا اور گالیاں دیں۔ اس سے لشکریوں کی جرأتیں ان کے حق میں اور بڑھ گئیں۔ انہوں نے ایک صراف پر حملہ کیا اور اس سے اسکے کیسہ پر جھگڑا کیا۔ اس نے دوسرے لوگوں سے مدد چاہی اور ان سے اپنا مال چھڑا لیا۔ اہل المدینہ نے ان کی اس بات کی شکایت کی۔ لیکن ابن الربیع نے فوجیوں کے اس فعل کو بُرا نہ سمجھا۔ پھر ایک شخص فوج میں سے آیا۔ اس نے قصائی سے جمعہ کے دن گوشت خریدا اور اس کی قیمت نہ دی اور اس پر تلوار اٹھائی۔ قصائی نے اپنی کمر سے چھرا نکالکر اس پر ضرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا۔ قصائی جمع ہو گئے اور السودان لشکریوں پر ٹوٹ پڑے جو جمعہ کی طرف جا رہے تھے۔ اور ان کو خوب قتل کیا۔ اپنا بوق بجایا۔ جسے بالائی اور زیریں علاقہ کے سودانیوں نے سنا اور وہ بھی آگئے اور جمع ہو گئے۔ ان کے رئیس تین شخص تھے۔ وثیق، یعقل اور رمعہ۔ یہ لوگ شام تک فوجیوں کو قتل کرتے رہے۔ دوسرا دن ہوا تو انہوں نے ابن الربیع کا قصد کیا۔ وہ وہاں سے بھاگ نکلا اور بطن نخل پہنچا جو مدینہ مبارکہ سے دو دن کی مسافت پر ہے اور وہاں ٹھہر گیا۔ السودان نے المنصور کا غلہ اور تیل اور بانس و قصب لوٹ لئے آٹے کی ایک بوری دو درہم میں اور تیل کی ایک مشک چار درہم میں بیچ ڈالی۔ سلیمان بن ملیح اسی دن المنصور کے پاس گیا اور اسے اس کی خبر دی۔

ابوبکر بن سبرہ قید میں تھے۔ وہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ پکڑے گئے تھے۔ اور انھیں مار پیٹ کر پا بجولاں قید کر دیا گیا تھا۔ جب السودان کا یہ واقعہ پیش آیا تو وہ اپنی بیڑیوں سمیت زندان سے نکلے۔ مسجد میں آئے۔ محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلایا۔ اور ان سے کہا: میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں یہ مصیبت جو اس وقت پیش آئی ہے اگر پہلے فعل کے بعد یہ بھی امیر المومنین کے نزدیک ہم پر ثابت ہو گئی تو خدا کی قسم شہر اور

اس کے باشندوں اور بازار کے تمام غلاموں کی بربادی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ اور ان سے واپس آنے اور اپنی رائے کی طرف عود کرنے کے لئے گفتگو کرو۔ کیونکہ ان کو حبشہ نے خروج پر مجبور کیا ہے۔ وہ غلاموں کے پاس گئے۔ ان سے گفتگو کی، اور ان سے کہا: ہمارے موالی کو مرحبا۔ واللہ ہم نہیں کھڑے ہوئے مگر اس چیز سے ناراضی کی بناء پر جو تم سے کی گئی۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کا حکم دیا گیا ہے" وہ ان کے ساتھ مسجد گئے، ابن ابی سبرہ نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اطاعت پر آمادہ کیا۔ وہ باز آ گئے۔ اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہیں پڑھی۔ عشاء کا وقت ہوا تو کسی نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے موذن کی طلب کو قبول نہ کیا۔ پھر الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان آیا۔ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ صفیں سیدھی ہو چکیں تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس نے بلند آواز سے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اور لوگوں کے ساتھ امیرالمومنین کی اطاعت پر نماز پڑھ رہا ہوں" اس طرح اس نے دو تین مرتبہ کہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب دوسرا دن ہوا تو ان سے ابن ابی سبرہ نے کہا: تم سے کل وہ بات ہوئی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔ تم نے امیرالمومنین کا غلہ لوٹ لیا ہے۔ تم میں سے کسی کے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے جسے وہ واپس نہ کر دے" سب نے وہ چیزیں واپس کر دیں۔ ابن الربیع بطن نخل سے واپس آ گیا اور اس نے وثیق، وثقل وغیرہ کے ہاتھ کاٹ دیے۔

ذکر بناء مدینۃ بغداد

اسی سال المنصور نے مدینہ بغداد کی بناء شروع کی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس نے نواحی الکوفہ میں الہاشمیہ تعمیر کیا تھا۔ جب وہاں الراوندیہ نے شورش کی تو اس نے وہاں کے باشندوں کو اس وجہ سے، اور اہل الکوفہ کے قرب کی وجہ سے ناپسند کیا، اس کو اہل الکوفہ سے اپنی جان کا خوف تھا، اور انہوں نے اس کی فوج کو بگاڑ دیا تھا۔ وہ خود ایک ایسی جگہ تلاش کرنے لگے

نکلا جہاں وہ خود اور اُس کی فوج رہے ۔ وہ ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں شہر تعمیر کرے جرجرایا
کی طرف آیا پھر الموصل کی طرف چلا اور جبل کی طرف گیا ۔ اس نے اپنی فوج کے ایک شخص
کو آشوب چشم کے سبب سے جو اس کو لاحق ہو گیا تھا مدائن میں چھوڑ دیا تھا ۔ جس
طبیب کا وہ علاج کرتا تھا اس نے المنصور کے حرکت کرنے کا سبب پوچھا ۔ اس
نے سبب بتایا ۔ طبیب نے کہا ۔ "اس کتاب میں جو ہمارے پاس ہے لکھا ہے کہ
ایک شخص جس کا نام مقلاص ہوگا دجلہ و صراۃ کے درمیان ایک شہر بنائے گا جس
کا نام "الزوراء" ہوگا جب وہ اس کی بنیاد رکھے گا اور اس کا کچھ حصہ بن چکے گا تو
اس پر حجاز سے ایک مصیبت نکلے گی اور وہ اس کی بنا چھوڑ دے گا اور اس خرابی
کی اصلاح کرے گا ۔ پھر ایک دوسری خرابی بصرہ سے آئے گی جو اس سے
بھی بڑی ہوگی ۔ لیکن یہ دونوں خرابیاں زیادہ دیر تک نہ رہیں گی ختم ہو جائیں گی ۔ پھر
وہ اس کی بنا کی طرف عود کرے گا اور اس کو پورا کرے گا ۔ اس کی بڑی عمر ہوگی اور
ملک اس کی اولاد میں باقی رہے گا ۔" وہ لشکری المنصور کی چھاؤنی پر آیا جو اس وقت
نواحی الجبل میں تھی اور اسے اس کی خبر دی ۔ وہ واپس ہوا اور اس نے کہا: "واللہ بچپن
میں میرا لقب مقلاص کہلاتا تھا ۔ پھر میرا یہ نام زائل ہو گیا ۔" وہ چلا آیا کہ اس دیر میں اترا جو
الخلد نامی قصر کے سامنے تھا ۔ صاحب دیر اور البطریق کو بلایا کے مالک بطریق اور
صاحب بغداد اور صاحب المخرم اور صاحب بستان القس اور صاحب العتیقہ کو
بلایا ۔ اور ان سے ان کے مقامات کی نسبت دریافت کیا کہ گرمی سردی اور بارش
میں کیا رہتا ہے؟ گرد و غبار کا کیا حال ہے؟ پسو اور کیڑے مکوڑے تو نہیں ہیں؟
ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مقام کا حال بیان کیا ۔ ان کے بعد صاحب بغداد
بلایا گیا ۔ المنصور نے اس کو بلایا اور اس سے مشورہ کیا ۔ اس نے کہا اے امیر المومنین!
آپ نے مجھ سے ان مقامات کے متعلق سوال کیا ہے اور کہ آپ ان میں سے کس کو
پسند کریں؟ میری رائے یہ ہے کہ آپ چار طسوجوں میں اتریں ۔ جانب غربی میں طسوج
ہیں قطربل و بادوریا ہیں! جانب شرقی میں دو طسوج ہیں نہر بوق و کلواذی ہیں ۔
یہ نخل اور پانی کے قریب رہیگا ۔ اور اگر کسی طسوج میں قحط ہو اور اس کی آبادی
کم ہو گئی تو دوسرے طسوج میں آبادیاں ہوں گی ۔ اور اے امیر المومنین! آپ الصراۃ

پہنچ جائیں گے۔ آپ کے پاس کشتیوں پر الشام والرقہ والغرب سے طرائف مصر پہنچا کریں
گی۔ آپکے پاس الصین اور السند والبصرہ و واسط و بارنج والروم والموصل وغیرہ سے
دجلہ کے راستہ سامان پہنچے گی۔ آپ کے پاس آرمینیہ اور متصل علاقوں کی رسد تامرا کے
رستے آئے گی حتی کہ الزاب میں پہنچ جائے گی۔ پھر آپ دریاؤں کے بیچ میں ہوں
گے۔ آپ کا دشمن آپ تک کسی پل یا قنطرہ کے بغیر نہ پہنچ سکیگا۔ اگر آپ نے پل یا قنطرہ کو توڑ دیا تو وہ
آپ تک نہ آ سکیگا۔ دجلہ الفرات والصراۃ اس شہر کی خندقیں ہیں۔ آپ البصرہ والکوفہ و واسط والموصل
اور السواد کے بیچ میں ہوں گے اور بحر و بر اور پہاڑ سے قریب ہوں گے۔ اس سے المنصور کا عزم وہاں
اترنے کے متعلق اور پختہ ہو گیا۔

کہا جاتا ہے، المنصور نے جب شہر بغداد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک
راہب کو دیکھا اور اسے آواز دی، وہ آیا۔ المنصور نے اس سے کہا، کیا تم اپنی کتابوں میں
یہ پاتے ہو کہ اس جگہ ایک شہر بنایا جائے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ اور وہ شہر مقلاص بنائے
گا۔ المنصور نے کہا، میں اپنے بچپن میں مقلاص کہلاتا تھا۔ اس نے کہا، تو آپ ہی
اس شہر والے ہیں۔

المنصور نے ۱۴۵ھ میں اس کی تعمیر شروع کر دی۔ کاریگروں اور معماروں کی
طلب کیلئے الشام والجبل والکوفہ و واسط والبصرہ لکھا۔ اصحاب فضل و عدالت و فقہ اور صاحب
امانت و معرفت بالہندسہ میں سے ایک جماعت منتخب کرنے کا حکم دیا۔ اس غرض کے
لئے جو لوگ بلائے گئے ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ بھی تھے۔ المنصور کے حکم سے
شہر کی داغ بیل ڈالی گئی۔ بنیاد کھودی گئی اور اینٹیں پکائی گئیں۔ سب سے پہلے اس
نے راکھ سے نشانات ڈلوائے اور ان میں دروازے، فصیلیں اور محرابیں اور
میدان بنوائے۔ اور یہ سب راکھ سے بنوائے گئے تھے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ
پنبہ سے ڈالکر ان میں آگ لگائی جائے۔ یہی کیا گیا۔ اس مشتعل حالت میں
اس کو دیکھ کر نقشہ سمجھا۔ اور حکم دیا کہ اسی نقشہ پر بنیاد کھودی جائے۔ اور اس پر چار قائد
مقرر کئے۔ ہر قائد ایک حصے پر تھا۔ ابو حنیفہ کو اینٹیں گننے پر مقرر کیا۔ اس نے پہلے
اس نے چاہا تھا کہ ابو حنیفہ عہدہ قضاء و مظالم قبول کر لیں۔ انہوں نے قبول نہ کیا۔ المنصور
نے قسم کھائی کہ وہ ان کو نہیں چھوڑے گا حتی کہ وہ اس کی ملازمت قبول کریں۔ آخر انہوں نے

مقرر کیا کہ بغداد کی تعمیر کی نگرانی کریں اور بانسوں سے اینٹوں کا شمار کریں، اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کیا۔ المنصور نے فصیل کا عرض اس کی بنیاد میں پانسو ذراع اور اوپر بیس ذراع رکھا۔ بنیاد میں بانس اور کڑیاں لگائیں۔ پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اور کہا: بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین پھر کہا: بناؤ اللہ کی برکت پر۔

فصیل ایک قد آدم اٹھ چکی تھی کہ محمد بن عبد اللہ کے ظہور کی خبر آئی۔ اس نے تعمیر روک دی۔ الکوفہ میں قیام کیا حتیٰ کہ محمد اور ان کے بھائی ابراہیم کی جنگ سے فارغ ہو گیا۔ پھر بغداد کی طرف واپس آیا، اس کی تعمیر مکمل کی اور وہیں اپنے اصحاب کو زمینیں دیں۔

المنصور نے وہ سب چیزیں مہیا کی تھیں جن کی شہر کی تعمیر کے لئے احتیاج ہوتی ہے۔ جیسے لکڑی، اور سامان وغیرہ، جب وہ الکوفہ جانے لگا تو جو کچھ اس نے جمع کیا تھا اس کی حفاظت پر اپنے غلام اسلم کو مقرر کیا۔ اسلم کو خبر ملی کہ ابراہیم نے المنصور کی فوج کو شکست دے دی۔ اس نے وہ سب چیزیں جلا دیں جن کا المنصور نے ذخیرہ کیا تھا۔ المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے اس کو سرزنش لکھی۔ اسلم نے لکھا کہ "مجھے خوف ہوا کہ ابراہیم ان چیزوں پر قابض نہ ہو جائے"۔ المنصور نے اس کو کچھ نہ کہا۔

عنقریب ہم سنہ [illegible] میں شہر کی تعمیر کی کیفیت لکھیں گے۔

ذکر ظہور ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن برادر محمد

اسی سال ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا۔ وہ محمد کے بھائی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ ظہور سے قبل ان کی بڑی تلاش کی گئی۔ ان کی ایک لونڈی کا بیان ہے کہ انہوں نے پانچ برس تک کسی ایک جگہ قرار نہیں لیا۔ کبھی فارس میں تھے تو کبھی کرمان میں، کبھی الجبل میں رہا اور کبھی الحجاز میں۔ کبھی یمن میں اور کبھی الشام میں رہا۔ پھر وہ الموصل گئے، المنصور بھی ان کی تلاش میں وہاں پہنچا۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ الموصل میں اس جستجو نے مجھے پریشان کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ میں المنصور کے دستر خوان پر بیٹھا۔

پھر نکلا۔ اور جستجو بند ہوگئی۔ لشکر میں سے ایک گروہ شیعہ تھا۔ ان لوگوں نے ابراہیم کو تلاش کر کے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس آجائیں تو وہ ابراہیم پر خروج کر دیں۔ ابراہیم ابو جعفر کے لشکر میں پہنچے وہ اس وقت بغداد میں تھا اور اس کی داغ بیل ڈال چکا تھا۔ اس کے پاس ایک آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ دوست دشمن کو پہچان لیتا تھا۔ اس نے اس آئینہ میں دیکھا اور کہا اے مسیب میں نے ابراہیم کو اپنے لشکر میں دیکھا ہے۔ زمین پر اس سے بڑا میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ تو دیکھ کہ وہ کون شخص ہے۔ پھر المنصور نے المسیب کو پل بنانے کا حکم دیا۔ ابراہیم لوگوں کے ساتھ اس کو دیکھنے کے لئے نکلے المنصور کی ان پر نظر پڑ گئی۔ ابراہیم جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ اور لوگوں میں گھل گئے۔ اور ایک قاضی کے پاس پہنچے اور اس سے پناہ لی۔ اس نے انہیں ایک غرفہ میں چڑھا لیا۔ المنصور نے ان کی طلب میں بڑی تگ و دو کی۔ ہر جگہ جاسوس بٹھا دیئے۔ ابراہیم اپنے مکان میں بیٹھے رہے۔ آخر کار ان کے ساتھی سفیان بن حیان القمی نے ان سے کہا۔ ہم پر جو مصیبت آئی ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اب بے خطرے میں پڑے بغیر چارہ نہیں ہے۔ بولے جو تم مناسب سمجھو کرو۔ سفیان الربیع کے پاس پہنچا اور اس سے المنصور کے پاس جانے کی اجازت لی۔ اس نے سفیان کو المنصور کے پاس پہنچا دیا۔ المنصور نے اسے دیکھا تو گالی دی۔ سفیان نے کہا اے امیرالمومنین! ہم اسی کے اہل ہیں جو آپ فرماتے ہیں۔ لیکن میں آپ کے پاس تائب ہو کر آیا ہوں۔ آپ کے لئے میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو آپ چاہتے ہیں کیا آپ کے پاس ابراہیم بن عبداللہ کو لاؤں؟ میں نے ان لوگوں کو آزما لیا اور ان میں کوئی خیر نہ پائی۔ آپ میرے اور میرے ساتھی غلام کے لئے پروانہ لکھ دیجئے کہ مجھے برید پر سوار کر دیا جائے اور میرے ساتھ ایک لشکر بھیجئے۔ المنصور نے پروانہ لکھ دیا۔ اور ایک فوجی دستہ اس کے ساتھ کیا اور اس سے کہا یہ ہزار دینار ہیں ان سے کام چلا۔ اس نے کہا مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ اور ان میں سے صرف تین سو دینار لے لئے اور چلا۔ لشکر اس کے ساتھ تھا۔ وہ مکان میں داخل ہوا۔ ابراہیم پر صوف کا جبہ اور غلاموں کی سی قبا تھی۔ سفیان ان کو لے چلا۔ اور ان کی پیروی کرنے لگا اور برید پر سوار ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ برید پر سوار نہیں ہوا۔ وہ چلا حتیٰ کہ المدائن پہنچا۔ وہاں سے

پل کے ایک افسر نے روکا، سفیان نے اسے پروانہ دکھا دیا۔ جب وہ وہاں سے گزر گیا تو پل کے محافظ نے کہا: یہ غلام نہیں ہے، بلکہ ابراہیم بن عبداللہ ہے۔ تو یہ سوچا جا۔ اس نے دونوں کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک کشتی پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ البصرہ پہنچے۔ پھر وہ فوجیوں کو ایسے مکانوں پر لے جانے لگا جن کے دو دروازے تھے، ان میں سے بعض کو ایک دروازے پر بٹھا کر کہتا کہ جب تک میں نہ آؤں یہاں سے نہ جانا، اور ان کو چھوڑ کر دوسرے دروازے سے نکل جاتا۔ حتیٰ کہ اس نے ان رستے والوں کو اپنے سے جدا کر دیا اور غائب ہو گیا۔ سفیان بن معاویہ امیر البصرہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے لشکریوں کے پاس آدمی بھیجے، ان کو جمع کیا اور القمی کو تلاش کیا۔ لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

اس سے قبل ابراہیم الاہواز پہنچے تھے اور حسن بن حبیب کے پاس چھپے تھے، اور محمد بن حصین ان کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اس نے ایک دن کہا: امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے انہیں خبر دی ہے کہ ابراہیم الاہواز میں دو نہروں کے درمیان جزیرے میں چھپا ہوا ہے۔ میں نے جزیرے میں حسن کو تلاش کیا لیکن وہ وہاں نہیں ہے۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو کل مستشہر میں تلاش کروں، شاید امیر المومنین کی مراد دو نہروں کے درمیان سے دُجَیل والمسرقان کے درمیان ہو۔ حسن بن حبیب ابراہیم کے پاس واپس آئے۔ اور ان کو خبر دی، اور شہر کے بیرونی حصہ کی طرف ان کو نکال دیا۔ محمد نے اس دن ان کو تلاش نہیں کیا۔ جب دن ختم ہونے کو آیا تو حسن، ابراہیم کی طرف گئے اور جا کر ان کو شہر میں لے آئے۔ وہ دونوں عشاء کے وقت دو گدھوں پر جا رہے تھے کہ ان کو ابن حصین کے سواروں کا اگلا حصہ ملا، ابراہیم اپنے گدھے سے اتر گئے، جیسے پیشاب کر رہے ہیں۔ ابن الحصین نے حسن سے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ کہا: اپنی قرابت والوں میں سے ایک کے پاس سے۔ وہ چلا گیا اور حسن کو اسنے چھوڑ دیا۔ حسن ابراہیم کے پاس واپس آیا۔ اور انہیں سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔ ابراہیم نے اس سے کہا: خدا کی قسم میں نے خون کا پیشاب کیا ہے۔ حسن کہتا ہے، میں اس جگہ پہنچا اور میں نے دیکھا کہ اس جگہ انہوں نے خون کا پیشاب کیا تھا۔ پھر ابراہیم البصرہ آئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد کے مدینہ میں ظاہر ہونے کے بعد وہاں پہنچے۔ اور بعض کہتے ہیں، ۱۴۳ھ میں پہنچے تھے۔ حسن نے ان کو بلایا تھا اور ان

کی پہلان دوری کی تھی۔ وہ بعض کے قول کے مطابق یحییٰ بن زیاد بن حیان النبطی تھے۔ اس نے ان کو اپنے قبیلہ بنی لیث کے درمیان اتارا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دار ابی مروان میں اترے اور لوگوں کو اپنے بھائی کی بیعت کی طرف دعوت دی۔ اور سب سے پہلے جن لوگوں نے ان سے بیعت کی وہ نمیلہ بن مرة العبشمی اور عفو اللہ بن سفیان اور عبدالواحد بن زیاد اور عمرو بن سلمة الہجیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی تھے۔ ان لوگوں نے اور لوگوں کو بلایا اور مغیرہ بن الفزع اور ایسے ہی لوگوں نے ان کی دعوت قبول کی۔ عیسیٰ بن یونس اور معاذ بن معاذ اور عباد بن العوام اور اسحاق بن یوسف الازرق اور معاویہ بن ہشیم بن بشیر اور فقہا اور اہل العلم کی ایک جماعت کثیر نے بھی ان کو لبیک کہی، حتیٰ کہ ان کے دیوان کا شمار چار ہزار تک پہنچ گیا اور ان کے کام کو فروغ ہونے لگا۔ پھر لوگوں نے کہا: اگر آپ وسط البصرہ کی طرف منتقل ہو جائے تو لوگ آرام سے آپ کے پاس آ سکتے تھے۔ وہ منتقل ہو گئے، اور ابو مروان مولیٰ بنی سلیم کے گھر میں مقبرہ بنی یشکر میں اتر گئے۔ سفیان بن معاویہ ان کے کام میں معاونت کرتا رہا۔ جب ان کے بھائی محمد ظاہر ہوئے تو انہوں نے ابراہیم کو بھی ظاہر ہونے کے لئے لکھا۔ وہ غمگین اور رنجیدہ ہوئے لیکن ان کے بعض ساتھیوں نے ان کو تسکین دی کہ گھبرانا نہیں ہے، اور ان سے کہا کہ آپ کا کام مجتمع ہو چکا ہے۔ اب آپ زندان کی طرف نکلئے اور رات کے وقت اس کو توڑ دیجئے۔ پھر جو صبح ہوگی تو لوگوں کا ایک عالم آپ کے پاس اکٹھا ہو جائے گا۔ اس سے ان کا نفس مطمئن ہو گیا۔ اس وقت المنصور کوفہ کے اندر مقیم تھا جیسا کہ اوپر گزرا۔ اور اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج تھی۔ اس نے مجن تک فوج سفیان بن معاویہ کے پاس البصرہ بھیجے تاکہ اگر ابراہیم ظاہر ہوں تو وہ اس کی مدد کریں۔ جب ابراہیم نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو سفیان کو اطلاع دی اور اس نے قائدوں کو اپنے پاس جمع کر لیا۔ ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ کو ظاہر ہو گئے۔ انہوں نے اس فوج کے جانور لوٹ لئے۔ لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور دار الامارہ کا قصد کیا جہاں سفیان ایک جماعت کے ساتھ متحصن تھا۔ ابراہیم نے اس کو محصور کر لیا۔ سفیان نے ان سے امان مانگی۔ ابراہیم نے اس کو امان دی، اور دار الامارہ میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے ان کے لئے چٹائی بچھائی، لیکن ہوا چلی اور اس نے چٹائی الٹ دی۔ لیکن

اس لئے کہ وہ بیٹھیں۔ اس سے لوگوں نے بُری فال لی۔ ابراہیم نے کہا، ہم شگون نہیں کرتے۔ اور اس الٹی ہوئی چٹائی ہی پر بیٹھ گئے۔ ان قاصدوں کو قید کر دیا اور سفیان بن معاویہ کو بھی قصر میں محبوس کر دیا۔ اور وہیں کو بیڑیاں پہنا دیں کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ محبوس ہے۔ سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو ابراہیم کے ظہور کی خبر ملی تو وہ چھ سو آدمیوں کے ساتھ آئے۔ ابراہیم نے ان کی طرف مضا ابن القاسم الجزری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے ان دونوں کو شکست دے دی۔

ابراہیم کے منادی نے ندا دی کہ بھاگنے والا تعاقب نہ کیا جائے، نہ مجروح پر حملہ کیا جائے۔ ابراہیم خود زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے دروازے پر گئے۔ یہ وہی زینب ہیں جن کی طرف عباسیوں میں سے زینبیین منسوب ہیں۔ وہاں انھوں نے امان کی منادی کی اور یہ کہ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اس طرح البصرہ ان کے لئے صاف ہوگیا، اور وہاں کے بیت المال میں ان کو بیس لاکھ درہم ملے جن سے ان کو قوت حاصل ہوئی اور انھوں نے اپنے اصحاب کے لئے فی کس پچاس درہم کے حساب سے مقرر کئے۔ جب البصرہ ان کے قابو میں آگیا تو انھوں نے المغیرہ کو الاہواز بھیجا، وہ دو سو آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہاں المنصور کا عامل محمد بن الحصین تھا۔ وہ اس کے مقابلہ پر چار ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلا، فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی۔ ابن الحصین نے شکست کھائی اور المغیرہ الاہواز میں داخل ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ المغیرہ کو انھوں نے باخمریٰ کی طرف جانے کے بعد بھیجا تھا۔

ابراہیم نے فارس کی طرف عمرو بن شداد کو بھیجا، وہ وہاں پہنچا، یہاں علی بن عبداللہ بن عباس کے دونوں بیٹے عبدالصمد اور اسمٰعیل اصطخر میں تھے۔ ان دونوں کو جب عمرو کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو دارابجرد چلے گئے، اور قلعہ بند ہو گئے۔ اس طرح فارس عمرو کے ہاتھ میں آگیا۔ ابراہیم نے مروان بن سعید العجلی کو سترہ ہزار آدمیوں کے ساتھ واسط کی طرف بھیجا جہاں المنصور کی طرف سے ہارون بن حمید الایادی تھا۔ اور عجلی کو یہاں کا والی کیا۔ المنصور نے اس سے جنگ کرنے کے لئے عامر بن اسمٰعیل المسلی کو پانچ ہزار اور بعض کہتے ہیں بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ پھر انھوں نے جنگ بند کرنے پر عارضی صلح کر لی حتیٰ کہ معلوم ہو جائے

کہ ابراہیم اور المنصور دیکھتے کہ کیا انجام دیتے ہیں۔ جب ابراہیم قتل ہوئے تو مروان ابن جبد چھلک گیا اور بیہوش ہوگیا تھی کہ وفات پا گئی۔ ابراہیم البصرہ میں بیٹھے ہوئے عمال اور زمیں بھیجا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے بھائی محمد کی وفات کی خبر ان کو عید الفطر سے تین دن قبل ملی۔ وہ عید کے دن لوگوں کے ساتھ نکلے تھے ان میں شکستگی پائی جا رہی تھی۔ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کو محمد کے قتل کی خبر دی۔ اس سے المنصور کے خلاف جنگ کرنے میں ان کی بصیرت اور بڑھ گئی۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو ابراہیم نے فوج کا پڑاؤ ڈالا۔ اور البصرہ میں اپنے نائب نمیلہ کو اپنے بیٹے حسن کے ساتھ چھوڑا۔

ابراہیم کے جانے اور ان کے قتل کئے جانے کا ذکر

پھر ابراہیم نے جانے کا عزم کیا۔ ان کے بصری ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ خود قیام کریں اور فوجیں بھیج دیں تاکہ اگر آپ کا ایک لشکر شکست کھا جائے تو آپ دوسرا لشکر اس کی مدد کو بھیج سکیں۔ لوگوں کو آپ کے مقام کا خوف ہوگا اور آپ کا دشمن آپ سے ڈرتا رہے گا۔ آپ اموال وصول کریں گے اور آپ کا قدم جما رہے گا۔ لیکن ان کے ساتھ جو اہل الکوفہ تھے انہوں نے کہا: الکوفہ میں ایسے لوگ ہیں جو اگر آپ کو دیکھ لیں گے تو آپ کے پیچھے مر جائیں گے۔ اور اگر وہ آپ کو نہ دیکھیں گے تو مختلف اسباب ان کو بٹھا دیں گے۔ وہ البصرہ سے الکوفہ کی طرف چلے۔ المنصور کو جب ابراہیم کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس کے ساتھ کی فوج کم تھی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ میری فوج میں دو ہزار آدمیوں کے سوا نہیں ہیں۔ میں اپنا تمام لشکر متفرق کر چکا ہوں۔ المہدی کے ساتھ الرے میں تیس ہزار ہیں۔ محمد بن الاشعث کے ساتھ افریقیہ میں چالیس ہزار ہیں اور باقی عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم اگر یہ لڑائی ختم ہوگئی تو میرے تیس ہزار آدمی کبھی الگ نہیں ہوں گے۔ پھر اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو فوراً واپس آنے کیلئے لکھا۔ یہ خط اس کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ عمرے کا احرام باندھ چکا تھا۔ اس نے عمرہ چھوڑ دیا اور واپس آیا۔ المنصور نے سلم بن قتیبہ کو لکھا۔ وہ الرے سے اس کے پاس آگیا۔ المنصور نے اس سے کہا: ابراہیم کی طرف جاؤ کیونکہ اس کی جمعیت خوف زدہ کرنے

کیونکہ خدا کی قسم وہ دونوں بنی ہاشم کے وسط میں جو قتل کئے جانے والے ہیں ایک میں ہوں جو کچھ
کہتا ہوں اس پر بھروسا کر۔" المنصور نے اس کے ساتھ دوسرے قائد بھی لگا دیئے
اور السری کو لکھا کہ خازم بن خزیمہ کو الاہواز کی طرف بھیجے۔ اس نے چار ہزار سواروں
کے ساتھ اسے بھیج دیا۔ وہ وہاں پہنچ گیا۔ المغیرہ جنگ کئے بغیر البصرہ کی طرف پسپا
ہو گیا۔ خزیمہ نے الاہواز کو تین دن تک مباح کئے رکھا۔ المنصور کے پاس البصرہ
والاہواز و فارس و واسط والمدائن والسواد سے بہ ہجوم بغاوتوں کی خبریں آئیں۔
اس کے پہلو میں اہل الکوفہ کے ایک لاکھ جنگ آزما ایک آواز کے منتظر تھے۔ جب اس کے
پاس بہ ہجوم خبریں آئیں تو اس نے کہا:—

وجعلت نفسي للرماح دريئة   ان الرئيس لمثل ذاك فعول

میں نے اپنے تئیں نیزوں کا نشانہ بنا لیا ہے۔ رئیس ایسے ہی کام کیا کرتا ہے۔

پھر اس نے ہر ناحیہ کی طرف فوج بھیجی۔ المنصور اپنے مصلے پر پانچ دن تک رات دن اسی
پر ہوتا اور اسی پر بیٹھا تھا۔ اس پر ایک میلا جبہ تھا جس کا دامن میلا ہو گیا تھا۔ وہ
مصلے سے جدا نہیں ہوا تھا مگر اس کے کہ جب وہ لوگوں کے سامنے آتا تو سیاہ پہن لیتا
اور جب ان سے جدا ہوتا تو اپنی ہیئت پر پلٹ آتا۔ اس کے پاس مدینہ سے دو عورتیں
ہدیۃً بھیجی گئیں۔ ان میں سے ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تھی اور
دوسری ام الکریم بنت عبد اللہ اولاد خالد بن اسید سے۔ لیکن اس نے ان
دونوں کو نہیں دیکھا۔ اس سے کہا گیا کہ ان دونوں کو بدگمانی ہو رہی ہے۔ اس نے
جواب دیا کہ یہ عورتوں کے دن نہیں ہیں اور ان کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے جب تک
میں ابراہیم کا سر اپنے پاس نہ دیکھ لوں یا اپنا سر اس کے پاس نہ دیکھ لوں۔ حجاج بن قتیبہ
کہتا ہے: جب المنصور پر بغاوتوں کی بہ ہجوم خبریں آنی شروع ہوئیں تو میں نے اس کے
پاس داخل ہو کر سلام کیا۔ اور اس کے پاس البصرہ والاہواز و فارس کی خبریں آ رہی تھیں
اور معلوم ہوا تھا کہ ابراہیم کی قوت بڑھتی رہی ہے اور کوفہ میں ایک لاکھ تلواریں اس کی فوج
کے مقابل ایک پکار کی منتظر ہیں کہ اس کے ساتھ مل جائیں۔ لیکن اس وقت میں نے
المنصور کو ایک مستعد و حاذق آدمی پایا۔ اس پر جو مصائب نازل ہوئی تھیں ان
کے مقابلے میں وہ ڈٹا ہوا تھا۔ وہ ان کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے نفس کو

نے بیٹھنے نہ دیا اور وہ ویسا ہی تھا جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے :-

نفس عصام سودت عصاما　　وعلمته الكر والاقداما

وصيرته ملكاً هماما

عصام کے نفس نے اس کو سردار بنا دیا اور مشہور ہو گیا۔ اور اسی چیز نے اس کو حملہ و اقدام سکھا دیا اور اس کو ایک صاحب ہمت بادشاہ بنا دیا۔

پھر المنصور نے ابراہیم کی طرف عیسیٰ بن موسیٰ کو پندرہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مقرر کیا۔ اور جب اس کو وداع کیا تو اس سے کہا : یہ خبیث یعنی محمد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب تو ابراہیم سے لاقی ہو تو اپنے اصحاب کو گردش کر دے حتیٰ کہ تیری اور اس کی مٹ بھیڑ ہو۔ پھر تیرے اصحاب تیرے پاس پلٹ آئیں اور انجام تیرے حق ہی میں ہوگا۔ جب ابراہیم البصرہ سے چلے تو انھوں نے اسی رات اپنے لشکر میں چھپ کر گشت لگائی اور طنبوروں کی آوازیں سنیں پھر دوسری مرتبہ بھی اسی طرح پھرے اور دوبارہ بھی آوازیں سنیں۔ انھوں نے کہا : جس فوج کا یہ حال ہو اس کی فتح کی میں امید نہیں رکھتا۔ لوگوں نے رستے میں ان کو الفقامی کی یہ ابیات پڑھتے سنا :-

امور لو تدبرها حليم　　اذا لنهى وهيب ما استطاعا
ومعصية الشفيق عليك مما　　يزيدك مرة منه استماعا
وخير الامر ما استقبلت منه　　وليس بان تتبعه اتباعا
ولكن الاديم اذا تفرى　　بلى وتعينا غلب الصناعا

لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے روانہ ہونے پر نادم ہیں۔ ان کے دیوان میں ایک لاکھ آدمیوں کا شمار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ رستے میں دس ہزار آدمی تھے۔ رستے میں ان سے کہا گیا کہ اس رخ کو چھوڑیں جس رخ سے عیسیٰ آرہا ہے اور الکوفہ کا قصد کریں کیونکہ المنصور ان کا مقابلہ نہیں کر سکیگا اور اہل الکوفہ ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور المنصور کیلئے حلوان کے سوا کوئی مرجع باقی نہ رہیگا۔ لیکن انھوں نے یہ نہیں کیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ عیسیٰ پر شبخون ماریں انھوں نے کہا : میں شبخون مارنے کو

کو وہ جیسا چاہتا ہوں پھرا سکتے کہ قبضہ کر لے کہ جس طرح چاہا جائے ۔ اہل الکوفہ میں سے ایک شخص
رکھتا تھا کہ وہ ان کو علم دیں کہ وہ چلے کر نہ جا کر لوگوں کو دعوت دے ۔ اس نے کہا ایسا
ان کو چلنے پوشیدہ طور پر دعوت دوں گا پھر علانیہ دعوت دینے لگوں گا جب المنصور الکوفہ
کے اطراف میں یہ خبر سنے گا تو اپنا منہ طرف ان سے ادھر پھیر کر دیکھے گا ۔ ابراہیم نے اس کے متعلق
بشیر الرحال سے مشورہ کیا ۔ بشیر نے کہا اگر ہم نے ان کو یا جو کچھ کہتا ہے تو یہ ایک اچھی رائے
ہوگی ۔ لیکن ہمیں اسکا اطمینان نہیں ہے کہ ان میں سے ایک طائفہ تیرے ساتھ ہو جائے
گا ۔ پھر المنصور کی طرف سوار بھیجیگا اور وہ بے گناہوں اور بچوں اور عورتوں کو پکڑیں گے اور
پھر گناہ سے تعرض ہوگا ۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا تم المنصور سے لڑنے نکلے ہو اور ضعیفوں
اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی ڈرتے ہو ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے سرایا لڑنے کیلئے نہیں بھیجتے تھے اور شرک کی صورت میں بھی نہیں قتل ہوتی تھیں ؟
بشیر نے کہا : وہ کفار تھے اور یہ مسلم ہیں ۔ آخر کار ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع
کیا اور چلے حتی کہ باخمریٰ پر جو الکوفہ سے سولہ فرسخ ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابل اترے ۔
سلم بن قتیبہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ آپ کھلے میدان میں آ گئے ہیں ۔ اور آپ جیسے شخص کی موت
یہاں نہیں چاہتا ۔ آپ اپنے گرد خندق کھدوا لیجئے تاکہ آپ تک ایک راستے کے سوا
کوئی نہ پہنچ سکے ۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ابو جعفر نے فوج جنگ پر بھیج دیا ہے ۔ آپ
ایک جماعت کے ساتھ تیزی سے اس کے سر پر جا پہنچئے ۔ ابراہیم نے اپنے ساتھیوں
کو بلایا اور یہ بات ان کے سامنے پیش کی ۔ انھوں نے کہا ہم خندق کیوں کھودیں حالانکہ
ہم ان پر غالب ہیں ۔ نہیں ! واللہ ہم یہ نہیں کریں گے ۔ انھوں نے کہا : تو ہم ابو جعفر
کی طرف جائیں ؟ کہا : کیوں ! جبکہ وہ ہمارے ہاتھ میں ہے ۔ ہم سب چلیں گے
ابراہیم نے قاصد سے کہا : " کیا تو سنتا ہے ؟ از سر نو واپس جا ۔ " پھر لوگ جنگ کیلئے تیار
ہوئے ۔ ابراہیم نے اپنے اصحاب کو ایک صف میں کھڑا کیا ۔ ان کے اصحاب میں سے بعض
نے مشورہ دیا کہ ان کو کرادیس کی شکل میں مرتب کیا جائے تاکہ اگر ایک دستہ شکست کھائے
تو دوسرا دستہ ثابت قدم رہے ۔ ورنہ اگر صف کا ایک حصہ منہزم ہو گیا تو سب کے
سب بھاگ نکلیں گے ۔ لیکن باقی لوگوں نے کہا : ہم تو اہل الاسلام کی سی صف
بندی کریں گے ۔ اس سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قول تھا : ان اللہ یحب الذین

تقاتلون فی سبیلہ صفا۔ (آخر آیت تک) پھر لوگ خوب لڑے۔ حمید بن قحطبہ اور اس کے ساتھ والے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ عیسیٰ نے ان کو روکا اور ان کو اللہ کا اور اطاعت کا واسطہ دیا لیکن وہ کسی طرف رخ نہیں کرتے تھے۔ پھر حمید شکست خوردہ آیا تو عیسیٰ نے اس سے کہا: اللہ اللہ والطاعۃ۔ لیکن اس نے کہا: "شکست میں اطاعت نہیں ہے" اور لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اور عیسیٰ کے ساتھ ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اس سے کہا گیا کہ تو اپنی جگہ سے ہٹ جا۔ حتیٰ کہ لوگ پھر تیری طرف واپس آ جائیں۔ پھر تو پلٹ کر حملہ کر۔ لیکن اس نے کہا: "میں اپنی اس جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا حتیٰ کہ مارا جاؤں یا اللہ میرے ہاتھ پر فتح کر دے۔ واللہ میرے اہل بیت میری صورت ہرگز نہیں دیکھیں گے کہ میں ان کے دشمن سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔" پھر اس کے پاس سے جو کوئی گزرتا تھا وہ اس سے کہتا تھا کہ میرے اہل بیت کو سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ مجھے اپنی جان سے زیادہ کوئی چیز نہیں ملی جس سے میں تمہاری مدد کرتا اور وہ میں نے تمہارے بدلے خرچ کر دیا۔" اس اثناء میں کہ وہ اسی حال پر تھے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا کہ جعفر و محمد ابنا سلیمان بن علی اصحاب ابراہیم کی پشت پر سے آ گئے۔ ان کے باقی اصحاب جو بھاگنے والوں کا تعاقب کر رہے تھے اس سے بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے نظر کی تو اپنے پیچھے قتال دیکھا۔ وہ اس کی طرف مڑے اور المنصور کے اصحاب ان کے پیچھے پلٹ آئے۔ اس طرح اصحاب ابراہیم کو ہزیمت ہو گئی۔ اگر جعفر و محمد نہ ہوتے تو عیسیٰ کی ہزیمت مکمل ہو گئی تھی۔ المنصور کے لئے اللہ کی امداد یہ تھی کہ ایک بستی کے اصحاب کو رستے میں ایک نہر ملی۔ وہ اس پر سے جست نہ لگا سکے تھے اور نہ ان کو کوئی گھاٹ ملتا تھا۔ وہ سب کے سب واپس آ گئے۔ ابراہیم کے اصحاب پانی پھاڑتے ہوئے آ گئے تھے تاکہ ان کا قتال یکسوئی سے ہو۔ جب وہ شکست کھا کر بھاگے تو ان کو پانی نے فرار سے روکا۔ ابراہیم کے اصحاب میں سے ایک گروہ کے ساتھ جس کی تعداد چھ سو اور بقول بعض چار سو تھی ڈٹ گئے۔ حمید نے ان سے قتال کیا اور ان کے سر عیسیٰ کے پاس بھیجنے لگا۔ یکایک ایک انجان تیر ابراہیم کو آ لگا اور ان کے حلق میں لگا۔ اور آپ نے قتل کا ثبوت دیا...... وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور کہا: "مجھے اتار دو" لوگوں نے ان کو ان کے مرکب سے اتار لیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ "یہ اللہ کا امر مقدور تھا۔ ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا اور اللہ نے اس کے سوا کچھ اور چاہا۔"

ان کے اصحاب اور خاص آدمی ان کے گرد جمع ہو گئے اور ان کی حفاظت کرنے اور ان کی حمایت میں لڑنے لگے۔ حمید بن قحطبہ نے اپنے اصحاب سے کہا: "اس جماعت پر حملہ کرو حتیٰ کہ ان کو ان کی جگہ سے ہٹا دو۔ اور معلوم کرو کس شخص پر وہ اکٹھے ہوئے ہیں۔" انہوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بڑی سختی سے لڑے حتیٰ کہ ان لوگوں کو ابراہیم کے پاس سے ہٹا دیا اور ان تک پہنچ گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے اسے ابن ابی الکرام الجعفری کو دکھایا۔ اس نے کہا: "ہاں یہ انہی کا سر ہے۔" عیسیٰ (گھوڑے) سے اتر کر زمین پر آ گرا اور اسے سجدہ کیا اور ان کا سر المنصور کے پاس بھیجا۔ ان کا قتل پیر کے دن پچیس ذی القعدہ ۱۴۵ھ کو ہوا۔ ان کی عمر اڑتالیس سال کی تھی وہ اپنے خروج کے وقت سے قتل تک پانچ دن کم تین مہینے رہے۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے شکست کھانے کا سبب یہ تھا کہ جب انہوں نے المنصور کے اصحاب کو بھگا دیا اور ان کا تعاقب کیا تو ابراہیم کے منادی نے ندا دی کہ "خبردار! کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا۔" اس سے وہ پیچھے کو واپس آ گئے۔ المنصور کے اصحاب نے ان کو واپس ہوتے دیکھا تو گمان کیا کہ وہ بھاگ رہے ہیں۔ وہ ان کے پیچھے چلے اور ہزیمت ہو گئی۔ المنصور کو خبر پہنچی کہ اس کے اصحاب نے ہزیمت پائی۔ اس نے الرے جانے کا عزم کر لیا۔ پھر اس کے پاس نوبخت منجم آیا اور اس نے کہا: "اے امیر المومنین! فتح آپ ہی کی ہے۔ ابراہیم عنقریب قتل ہو جائیں گے۔" لیکن المنصور نے اس کی بات قبول نہ کی۔ اس اثنا میں کہ وہ اس حال میں تھا اسے پاس ابراہیم کے قتل کی خبر آئی اور اس نے یہ شعر پڑھا: ؎

فالقت عصاها واستقر بها النوی   کما قر عینا بالایاب المسافر

اس نے اپنا سفر ختم کر دیا اور منزل مقصود اس کا مستقر بن گئی جس طرح مسافر گھر آنے سے آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

المنصور نے نوبخت کو بطور جاگیر دو ہزار جریب زمین عطا کی۔ ابراہیم کا سر المنصور کے پاس لایا گیا اور اس کے آگے رکھ دیا گیا۔ جب اس نے سر دیکھا تو رو دیا حتیٰ کہ اس کے آنسو ابراہیم کے رخساروں پر ٹپک پڑے۔ پھر اس نے کہا: "واللہ میں اس فعل سے کراہت کرتا تھا مگر تو مجھ سے آزمائش میں ڈالا گیا اور میں تجھ سے آزمائش میں ڈالا

گیا۔ پھر وہ مجلس عام میں بیٹھا اور لوگوں کو اسنے اذن دیا۔ آنے والا آتا اور ابراہیم کا
ذکر چھیڑتا اور ان کی شان میں بدگوئی کرتا اور المنصور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان
کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا۔ المنصور خاموش بیٹھا تھا اور اس کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ
جعفر بن حنظلہ الدارمی داخل ہوا۔ اس نے کھڑے ہو کر سلام کیا پھر کہا "اے امیر المومنین!
اللہ آپ کے ابن عم کے حق میں آپ کو اجر عظیم دے۔ اور جو کچھ انہوں نے آپ کے حق
میں تقصیر کی اسکو معاف کر دے"۔ المنصور کے چہرے کا رنگ چمک اٹھا (یا تر و تازہ ہو گیا) اور
وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا: "اے ابو خالد مرحبا" اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا
کہ یہ بات اسکو خوش کرتی ہے۔ اور وہ اسی کے قول کی مثل کہنے لگے۔

بعض کہتے ہیں جب اس کے سامنے ابراہیم کا سر رکھا گیا تو حارسوں میں سے
ایک نے اس کے چہرے پر تھوک دیا۔ المنصور نے حکم دیا اور اس کو ڈنڈوں سے مارا گیا
حتیٰ کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس کا منہ ٹوٹ گیا۔ وہ پیٹا جاتا رہا حتیٰ کہ بیہوش ہو گیا پھر لوگ
اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ کر لے گئے اور اسے دروازے کے باہر پھینک دیا۔

کہا جاتا ہے کہ المنصور نے ایک مدت بعد سفیان بن معاویہ کو مروا دیکھا۔
اس نے (غالباً سفیان نے) کہا "اللہ اکبر (معلوم نہیں) یہ ابن افعلی مجھے
کس طرح قتل کرتا ہے"۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا حال مستتم ہوا۔

چند حوادث کا ذکر

اس سال ترک و خزر نے باب الابواب میں خروج کیا اور ارمینیہ میں مسلمانوں
کی ایک جماعت کثیر کو قتل کر دیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ السری بن عبداللہ بن الحارث بن العباس نے حج کیا
جو اس سال مکہ کا حاکم تھا۔

مدینہ کا حاکم عبداللہ بن الربیع تھا۔ کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ البصرہ پر مسلم بن قتیبہ
الباہلی۔ اور البصرہ کی قضاء پر عباد بن المنصور۔ مصر پر یزید بن حاتم۔

اس سال المنصور نے مالک بن الہیثم کو الموصل سے معزول کر کے اپنے بیٹے جعفر بن ابی جعفر المنصور کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ حرب بن عبداللہ کو بھیجا جو اس کے اکابر قائدین میں سے تھا، اور یہ وہی ہے جس کی طرف بغداد میں الحربیہ منسوب ہے۔ اس نے الموصل کے نیچے ایک قصر بنایا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ وہ قصر آج تک قصر حرب کے نام سے معروف ہے۔ اسی میں زبیدہ بنت جعفر الرشید کی بیوی پیدا ہوئی۔ اسکے پاس آجکل ایک گاؤں آباد ہے جو ہماری ملک تھا۔ پھر ہم نے وہاں صوفیہ کیلئے ایک رباط بنائی اور اس قریے کو اس رباط پر وقف کر دیا۔ اس کتاب کا بڑا حصہ ہمارے اس گھر میں جمع کیا گیا ہے جو اس قریے میں ہے۔ اور وہ نہایت پاکیزہ اور حسین جگہ ہے۔ اس قصر کے آثار وہاں اب تک باقی ہیں۔ سبحان من لا یزول و لا تغیّرہ الدہور۔

اس سال عمرو بن میمون بن مہران نے وفات پائی۔ اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے وفات پائی، ان کی موت المنصور کی قید میں ہوئی۔ اس نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑوا لیا تھا، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ محمد اور ابراہیم کے چچا تھے۔

اس سال عبدالملک بن ابی سلیمان العرزمی اور یحییٰ بن الحارث الذماری نے وفات پائی، ان کی عمر ستر برس کی تھی۔ اور اس سال اسمٰعیل بن ابی خالد البجلی اور حبیب بن الشہید مولی الازد نے، جن کی کنیت ابو شہید تھی، وفات پائی۔

پھر ۱۴۶ھ داخل ہوا۔

المنصور کے بغداد کی طرف منتقل ہونے کا ذکر

اور

اسکی تعمیر کی کیفیت

اس سال صفر میں المنصور مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد کی طرف منتقل ہو گیا اور اس کا

شہر تعمیر کیا۔ ہم سنہ ۱۴۰ھ میں وہ سبب بیان کر چکے ہیں جو المنصور کے لئے شہر بغداد کی تعمیر کا باعث ہوا۔ اب ہم اس کی تعمیر کا ذکر کرتے ہیں۔

جب المنصور نے بغداد کی تعمیر کا عزم کیا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا جن میں خالد بن برمک بھی تھا۔ اس نے بھی اس کا مشورہ دیا اور اسی نے اس کے نقشہ جات ڈالے۔ منصور نے خالد سے المدائن والے ایوان کسریٰ کے توڑنے اور اس کا سامان بغداد لانے کے متعلق مشورہ کیا۔ اس نے کہا: "میری رائے اس کے حق میں نہیں ہے کیونکہ وہ اسلام کے اعلام میں سے ایک علم ہے جس سے ناظر اس بات پر دلیل پکڑتا ہے کہ اس کے اصحاب جیسے لوگ کسی امر دنیا کی وجہ سے ان پر چھائے جانے والے نہ تھے۔ نیز یہ ایک امر دین کی بنا پر ہے۔ اور ساتھ ہی وہاں علیؓ بن ابی طالب کا مصلیٰ ہے۔" المنصور نے اس سے کہا: "خالد! تو نے یہ انکار اپنے اصحاب عجم کے میلان کے سوا کسی اور وجہ سے نہیں کیا ہے۔" اس نے اس کے توڑنے کا حکم دیا۔ جس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اور ٹوٹا ہوا سامان لایا گیا۔ اس نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے سامان پر جو خرچ آیا ہے وہ جدید سامان کی قیمت سے زیادہ ہے۔ اس نے خالد بن برمک کو بلایا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ اس نے کہا: "اے امیر المومنین! میری رائے تو پہلے ہی یہ تھی کہ آپ ایسا نہ کریں۔ لیکن جب آپ یہ کر چکے ہیں تو اب میری رائے ہے کہ آپ اسے منہدم کر دیں تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ آپ ایک چیز کے ہدم سے عاجز ہو گئے جس کو آپ کے غیر نے بنایا تھا۔" لیکن منصور نے اس سے اعراض کیا اور اس کے گرانے کو چھوڑ دیا۔ اس نے شہر واسط کے دروازے منگوا کر بغداد پر لگوائے۔ اور ایک دروازہ الشام سے لایا گیا۔ اور ایک دروازہ الکوفہ سے لایا گیا جس کو خالد بن عبداللہ القسری نے بنوایا تھا۔ شہر مدور رکھا گیا تاکہ بعض لوگ بہ نسبت بعض لوگوں کے سلطان سے زیادہ قریب نہ ہوں۔ اور اس کے لئے دو فصیلیں بنوائیں۔ اندر کی فصیل باہر کی فصیل سے زیادہ اونچی تھی۔ اس نے اپنا قصر اس کے وسط میں بنوایا اور مسجد جامع قصر کے ایک پہلو میں بنوائی۔ وہ حجاج بن ارطاۃ تھے جنہوں نے مسجد کی داغ بیل ڈالی۔ اس کا قبلہ درست نہ تھا۔ نماز پڑھنے والے کو باب البصرہ کی طرف مڑنا پڑتا تھا کیونکہ مسجد قصر کے بعد بنائی گئی تھی۔ اور قصر مسجد کا قبلہ کی طرف نہیں تھا۔ اس کی تعمیر میں جو اینٹیں لگائی گئیں وہ ایک ایک ذراع مربع تھیں۔ اور ایک ٹکڑے میں سے کی اینٹ جو توڑی گئی تو اس کا وزن ایک سو سترہ رطل نکلا۔

المنصور کے شہر و دکانات کی ایک جماعت کے مشوروں کے دروازے مسجد الجامع کی سڑک پر کھلتے تھے۔ اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے اپنے ضعف کی بنا پر اس سے اجازت چاہی کہ باب الرحبہ سے اس کے قصر تک سواری پر جائے۔ لیکن اس نے اجازت نہیں دی۔ اس نے کہا "تو میں اپنے تئیں ایک آرکش جائز رکھتا ہوں۔" پھر المنصور نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے دروازے الرحبہ سے طاقات کی فصیلوں تک نکالیں۔ پہلے بازار شہر ہی میں تھے۔ پھر ملک الروم کا سفیر آیا تو المنصور نے ربیع کو حکم دیا اور وہ سفیر کو لے کر شہر میں پھرا۔ پھر المنصور نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا "میں نے ایک عمدہ آبادی دیکھی لیکن میں نے آپ کے دشمنوں کو بھی آپ کے ساتھ دیکھا۔ اور وہ بازاری لوگ ہیں"۔ جب سفیر واپس گیا تو المنصور نے بازار والوں کو الکرخ کی طرف نکلوا دیا۔ بعض کہتے ہیں: اس نے ان کو اس لئے نکالا کہ باہر کے لوگ راتوں کو اندر آتے اور وہاں شب گزاری کرتے اور بسا اوقات ان میں جاسوس بھی ہوتے تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور ان لوگوں کا تذکرہ کرتا تھا جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ خروج کیا تھا۔ چونکہ یحییٰ بن عبداللہ محتسب بغداد ابراہیم کی طرف میل رکھتے تھے انہوں نے کمینوں کی ایک جماعت فراہم کی اور ان لوگوں نے المنصور پر شورش کی۔ المنصور نے ان کو منتشر کر دیا اور یحییٰ کو بلا کر قتل کیا اور بازاری باہر نکلوا دیئے۔ پھر اس سے نکالنے والوں کی نسبت کہا گیا تو اس نے حکم دیا کہ ہر محلے میں ایک بقال رہے جو ترکاری اور سرکہ بیچے۔ اس نے رستے چالیس ذراع چوڑے رکھے۔ شہر کی تعمیر، مسجد اور قصر اور بازار اور فصیلوں اور خندقوں اور دروازوں کی تعمیر پر چالیس لاکھ اٹھ سو تینتیس درہم خرچ ہوئے۔ معماروں میں سے استاد کا ایک قیراط چاندی یومیہ اور مزدور کی دو حبہ چاندی کی تھی۔ تعمیر سے فارغ ہو کر اس نے اپنے قائدوں سے محاسبہ کیا اور اس کے پاس جو کچھ بچا تھا وہ ہر ایک کے ذمہ لگا کر اس سے وصول کر لیا۔ حتیٰ کہ خالد بن الصلت پر پندرہ درہم باقی بچے تھے تو اسے قید کر دیا اور وہ اس سے وصول کئے۔

اندلس میں العلاء کے خروج کا ذکر

اس سال العلاء بن مغیث الیحصبی افریقیہ سے ناحیۂ اندلس کے ایک شہر کی

طرف گیا اور وہاں سیاہ پہن لیا اور دولت عباسیہ کے لیے کھڑے ہو کر المنصور کا خطبہ پڑھا۔
اس کی طرف ایک خلق کثیر جمع ہوگئی۔ امیر عبدالرحمن الاموی اس کی طرف نکلا۔ دونوں
کی مڈبھیڑ اشبیلیہ کی نواحی میں ہوئی۔ پھر کئی دن تک وہ لڑتے رہے۔ آخر العلاء اور
اسکے اصحاب کو شکست ہوئی اور ان میں سے سات ہزار آدمی معرکے میں کام آئے۔ اور
العلاء بھی قتل ہوا۔ عبدالرحمن نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کا سر اور اس کے مشاہیر اصحاب کے
سر قیروان لے جائے اور پوشیدہ طور پر ان کو بازاروں میں ڈال دے۔ اس نے یہی کیا۔
پھر ان میں سے بعض سر مکہ لے جائے گئے اور اس وقت پہنچے جب وہاں المنصور موجود
تھا۔ اور ان سروں کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا اور ایک خط تھا جو المنصور نے
العلاء کو لکھا تھا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اسی سال سلم بن قتیبہ البصرہ سے معزول کیا گیا۔ اس کے عزل کا سبب یہ تھا
کہ المنصور نے اس کو لکھا تھا کہ ابراہیم کے ساتھ جن لوگوں نے خروج کیا تھا ان کے گھر
ڈھا دے اور ان کے نخلستان برباد کر دے۔ سلم نے لکھا کہ میں کس چیز سے ابتدا کروں۔ گھروں
سے یا کھجوروں سے؟ المنصور نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے معزول کر کے محمد
بن سلیمان کو عامل بنایا۔ اس نے البصرہ میں تباہی برپا کر دی اور دار ابی مروان و دار عون بن
مالک و دار عبدالواحد بن زیاد اور دوسرے گھر ڈھا دیئے۔

اسی سال گرمائی مہم پر جعفر بن حنظلہ البہرانی بھیجا گیا۔

اسی سال مکہ سے السری بن عبداللہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی
مقرر کیا گیا۔

اسی سال لوگوں کے ساتھ عبدالوہاب بن ابراہیم الامام نے
حج کیا۔

اسی سال ہشام بن عروہ بن الزبیر نے انتقال کیا۔ بعض کہتے ہیں ان کا
انتقال شعبان ۱۴۵ھ میں ہوا۔ اور عوف الاعرابی اور ابو حیان یحییٰ بن سعید بن حیان
التیمی الکوفی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

اسی سال صوائف پر بلاد الروم کی طرف مالک بن عبداللہ الخثعمی بھیجا گیا جو مالک الصوائف کہلاتا تھا اور اہل فلسطین میں سے تھا۔ اس نے بہت سی غنیمتیں حاصل کیں اور واپس ہوا۔ جب درب الحدث سے پندرہ میل پر اس جگہ پہنچا جو الرہوہ کہلاتا تھا تو وہاں تین دن قیام کر کے اس نے غنائم فروخت کیں اور غنیمت کے سہام تقسیم کیے۔ اسی لئے وہ الرہوہ، رہوۃ مالک کے نام سے موسوم ہو گیا۔

اسی سال ابن السائب الکلبی النساب نے وفات پائی

پھر سنہ ۱۴۸ھ داخل ہوا۔

ذکر قتل حرب بن عبداللہ

اسی سال استرخان الخوارزمی نے ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ آرمینیہ کے علاقے میں مسلمانوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں اور اہل الذمہ میں سے ایک جماعت کثیر کو پکڑ لے گیا اور یہ لوگ تفلیس میں گھس گئے۔ حرب اس وقت الموصل میں دو ہزار سپاہ کے ساتھ ان خوارج کی وجہ سے جو الجزیرہ میں تھے، پڑا ہوا تھا۔ المنصور نے ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے جبرائیل بن یحییٰ اور حرب بن عبداللہ کو بھیجا۔ ترکوں نے ان سے جنگ کی، جبرائیل نے شکست کھائی، حرب قتل ہوا، اور جبرائیل کے اصحاب میں سے جماعت کثیر قتل ہوئی۔

ذکر بیعت المہدی و خلع عیسیٰ ابن موسیٰ

اسی سال عیسیٰ ابن موسیٰ ابن محمد بن علی ولایت عہد سے الگ کیا گیا اور المہدی محمد بن المنصور کے لئے ولایت عہد کی بیعت لی گئی۔ اس سبب کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے جس کے باعث انہوں نے انہیں اس سے الگ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ السفاح کے زمانے سے اب تک برابر ولایت عہد و امارت الکوفہ پر رہا تھا۔ جب المہدی بڑا ہوا اور المنصور نے اس کے لئے بیعت کا عزم کیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے اس

باب میں گفتگو کی ۔ وہ اس کی بڑی عزت کرتا تھا اور اسے اپنے سیدھے ہاتھ پر بٹھاتا تھا۔
اور المہدی کو اپنے الٹے ہاتھ پر ۔ جب المنصور نے اس سے اس باب میں کہا کہ وہ اپنے
تئیں ولایت عہد سے الگ کر لے اور المہدی کو اپنے اوپر مقدم کر دے تو اس نے انکار
کیا اور کہا "اے امیر المومنین! مجھ سے اور مسلمانوں سے عتق و طلاق وغیرہ کے ساتھ جو
قسمیں کھائی گئی تھیں ان کا کیا ہو! اخلع کی کوئی صورت نہیں ہے"۔ المنصور اس سے
بگڑ گیا ۔ اور اس کا مرتبہ ایک حد تک گھٹا دیا ۔ اب وہ المہدی کے لئے اس سے
پہلے اذن دیتا اور اس کو عیسیٰ کی جگہ اپنی سیدھی جانب بٹھاتا تھا ۔ عیسیٰ کو اذن دیا
جاتا اور وہ داخل ہو کر المہدی کے نیچے بیٹھ جاتا اور المنصور کے بائیں ہاتھ پر بیٹھتا۔
المنصور اس سے اور غضبناک ہوا۔ پھر وہ پہلے المہدی کو اور پھر اپنے چچا عیسیٰ بن
علی کو اور پھر عبد الصمد بن علی کو اور ان سب کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اجازت دیتا
لیکن ان میں سے کسی کو مقدم مؤخر بھی کر دیتا مگر ہر حال میں اذن کی ابتدا المہدی ہی سے
کرتا ۔ عیسیٰ نے خیال کیا کہ وہ ان کو اذن میں جو مقدم کرتا ہے تو یہ ان سے کسی حاجت
کی بنا پر ہے ۔ عیسیٰ خاموش تھا اور کوئی شکایت نہیں کرتا تھا۔ پھر عیسیٰ کا معاملہ
اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا ۔ وہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوتا اور اس کے ساتھ اس کا کوئی
بیٹا بیٹھتا اور وہ دیوار کی جڑ میں کھدنے کی آواز سنتا اور اس پر مٹی گرا دی جاتی۔
اور وہ چھت کی کڑی کی طرف دیکھتا کہ وہ ایک طرف سے کھود دیا گیا ہے "کہ وہاں سے
مٹی جھڑ کر اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر گرے ۔ پھر اس کے ساتھ اس کے بیٹوں میں
سے جو کوئی ہوتا اسے اٹھ جانے کا حکم دیتا اور وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔
پھر عیسیٰ کو داخل ہونے کی اجازت دی جاتی اور وہ اسی ہیئت میں داخل ہوتا کہ مٹی
اس کے سر اور اس کے کپڑوں پر ہوتی اور وہ اسے نہ جھاڑتا۔ المنصور اس سے
کہتا "اے عیسیٰ جس کے پاس کوئی آتا ہو اور مٹی میں بھری ہوئی ہیئت میں کوئی
نہیں آتا ہے کیا یہ سب گھر کی مٹی ہے!" وہ جواب دیتا "اے امیر المومنین
ویسا ہی خیال کرتا ہوں" اور کچھ شکایت نہ کرتا ۔ المنصور اس کے پاس اپنے
چچا عیسیٰ بن علی کو اس باب میں بھیجتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اس کی کوئی عزت نہ کرتا اور
اسکو متہم کرتا تھا ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ المنصور نے حکم دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی ایسی

چیز پلائی جائے جو اس کو ہلاک کر دے۔ اس نے اپنے پیٹ میں ایذا محسوس کیا
اور اپنے گھر لوٹ جانے کی اجازت مانگی۔ المنصور نے اسے اجازت دیدی۔ وہ اس
کے اثر سے بیمار ہوگیا۔ اس کا مرض بڑھ گیا۔ پھر اسے آرام ہوگیا۔ عیسیٰ بن علی نے المنصور
سے کہا "ابن موسیٰ دراصل اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے خلافت چاہتا ہے۔ وہ اس کا
بیٹا ہی اس کو منع کرتا ہے"۔ المنصور نے اس سے کہا "تو اسے خوف دلا اور تہدید کر"۔ عیسیٰ
بن علی نے اس سے اس باب میں گفتگو کی اور اسے خوف زدہ کیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ ڈر گیا اور
عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا "چچا! میں دیکھتا ہوں کہ میرا باپ اس
امر کو اپنی گردن سے نکالنے پر کس طرح مجبور کیا جارہا ہے۔ کس کس طرح کی اذیتیں
دی جارہی ہیں۔ کبھی اس کو تہدید کی جاتی ہے۔ کبھی اس کا اذن موقوف کیا جاتا ہے۔
کبھی اس پر دیواریں توڑی جاتی ہیں اور کبھی اس کو دھوکے سے مار دینے کی کوشش کی جاتی
ہے لیکن میرا باپ ان باتوں سے نہیں مانتا اور وہ کبھی نہیں مانے گا۔ لیکن ایک صورت
ہے جس سے وہ مان جائے گا"۔ عباس نے کہا: "وہ کیا؟" اس نے جواب دیا:
"وہ یہ ہے کہ امیر المومنین اس کی طرف متوجہ ہوں جبکہ میں موجود ہوں۔ اور اس سے کہیں
میں جانتا ہوں کہ تو اس امر میں اپنی ذات کے لئے بخل نہیں کر رہا ہے۔ کیونکہ تو
سن رسیدہ ہے اور تیری عمر کی مدت کچھ دراز نہیں ہوگی تو اپنے بیٹے کے لئے بخل کر رہا ہے۔
تو کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرے بعد تیرے بیٹے کو زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ میرے بیٹے کی بجائے
ولیعہد ہو۔ ہرگز نہیں، واللہ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں تیری آنکھوں کے سامنے تیرے
بیٹے کا کام تمام کر دوں گا حتیٰ کہ وہ اس سے مایوس ہو جائے"۔ اگر اس نے یہ کیا تو
شاید وہ اس بات کو قبول کر لے جو اس سے طلب ہے۔ عباس المنصور کے پاس
آیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ جب سب لوگ اسکے پاس جمع ہوئے تو المنصور نے
یہ بات کہی۔ عیسیٰ بن علی اس وقت حاضر تھا۔ وہ پیشاب کرنے کے لئے اٹھا۔ عیسیٰ
بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ اسکے ساتھ جائے اور اسکے کپڑے سنبھالے۔
وہ اس کے ساتھ چلا گیا۔ عیسیٰ بن علی نے اس سے کہا: میرا باپ تجھ پر اور تیرے بیٹے
پر قربان ہو۔ واللہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس امر میں کوئی بھلائی نہیں
ہے۔ یقیناً تم دونوں اسکے زیادہ حقدار ہو لیکن اس شخص کو بس چیز کی جلدی ہو گئی ہے"

اس لئے یہ فساد دیا ملا ہو جاتا ہے۔ موسیٰ نے کہا: واللہ میں اس سے لڑ سکتا ہوں اگر وہ میرے باپ کے ساتھ بد اخلاقی کرے گا تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔ جب دونوں واپس ہوئے تو موسیٰ نے اپنے باپ سے پچھلے عہد یا بات کہی اور اس سے اجازت مانگی کہ اس نے جو کچھ سنا ہے المنصور سے کہہ دے۔ اس کے باپ نے کہا: "یہ ایک بات ہے اور ایک امانت ہے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ تیرا چچا تجھ پر اعتبار کرکے تجھ سے خفیہ ایک بات کہے اور تو اس بات کو اس کے لئے مصیبت کا سبب بنا دے۔ یہ بات تجھ سے کوئی شخص نہ سننے پائے۔ اپنی جگہ بیٹھ جا۔" جب وہ اپنی جگہ کی طرف چلا تو المنصور نے الربیع کو حکم دیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ کی طرف گیا اور اپنے پٹکوں سے اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ موسیٰ چیخنے لگا کہ "اللہ اللہ! میری جان بچائیے اے امیر المومنین! عیسیٰ کو کیا روا ہے کہ آپ مجھے قتل کردیں، اس کے بہت سے بیٹے ہیں۔" اور المنصور کہتا تھا کہ "ربیع! اس کی جان نکال دے۔" اور الربیع ایسا ظاہر کرتا تھا کہ گویا وہ اس کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ نرمی کر رہا ہے۔ اور موسیٰ چیخے جا رہا تھا۔ جب یہ بات اس کے باپ نے دیکھی تو کہنے لگا: واللہ اے امیر المومنین مجھے خیال نہ تھا کہ آپ اس بات کو یہاں تک پہنچا دیں گے۔ اب آپ اس کو چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میری عورتوں پر طلاق ہے۔ اور میرے غلام اور جو کچھ میری ملک ہے اللہ کے رستے میں آزاد ہے آپ اس کو جس کام میں چاہیں خرچ کردیں۔ اے امیر المومنین! یہ میرا ہاتھ المہدی کی بیعت کیلئے موجود ہے۔" اس نے المہدی کے لئے بیعت کرلی اور عیسیٰ بن موسیٰ المہدی کے بعد رکھا گیا۔ اس پر بعض اہل الکوفہ نے کہا: "یہ وہ ہے جو پہلے کل تھا اور اب پرسوں ہوگیا۔"

بعض کہتے ہیں کہ المنصور نے فوج مقرر کی۔ اور وہ لوگ عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی باتیں سناتے تھے جو اس کو بری معلوم ہوتی تھیں۔ اس نے ان لوگوں کے اس فعل کی شکایت کی۔ المنصور نے ان کو اس سے منع کردیا۔ لیکن وہ اس سے باز آجاتے اور پھر وہی کرنے لگتے۔

پھر ان دونوں کے درمیان خط کتابت جاری ہوئی جس سے المنصور اور عیسیٰ کی ... ہوگیا اور فوج والے پہلے سے بھی زیادہ سخت باتیں کرنے لگے۔ ان میں اسد بن مرزبان

اور عقبہ بن مسلم اور نصر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ تھے۔ جو اس کے پاس لوگوں کو جانے سے روکتے اور اسکو باتیں سناتے تھے۔ اس نے المنصور سے ان کی شکایت کی۔ اس نے کہا "اے میرے بھتیجے! مجھے ان سے تیری جان کا اور اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ اس لڑکے (المہدی) کو پسند کرتے ہیں۔ اگر تو نے اس کو اپنے اوپر مقدم کر دیا تو وہ باز آجائیں گے"۔ المنصور نے یہ بات مان لی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے خالد بن برمک سے اس بارے میں مشورہ لیا اور اس کو عیسیٰ کے پاس بھیجا۔ وہ اپنے ساتھ المنصور کے شیعوں سے تیس بڑے بڑے آدمیوں کو جن کو وہ پسند کرتا تھا لے گیا۔ اور عیسیٰ سے بیعت کے معاملے میں بات چیت کی لیکن وہ نہ مانا۔ یہ لوگ المنصور کے پاس واپس آئے۔ اور سب نے عیسیٰ کے متعلق گواہی دی کہ وہ ولایت عہد سے دستبردار ہو گیا ہے۔ اس طرح اس نے المہدی کے لئے بیعت لے لی۔ پھر عیسیٰ آیا اور اس نے اس بات سے انکار کیا لیکن اس نے عیسیٰ کی بات نہ سنی۔ اور خالد کا اس کارگزاری پر شکریہ ادا کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے اس سے یہ دستبرداری ایک مال کے عوض خریدی تھی جس کی مقدار ایک کروڑ دس لاکھ درہم تھی۔ اس کیلئے اور اس کی اولاد کیلئے اور اس نے خود اپنے اوپر دستبرداری کی گواہی دی۔

الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ کی مدت ولایت تیرہ سال تھی۔ المنصور نے اس کو معزول کر دیا۔ اور محمد بن سلیمان بن علی کو وہاں کا عامل بنایا تاکہ عیسیٰ کو اذیت دے اور اس کا استخفاف کرے۔ لیکن اس نے یہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ اس کی عزت و تعظیم کرتا رہا۔

عبداللہ بن علی کی موت کا ذکر

جب عیسیٰ بن موسیٰ دستبردار ہو گیا تو المنصور نے اس کو اپنے پاس بلایا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور اسے حکم دیا کہ اسکو قتل کر دے اور اس سے کہا کہ خلافت المہدی کے بعد تیرے پاس آنے کی۔ تو اس کی گردن مار دے۔ خبردار کہیں

کمزوری نہ دکھائیو۔ ورنہ تو میرے اس امر کو بگاڑ دے گا جس کی میں نے تدبیر کی ہے۔
پھر وہ مکہ چلا گیا۔ اور وہیں سے عیسیٰ کو لکھ کر دریافت کیا کہ اس کام کا جس کا اس نے
حکم دیا تھا اس نے کیا کیا؟ جواب میں عیسیٰ نے لکھا کہ آپ نے جو حکم دیا تھا وہ میں نے نافذ
کر دیا۔ المنصور کو شک نہیں رہا کہ اس نے عبداللہ کو قتل کر دیا۔ لیکن عیسیٰ نے جب
عبداللہ کو المنصور کے پاس سے لے لیا تو اپنے کاتب یونس بن فروہ کو بلایا اور اس کو اس
معاملہ کی خبر دی۔ اس نے کہا: وہ چاہتا ہے کہ تو اسے قتل کر دے۔ پھر وہ تجھے
قتل کر دے کیونکہ اس نے تجھے اسکے قتل کا پوشیدہ حکم دیا ہے۔ بعد میں وہ تجھ
پر علانیہ اس کا دعویٰ کرے گا۔ تو اسے قتل نہ کر اور نہ اسے خفیہ طور پر المنصور کو واپس
کر بلکہ اس کا معاملہ مخفی رکھ۔ عیسیٰ نے یہی کیا۔ جب المنصور واپس آیا تو اس نے اپنے
چچاؤں پر ایک ایسے شخص کو مقرر کیا جو انہیں اپنے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش
پر آمادہ کرے۔ انہوں نے یہی کیا اور اسکی سفارش کی۔ المنصور نے ان کی سفارش قبول
کی اور عیسیٰ سے کہا: میں نے اپنے اور تیرے چچا عبداللہ کو تیرے سپرد کیا تھا کہ وہ
تیرے گھر میں رہے۔ اب تیرے چچاؤں نے مجھ سے اسکی نسبت سفارش کی ہے۔
اور میں نے اسکو معاف کر دیا ہے تو میرے پاس اسکو لا۔" اس نے جواب دیا: اے
امیرالمومنین! کیا آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا؟ میں نے تو اس کو قتل کر دیا۔
المنصور نے کہا: میں نے تجھے حکم نہیں دیا۔ اس نے کہا: ہاں آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔
المنصور نے کہا: میں نے تو تجھے اس کو قید میں رکھنے کا حکم دیا تھا تو جھوٹ بولتا ہے۔
پھر المنصور نے اپنے چچاؤں سے کہا: اس نے تمہارے سامنے تمہارے بھائی کے
قتل کا اقرار کیا ہے۔" انہوں نے کہا: آپ اس کو ہمارے سپرد کر دیجئے کہ ہم اسے
عبداللہ کے قصاص میں قتل کر دیں۔" المنصور نے اسے ان کے سپرد کر دیا۔ وہ اسے
لیکر الرحبہ کی طرف نکلے۔ لوگ جمع ہوئے۔ بات مشہور ہو گئی اور ان میں سے ایک
اسکے قتل کیلئے کھڑا ہو گیا۔ عیسیٰ نے کہا: کیا تو ایسا کرنے والا ہے؟ اس نے کہا: خدا
کی قسم ہاں۔ عیسیٰ نے کہا: مجھے امیرالمومنین کے پاس واپس لے جاؤ۔ وہ اسے واپس
لے گئے۔ اس نے المنصور سے کہا: آپ نے چاہا تھا کہ اسے قتل کرا کے مجھے قتل کرائیں۔
یہ آپ کا چچا زندہ موجود ہے۔ المنصور نے کہا: اسے ہمارے پاس لاؤ۔ عبداللہ

اسے ان کے پاس لاؤ۔ المنصور نے کہا: میں اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھوں گا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ المنصور کے حکم سے عبداللہ ایک ایسے گھر میں رکھا گیا جس کی بنیاد نمک پر تھی، اس کی بنیاد میں پانی چھوڑ دیا گیا، وہ گر کر اس پر آ پڑا اور وہ مر گیا۔ اس کو باب الشام کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وہ پہلا شخص تھا جو انہیں دفن کیا گیا۔ اس کی عمر باون برس کی تھی۔

کہا جاتا ہے: المنصور ایک دن سوار ہوا اور اس کے ساتھ ابن عیاش المنتوف تھا۔ المنصور نے اس سے کہا: کیا آپ ان تین خلفاء کا نام جانتا ہے جن کے نام عین پر ہیں۔ اور انھوں نے تین خوارج کو قتل کیا ہے جن کے نام عین سے شروع ہوتے ہیں۔ اس نے جواب دیا: میں نہیں جانتا۔ البتہ عوام کہتے ہیں کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اور عبدالملک نے عبدالرحمن ابن الاشعث کو اور عبداللہ بن الزبیر نے عمرو بن سعید کو قتل کیا۔ اور عبداللہ بن علی پر گھر آ پڑا۔ المنصور نے کہا: اگر وہ اس پر گر گیا تو میرا کیا گناہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ پر کوئی گناہ ہے۔ اسکا یہ قول کہ ابن الزبیر نے عمرو بن سعید کو قتل کیا صحیح نہیں ہے، اس کو عبدالملک نے قتل کیا۔

عیاش بالیاء و شین معجمہ

چند حوادث کا ذکر

اس سال المنصور نے اپنے بھائی ابوالعباس السفاح کے بیٹے محمد کو البصرہ کا والی بنایا پھر اس نے استعفیٰ دیدیا۔ اور المنصور نے قبول کر لیا۔ اور وہ بغداد واپس آ گیا۔ البصرہ میں عقبہ بن سلم کو اپنا قائم مقام بنایا اور المنصور نے اسی کو برقرار رکھا۔ جب وہ بغداد واپس آیا تو وہاں مر گیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا۔ مکہ و الطائف پر اس کا عامل اس کا چچا عبدالصمد بن علی تھا۔

مدینہ منورہ پر اس کا والی جعفر بن سلیمان، اور مصر پر یزید بن حاتم المہلبی تھا۔

اس سال عبدالرحمن الاموی صاحب الاندلس نے اپنے غلام بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ پر حملہ کرنے بھیجا جہاں ہشام بن عذرہ تھا۔ ان دونوں نے اسکا محاصرہ کر لیا پھر اس کو اور حیاۃ بن الولید یحصبی کو اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن الخطاب کو قید کر لیا۔ اور ان کو عبدالرحمن کے پاس صوف کے جبوں میں لائے۔ اس حال میں کہ ان کے سر اور ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور وہ گدھے پر سوار تھے۔ اور پابزنجیر تھے۔ پھر انہیں قرطبہ میں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

اس سال عبدالرحمن کا وہ قاصد بھی جسے اس نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو لانے کے لئے الشام بھیجا تھا، واپس آیا اور سلیمان اسی کے ساتھ تھا۔ عبدالرحمن کے ہاں الاندلس میں اس کا بیٹا ہشام پیدا ہوا۔ امیر عبدالرحمن نے اسکو سلیمان پر مقدم کر دیا۔ ان کے دونوں کے درمیان دشمنی اور مخالفت پیدا ہو گئی جس سے وہ واقعات پیش آئے جن کا ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

اس سال تارے بہت ٹوٹے۔

اس سال الاشعث بن عبدالملک الحمرانی البصری نے وفات پائی۔ اور ہشام بن حسان مولی عتیک نے بھی۔ بعض کہتے ہیں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ اور عبدالرحمن بن خالد بن الحارث الیامی ابوالاشعث الکرمانی نے انتقال کیا۔

پھر ۱۴۸ھ داخل ہوا۔

ذکر خروج حسان بن مجالد

اس سال حسان بن مجالد بن یحییٰ بن مالک بن الاجدع الہمدانی نے خروج کیا۔ یہ مالک، مسروق بن الاجدع کا بھائی تھا۔ اس کا خروج نواحی الموصل میں ایک قریے میں ہوا جس کا نام بافخاری تھا۔ اور الموصل کے قریب دجلہ کے کنارے تھا۔ اسکے مقابلے پر الموصل کا لشکر نکلا جس پر الصقر بن نجدہ تھا۔ اور وہ حرب بن عبداللہ کے بعد الموصل کا والی ہوا تھا۔ دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ خوب لڑے۔ الموصل کی فوج پل کی طرف بھاگ گئی۔ خوارج اصحاب حسان نے ان کا بازار جلا دیا اور اسے لوٹ لیا۔ پھر

حسان الرقہ کی طرف گیا اور وہاں سے سمندر کی طرف اور پھر السند کی طرف گیا۔ خوارج اہل عمان السند میں داخل ہو گئے اور ان کو دعوت دیتے تھے۔ حسان نے ان سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے پاس آئے لیکن انھوں نے اس کی درخواست قبول نہیں کی۔ اور وہ الموصل کی طرف واپس گیا۔ الصقر دوبارہ اس کے مقابلے پر نکلا۔ حسن بن صالح بن حسان الہمدانی اور بلال القیسی بھی اس کے ساتھ تھے۔ ان کو شکست ہوئی۔ الصقر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ حسن بن صالح اور بلال گرفتار ہوئے۔ حسان نے بلال کو قتل کر دیا اور حسن کو زندہ رکھا۔ کیونکہ وہ ہمدان کا تھا۔ اس بنا پر اس کے بعض ساتھی اس سے جدا ہو گئے۔ اس حسان نے خوارج کی رائے اپنے ماموں حفص بن اشیم سے اخذ کی تھی۔ جو خوارج کے علماء و فقہاء میں سے تھا۔ جب المنصور کو حسان کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے کہا: خارجی اور ہمدان کا؟ لوگوں نے کہا: وہ حفص بن اشیم کا خواہرزادہ ہے۔ المنصور نے کہا: کیا وہاں سے؟ المنصور نے اس پر تعجب کیا کہ ہمدان والے عموماً علی (علیہ السلام) کے شیعہ ہیں۔ المنصور نے الموصل کی طرف فوجیں بھیجنے اور وہاں کے باشندوں کی خبر لینے کا عزم کر لیا اور ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ کو بلایا اور ان سے کہا: اہل الموصل نے مجھ سے شرط کی تھی کہ وہ مجھ پر خروج نہیں کریں گے۔ اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کے خون اور ان کے مال حلال ہیں۔ اب انھوں نے خروج کیا ہے۔ ابو حنیفہ خاموش رہے۔ اور یہ دونوں بولے: "وہ آپ کی رعیت ہیں اگر آپ ان کو معاف کر دیں تو آپ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر آپ نے ان کو سزا دی تو وہ اسی چیز کی بنا پر ہو گی جس کے وہ مستحق ہیں۔" المنصور نے ابو حنیفہ سے کہا: اے شیخ! میں دیکھتا ہوں کہ تم خاموش ہو۔ انھوں نے کہا: اے امیرالمومنین! انھوں نے آپ کے لئے اس چیز کو مباح کر دیا جس کے وہ مالک نہیں ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی عورت اپنی فرج بغیر عقد نکاح و ملک یمین مباح کر دے تو کیا جائز ہوگا کہ آپ اس سے وطی کریں؟ اس نے کہا: نہیں۔ اور وہ اہل الموصل سے باز آگیا۔ اور ابو حنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کو الکوفہ واپس کر دیا۔

خالد بن برمک کو عامل بنائے جانے کا ذکر

اسی سال المنصور نے الموصل پر خالد بن برمک کو عامل بنایا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اسکو خبر پہنچی کہ الموصل کی ولایت میں اکراد پھیل گئے ہیں اور انھوں نے فساد برپا کیا ہے۔ المنصور نے کہا: اس کیلئے کون ہے؟ لوگوں نے کہا: المسیب بن زہیر۔ لیکن عمارہ بن حمزہ نے خالد بن برمک کے لئے مشورہ دیا اور المنصور نے اسکو والی بنایا۔ الموصل پہنچا اور اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ مفسدوں کو مغلوب کیا۔ اور ان کو فساد سے روک دیا۔ اور اہل شہر کے ساتھ اس کے احسان کے باوجود ان پر اس کی سختی کی ہیبت بیٹھ گئی۔ اسی میں الفضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک ۲۲ ذی الحجہ کو ہارون الرشید بن المہدی کی پیدائش سے سات دن قبل پیدا ہوا۔ الرشید کی ماں خیزران نے اسکو اپنے بیٹے کا دودھ پلایا۔ اسطرح الفضل بن یحییٰ الرشید کا دودھ شریک بھائی ہوا۔ اسی کے متعلق سلم الخاسر کہتا ہے:

أضحى الفضل والخليفة هارون رضيعي لبان خير النساء

الفضل اور خلیفہ ہارون بہترین عورت کا دودھ پینے والے ہو گئے

اور ابو الجنوب کہتا ہے:

كفى لك فضلاً أن أفضل حرة غذتك بثديي والخليفة واحد

تیرے لئے یہ فضل کافی ہے کہ سب سے افضل حرہ نے ایک پستان سے تجھے دودھ پلایا اور ایک سے خلیفہ کو۔

الاغلب بن سالم کی ولایت افریقیہ کا ذکر

جب المنصور کو افریقیہ سے محمد بن الاشعث کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے الاغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ التمیمی کو ولایت افریقیہ کا فرمان بھیجا۔ یہ الاغلب ان لوگوں میں سے تھا جو ابو مسلم الخراسانی کے ساتھ اٹھے تھے۔ یہ محمد بن الاشعث کے ساتھ

افریقیہ آیا تھا، جب اس کے پاس فرمان پہنچا تو وہ جمادی الآخر سنہ ۱۴۸ھ میں قیروان گیا۔ اس نے مضریوں کو ادھر سے ایک جماعت کو نکال دیا۔ اور لوگوں کو مطمئن کر دیا۔ ابو قرہ نے بربر کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ اس پر خروج کیا۔ الاغلب اس کی طرف گیا۔ ابو قرہ بغیر جنگ بھاگ گیا۔ اور الاغلب طنجہ کے قصد سے چلا۔ لیکن فوج والوں کو یہ سفر ناگوار تھا۔ انھوں نے اسکو پسند نہیں کیا اور اسکو چھوڑ کر قیروان آگئے اور اسکے ساتھ ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت حسن بن حرب الکندی تونس میں تھا۔ اس نے فوج والوں سے خط کتابت کی اور ان کو اپنی طرف دعوت دی، انھوں نے اسکی دعوت قبول کی۔ وہ چلا حتی کہ قیروان میں داخل ہو گیا بغیر اس کے کہ اسے کوئی روکنے والا ہو۔ پھر الاغلب لوٹا تو وہ تیزی سے لوٹا۔ اسکے ساتھیوں میں سے بعض نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ اس قلیل جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لئے جائے۔ مناسب یہ ہے کہ تو قابس کی طرف مڑ جائے۔ اس صورت میں اکثر وہ لوگ جو اسکے ساتھ ہیں تیرے پاس آجائیں گے۔ کیوں کہ وہ تو صرف طنجہ جانے سے ناراض تھے۔ یہی اصل بات ہے۔ جب تو ان سے قوت پالے تو اپنے دشمن سے جنگ کر۔ اس نے یہی کیا۔ اسکی جمعیت کثیر ہو گئی۔ وہ حسن بن حرب کی طرف گیا، سخت جنگ ہوئی۔ حسن شکست کھا کر بھاگا اور اس کے اصحاب میں سے کثیر جماعت کھیت رہی۔ حسن جمادی الآخر سنہ ۱۵۰ھ میں تونس چلا گیا۔ الاغلب قیروان میں داخل ہو گیا۔ پھر حسن نے دوبارہ جماعت فراہم کی جس کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اس نے الاغلب کا قصد کیا۔ الاغلب قیروان سے اسکی طرف نکلا۔ دونوں کی بہت سخت جنگ ہوئی۔ الاغلب کے ایک تیر لگا، وہ قتل ہوا لیکن اس کے ساتھی جمے رہے۔ المخارق بن غفار ان کا سردار تھا، اور المخارق نے حسن پر حملہ کیا۔ المخارق الاغلب کے مسند پر تھا اور اس نے شکست دے دی، وہ بھاگ کر شعبان سنہ ۱۵۰ھ میں تونس چلا گیا۔ رمضان میں المخارق افریقیہ کا والی بنا دیا گیا۔ اس نے حسن کی طلب میں فوجیں بھیجیں۔ حسن تونس سے کتامہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں دو ماہ مقیم رہا۔ پھر وہ تونس کی طرف واپس آیا لیکن وہاں جو فوج تھی وہ اس کے مقابلے پر نکلی اور اس نے اسکو قتل کر دیا۔

بعض کہتے ہیں۔ حسن الاغلب کے قتل کے بعد ہی قتل کر دیا گیا کیونکہ الاغلب کے اصحاب اس کے قتل کے بعد مسلسل جمے رہے۔ حسن بن حرب مارا گیا اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حسن کو صلیب پر لٹکایا گیا اور الاغلب کو دفن کیا گیا۔ اور اسے شہید سے موسوم کیا گیا۔ یہ جنگ شعبان ۲۳۷ھ میں ہوئی۔

الاندلس کے فتنوں کا ذکر

اس سال سعید الیحصبی المعروف بالمطری نے الاندلس کے شہر لبلہ میں خروج کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن وہ نشے میں تھا۔ اسے ان بھائیوں کو یاد کیا جو اس کے اصحاب میں سے العلاء کے ساتھ کام آئے تھے۔ اور ہم اس کا ذکر پیچھے کر چکے ہیں۔ اس نے ایک علم باندھ دیا۔ جب نشہ فرو ہوا۔ اور اس نے علم بندھا ہوا دیکھا تو اس کے بارے میں سوال کیا۔ اسے اس کی خبر دی گئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے کھول دے پھر کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک علم باندھوں اور کچھ کئے بغیر اسے کھول دوں۔ اور مخالفت شروع کر دی۔ بہت لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کی ہیبت بڑھ گئی۔ پھر عبدالرحمٰن صاحب الاندلس اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا۔ المطری گیا۔ وہ ربیع الاول کو قلعہ رعواق میں بند ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے تنگ کر لیا اور مخالفین کو اس تک پہنچنے سے روک دیا۔ غیاث بن علقمہ اللخمی نے مخالفت میں اس سے اتفاق کیا تھا۔ اور وہ شہر شذونہ میں تھا۔ وہاں قبائل میں سے ایک جماعت اس سے مل گئی تھی جو المطری کی امداد کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور ان کی تعداد کثیر تھی جب عبدالرحمٰن نے یہ حال سنا تو اس نے ان کی طرف اپنے غلام بدر کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ المطری تک ان کے پہنچنے میں حائل ہو گیا۔ المطری پر حصار طویل ہو گیا اور قتل سے اس کے آدمی کم رہ گئے۔ اور ان میں سے بعض اس سے الگ ہو گئے۔ آخر ایک دن وہ قلعے سے نکلا، جنگ کی، اور مارا گیا۔ اور اس کا سر عبدالرحمٰن کے پاس لایا گیا۔ اہل قلعہ نے اپنے اوپر خلیفہ بن مروان کو سردار بنا لیا اور وہاں پر ایک مدت

تک محاصرہ قائم رہا۔ پھر اہل قلعہ نے عبدالرحمٰن سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اس کے پاس خلیفہ کو بھیج دیں گے۔ اس نے یہ بات قبول کر لی اور ان کو امان دے دی کہ انھوں نے خلیفہ کو اور خلیفہ کو اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے قلعہ برباد کر دیا اور خلیفہ اور اسکے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ پھر وہ غیاث کی طرف منتقل ہوا جو الیطری سے اسکی مخالفت پر متفق تھا۔ اور اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو تنگ کیا۔ آخر انھوں نے امان طلب کی۔ اس نے بجز چند آدمیوں کے جن کے متعلق اس کو معلوم تھا کہ وہ اسکی دولت سے کراہت کرتے ہیں ان کو امان دے دی۔ اس نے ان لوگوں کو پکڑ لیا اور قرطبہ واپس آگیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو پھر عبداللہ بن خراشہ الاسدی نے کورۂ جیان میں خروج کیا۔ اسکے گرد جمعیتیں اکٹھی ہو گئیں۔ اس نے قرطبہ پر چھاپا مارا۔ عبدالرحمٰن نے اسکے مقابلہ پر لشکر بھیجا۔ اسکی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اس نے امان طلب کی عبدالرحمٰن نے اسے امان دے دی اور اس سے وفا کی۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال صالح بن علی نے دابق پر چڑھائی کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا اور والی امصار وہی تھے جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ سلیمان بن مہران الاعمش۔ یہ سنہ … میں پیدا ہوئے تھے۔ جعفر بن محمد الصادق۔ ان کی قبر مدینہ منورہ میں زیارت گاہ عام ہے۔ یہ اور ان کے والد اور ان کے دادا ایک ہی قبر میں حسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ ہیں۔ زکریا بن ابی زائدہ۔ ابوامیہ عمرو بن الحارث بن یعقوب جو غلام آزاد قیس بن سعد بن عبادہ ہیں۔ بعض نے اسکے سوا کہا ہے۔ ان کی وفات مصر میں ہوئی تھی۔ عبداللہ بن یزید غلام آزاد الاسود بن سفیان۔ بعض ان کو سوء فہم سمجھتے ہیں۔ اور یہ ثقہ ہیں۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ القاضی۔ محمد بن الولید الزبیدی۔ محمد بن عجلان المدنی۔ عامر بن حوشب بن یزید بن رویم الشیبانی ابو اسلمی یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی۔ اہل الرملہ میں سے۔

(یمان زمین حلوپھر یا پھر یاد کے ساتھ (حمیر کا ایک قبیلہ ہے)

پھر سنہ ۱۴۹ھ داخل ہوا۔

اس سال العباس بن محمد الصائفہ پر ارض الروم گیا۔ اسکے ساتھ الحسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث تھا۔ محمد رستے ہی میں مر گیا۔

اس سال المنصور نے بغداد کی فصیل اور اس کی خندق کی تعمیر پوری کی۔ اور اس کے تمام کاموں سے فارغ ہو گیا (اسکے بعد) وہ حدیثۃ الموصل کی طرف گیا اور واپس آ گیا۔

لوگوں کے ساتھ حج محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے کیا۔

اس سال عبدالصمد بن علی مکہ سے (بقول بعض) معزول کیا گیا اور محمد بن ابراہیم عامل بنایا گیا۔

عامل امصار وہی رہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے سوا مکہ اور الطائف کے عامل کے۔

اس سال عبدالرحمٰن صاحب الاندلس نے اپنے غلام بدر کو دشمن کے ملک پر جنگ کے لئے بھیجا۔ وہ وہاں داخل ہوا اور اس سے جزیہ لیا۔ ابو الصباح حیی بن یحییٰ اشبیلیہ پر تھا۔ پھر اس نے ابو الصباح کو معزول کر دیا۔ اس نے لوگوں کو مخالفت کی دعوت دی۔ عبدالرحمٰن نے اسکو دھوکے سے اپنے پاس بلایا اور جب وہ آیا تو اسے قتل کر دیا۔

اس سال سلم بن قتیبۃ الباہلی نے الرے میں وفات پائی۔ یہ مشہور و عظیم القدر شخص تھے۔ اور الحسن بن الحسن، ابو الحسن التیمی البصری نے وفات پائی اور عیسیٰ بن عمر الثقفی النحوی مشہور نے وفات پائی۔ الخلیل نے اسی سے نحو اخذ کی تھی اور اس میں اس کی ایک تصنیف ہے۔

پھر سنہ ۱۵۰ھ داخل ہوا

ذکر خروج استاذسیس

اسی سال استاذسیس نے اہل ہرات و بادغیس و سجستان وغیرہ اہل خراسان کی ایک جمعیت کے ساتھ خروج کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ تین لاکھ جنگ آزما تھے۔ یہ سارے خراسان پر غالب ہو گئے۔ استاذسیس چلا حتیٰ کہ اس کی اہل مرو الروذ کی مڈبھیڑ ہوئی۔ الاجشم المروالروذی اہل مروالروذ کے ساتھ اس کے مقابلہ کو نکلا اور اس سے سخت جنگ کی جس میں الاجشم مارا گیا اور اس کے اصحاب کثرت سے قتل ہوئے۔ متعدد قوّاد بھاگ نکلے جن میں معاذ بن مسلم اور جبرائیل بن یحییٰ اور حماد بن عمرو اور ابوالنجم سجستانی اور داؤد بن کرار تھے۔ المنصور اس وقت البردان میں تھا۔ اس نے خازم بن خزیمہ کو المہدی کے پاس بھیجا۔ المہدی نے اسے استاذسیس سے جنگ کے لئے مامور کیا۔ قواد اس کے ساتھ کئے۔ خازم روانہ ہوا اور اس نے اپنے ساتھ شکست خوردہ لوگوں کو لیا اور ان کو لوگوں کے پیچھے رکھا۔ اس طرح اس نے اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھائی اس کے ساتھ اس طبقے کے لوگوں میں سے بائیس ہزار آدمی تھے۔ اس نے ان میں سے چھ ہزار منتخب کئے۔ اور انہیں ان بارہ ہزار منتخب لوگوں کے ساتھ ملا دیا جو اس کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں میں جو منتخب کئے گئے بکار بن مسلم بھی تھا۔ پھر اس نے جنگ کے لئے ترتیب کیا اور الہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو اپنے میمنہ پر اور نہار بن حصین السعدی کو میسرہ پر اور بکار بن مسلم العقیلی کو مقدمہ پر مقرر کیا۔ اس کا علم الزبرقان کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے لوگوں کے ساتھ مکر کیا اور ان کو دھوکہ دیتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک خندق سے دوسری خندق کی طرف پھرتا رہا حتیٰ کہ ان کو خوب تھکا دیا۔ اور ان کا بیشتر حصہ پیدل تھا۔ پھر خازم ایک مقام کی طرف گیا اور اپنے اوپر اور اپنے تمام اصحاب پر خندق کھودی اور اس کے چار دروازے رکھے اور ہر دروازے پر اپنے منتخب آدمیوں میں سے ایک ہزار آدمی مقرر کئے۔ استاذسیس کے اصحاب آئے اور ان کے ساتھ پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں تاکہ خندق پاٹ دیں۔ اور خندق پر اس دروازے سے آئے جس پر بکار بن مسلم تھا۔ اس نے بکار کے آدمیوں پر

حملہ کیا اور ان کو مار ہٹایا۔ یہ دیکھ کر لشکر نے اپنے تئیں پھینکا اور خندق کے دروازہ پر اترا
اور اپنے اصحاب سے کہا: مسلمانوں پر ہماری طرف سے کوئی نہ آنے پائے۔ اس کے
خاندان اور قبیلہ کے قریباً پچاس آدمی گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور انھوں نے ان سے
جنگ کی حتیٰ کہ ان کو اپنے دروازہ سے دھکیل دیا۔ پھر اس دروازہ پر جس پر خازم تھا
ایک شخص آیا جس کے اصحاب میں سے طخارستان کا رہنے والا تھا اور اس کا نام
الحریش تھا اور وہی تھا جو ان کے امور کی تدبیر کر رہا تھا۔ جب خازم نے حملہ ہوتے دیکھا
تو اس نے الہیثم بن شعبہ کو جو میمنہ پر تھا حکم دیا کہ وہ اس دروازہ سے نکلے جس پر لشکر
ہے کیونکہ جو لوگ اس کے مقابلہ پر تھے وہ ان سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ وہ چلے حتیٰ کہ ان
کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ پھر دشمن کے پیچھے سے پلٹے۔ اس وقت لوگوں کو
طخارستان سے ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ کے آنے کی توقع تھی۔ خازم نے کہلا
بھیجا کہ جب تو الہیثم کے پرچم آتے دیکھے تو سب مل کر تکبیر کہیں اور کہیں کہ اہل طخارستان
آگئے۔ الہیثم نے یہی کیا۔ خازم قلب کی فوج کے ساتھ الحریش پر نکلا اور ان کو اسے
قتال میں مشغول کر لیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ اسی
اثنا میں کہ وہ اس حال پر تھے کہ انھوں نے الہیثم کے علم دیکھے اور انھوں نے باہم
پکار کر کہا: اہل طخارستان آگئے۔ جب انھوں نے پرچموں کی طرف دیکھا تو ان پر
خازم کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور ان کو مار ہٹایا۔ اور دوسرے الہیثم کے ساتھی ان کو ملے
اور انھوں نے ان کو نیزوں سے چھیدا اور ان پر تیر برسائے۔ میمنہ کی طرف سے
نہار بن حصین نکلا اور بکار بن مسلم اور اس کے اصحاب اپنے ناحیہ سے نکلے اور
انھوں نے ان کو شکست دی اور تلوار سے ان کی خبر لی۔ مسلمانوں نے ان کا کثرت سے
قتل کیا۔ جو لوگ قتل کئے گئے ان کی تعداد ستر ہزار تھی اور چودہ ہزار آدمی پکڑے گئے
استاذسیس ایک قلیل جماعت کے ساتھ ایک پہاڑ میں پناہ گزیں ہوا۔ خازم نے پہاڑ کو
جا کر محصور کر لیا۔ اسیروں کو قتل کیا۔ ابوعون اور عمرو بن سلم اور ان کے ساتھی بھی اس
سے آملے۔ آخر استاذسیس ابوعون کے فیصلہ پر اتر آیا اور ابوعون نے فیصلہ دیا کہ
استاذسیس اور اس کے بیٹے اور اہل خاندان پابجولاں کئے جائیں اور باقی لوگ چھوڑ دئے
جائیں۔ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ خازم نے اس کا فیصلہ نافذ کیا اور ہر شخص کو دو

کپڑے پھاڑے۔ المہدی کو اسکے متعلق لکھا اور المہدی نے المنصور کو لکھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ استاذ سیس کا خروج ۱۵۰ھ میں ہوا، اور اس کی ہزیمت ۱۵۱ھ میں ہوئی۔

بعض کہتے ہیں کہ استاذ سیس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اسکے اصحاب نے اظہار فسق کیا اور رستے قطع کرنے لگے۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ المامون کا نانا اور مراجل ام المامون کا باپ تھا اور اس کا بیٹا غالب، المامون کا ماموں تھا۔ اور یہی وہ ہے جس نے ذوالریاستین فضل بن سہل کو المامون کی موافقت سے قتل کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ

چند حوادث کا ذکر

اسی سال المنصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ منورہ سے معزول کر دیا اور حسن بن زید بن الحسن بن علی کو وہاں کا والی کیا۔

اس سال اندلس میں غیاث بن المسیر الاسدی نے باجہ میں خروج کیا۔ عبدالرحمن کے عامل نے کثیر جمعیت جمع کر دی اور غیاث کے مقابلہ پر گئے، اس سے جنگ کی اور غیاث اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی، غیاث قتل کیا گیا، اور اس کا سر عبدالرحمن کے پاس قرطبہ بھیج دیا گیا۔

اسی سال جعفر بن ابی جعفر المنصور مر گیا۔ اس پر اس کے باپ نے نماز پڑھائی اور رات کے وقت مقابر قریش میں دفن کیا گیا۔

اس سال کوئی گرمائی مہم نہیں ہوئی۔

لوگوں کے ساتھ عبدالصمد بن علی نے حج کیا، اور وہ بقول بعض مکہ پر عامل تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم عامل تھا۔ الکوفہ پر محمد بن سلیمان بن علی اور البصرہ پر عقبہ بن سلم اور اس کی قضا پر سوار، اور مصر پر یزید بن حاتم عامل تھا۔

اسی سال یہ لوگ فوت ہوئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ؛ عمر بن ذر۔ بعض کہتے ہیں کہ عمر نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ اور وہ

صالحین میں سے تھے' مرجیہ کا عقیدہ رکھتے تھے ۔ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج'
محمد بن اسحاق بن یسار صاحب المغازی ۔ بعض کہتے ہیں: انھوں نے ۱۵۱ھ میں وفات
پائی ۔ مقاتل بن سلیمان البلخی المفسر (جو حدیث میں ضعیف تھا) ابوحباب الکلبی' عثمان
بن الاسود' سعید بن ابی عروبہ ۔ ابی عروبہ کا نام مہران تھا ۔ یہ بنی یشکر کا غلام (آزاد) تھا
اور اس کی کنیت ابوالنضر تھی ۔

(لیبیا دبالیاء وسین مہملہ)

پھر ۱۴۳ھ داخل ہوا ۔

اس سال کرک نے جدہ پر چھاپہ مارا ۔

عمر بن حفص کے سندھ سے معزول کیے جانے

اور

ہشام بن عمرو کے مقرر ہونے کا ذکر

اس سال منصور نے عمر بن حفص بن عثمان بن قبیصہ بن ابی صفرہ معروف بہ ہزار مرد کو السندھ سے معزول کر دیا اور اس پر ہشام بن عمرو التغلبی کو عامل بنایا اور عمر بن حفص کو افریقیہ پر مقرر کیا ۔ السندھ سے انکے عزل کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت محمد اور ابراہیم' عبداللہ بن حسن کے دونوں بیٹے' ظاہر ہوئے تو یہ السندھ پر تھا ۔ محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ معروف بالاشتر کو البصرہ بھیجا اور اس نے وہاں سے عمدہ گھوڑے خریدے تاکہ وہ عمر بن حفص کے ان تک پہنچنے کا سبب ہوں ۔ کیوں کہ وہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے المنصور کے قواد میں سے محمد کی بیعت کر لی تھی ۔ اور شیعہ ہو گیا تھا ۔ پھر یہ لوگ السندھ سے سمندر میں چلے ۔ عمر نے ان سے کہا: اپنے گھوڑے لاؤ ۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہم تیرے پاس اس چیز کے ساتھ آئے ہیں جو گھوڑوں سے بہتر ہے ۔ اور جس میں تیرے لیے دنیا

اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تم ہمیں امان دے دو۔ یا تو تم ہماری بات مان لو یا ہمیں اذیت پہنچانے سے باز رہو۔ حتیٰ کہ ہم تیرے علاقے سے واپس چلے جائیں۔" اس نے ان کو امان دی اور اس شخص نے اس کو اپنے ساتھیوں کا حال اور عبداللہ بن محمد بن عبداللہ کا حال بتایا، اور یہ کہ ان کو ان کے والد نے ان کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے ان کو مرحبا کہی اور ان سے بیعت کی اور الاشتر کو اپنے پاس پوشیدہ طور پر ٹھہرا لیا۔ اور اہم لوگوں کو اور اپنے قرابت داروں اور اپنے اہل بیت کو ان کی بیعت کی طرف بلایا۔ ان سب نے اس کو قبول کیا۔ اس نے ان کے لئے سفید علم بنائے اور اپنے لئے سفید لباس مہیا کیا تاکہ اس کو پہن کر خطبہ دے۔ وہ اس جمعرات کے دن تیار ہوا۔ پھر اس کے پاس ایک کشتی آئی جس میں عمر بن حفص کی بیوی کا قاصد تھا۔ اس نے اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر دی۔ ... وہ الاشتر کے پاس گیا اور اس کو یہ خبر دی اور تعزیت کی۔ الاشتر نے اس سے کہا: میرا معاملہ ظاہر ہو چکا ہے اور میرا خون تیری گردن میں ہے۔ تو عمر نے کہا: میری ایک رائے ہے۔ یہاں سندھ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔ جو بڑی شان والا اور کثیر المملکت ہے ... اپنی شوکت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سب لوگوں سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔ میں اس کے پاس پیغام بھیج کر تمہارے اور اس کے درمیان دوستی کرائے دیتا ہوں اور اس کے پاس تمہیں بھیج دیتا ہوں۔ جب تم اس کے ساتھ ہو گے تو کوئی تمہارا قصد نہیں کر سکے گا۔ اس نے یہی کیا۔ الاشتر اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے ان کی تکریم کی اور ان کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کیا۔ الزیدیہ بھاگ بھاگ کر ان کے پاس پہنچنے لگے۔ حتیٰ کہ الاشتر کے پاس اہل البصائر میں سے چار سو آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ ان لوگوں کی معیت میں بادشاہوں کی سی ہیبت اور ان کے سے ساز و سامان کے ساتھ شکار کو نکلنے لگا۔ المنصور کو جب یہ خبر پہنچی تو اسے بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے عمر بن حفص کو لکھا کہ مجھے یہ خبریں پہنچی ہیں۔ عمر نے اپنے قرابت داروں کے سامنے یہ مکتوب رکھا اور ان سے کہا: اگر میں نے اس قصہ کا اقرار کیا تو وہ مجھے معزول کر دے گا، اور اگر میں اس کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اور اگر میں رک جاتا ہوں تو وہ مجھ سے جنگ کرے گا۔ ان میں سے ایک نے کہا: اپنا گناہ مجھ پر ڈال دیجئے۔ اور مجھے پکڑ کر قید کر دے ... وہ مجھے اپنے پاس بلانے کے لئے لکھے گا تو

اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تو ہمیں امان دے۔ یا تو ہماری بات مان لیں یا ہمیں اذیت پہنچانے سے باز رہیں۔ حتیٰ کہ ہم تیرے علاقے سے واپس چلے جائیں"۔ اس نے ان کو امان دی اور اس شخص نے اس کو اپنے ساتھیوں کا حال اور عبداللہ بن محمد بن عبداللہ کا حال بتایا' اور یہ کہ ان کو ان کے والد نے ان کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے ان کو مرحبا کہی اور ان سے بیعت کی اور اشتر کو اپنے پاس پوشیدہ طور پر ٹھہرا لیا' اور ہم لگا کر ان کو اور اپنے قرابت داروں اور اپنے اہل بیت کو ان کی بیعت کی طرف بلایا' ان سب نے اس کو قبول کیا۔ اس نے ان کے لئے سفید علم بنائے اور اپنے لئے سفید لباس مہیا کیا تاکہ اس کو پہن کر خطبہ دے۔ وہ اس جمعرات کے دن تیار ہوا۔ پھر اس کے پاس ایک کشتی آئی جس میں عمر بن حفص کی بیوی کا قاصد تھا' اس نے ان کو محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر دی۔ ۔ ۔ وہ الاشتر کے پاس گیا اور اس کو یہ خبر دی اور تعزیت کی۔ الاشتر نے اس سے کہا: میرا معاملہ ظاہر ہو چکا ہے اور میرا خون تیری گردن میں ہے۔ تو نے کہا: میری ایک رائے ہے۔ یہاں سندھ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔ جو بڑی شان والا اور کثیر المملکت ہے۔ ۔ ۔ اپنی شوکت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سب لوگوں سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔ میں اس کے پاس پیغام بھیج کر تمہارے اور اس کے درمیان دوستی کرا دیتا ہوں اور اس کے پاس تمہیں بھیج دیتا ہوں جب تم اس کے ساتھ ہو گے تو کوئی تمہارا قصد نہیں کر سکے گا۔ اس نے یہی کیا۔ الاشتر اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے ان کی تکریم کی اور ان کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کیا۔ الزیدیہ بھاگ بھاگ کر ان کے پاس پہنچنے لگے۔ حتیٰ کہ الاشتر کے پاس اہل البصائر میں سے چار سو آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ ان لوگوں کی جمعیت میں بادشاہوں کی ہیئت اور ان کے سے ساز و سامان کے ساتھ شکار کو نکلنے لگا۔ المنصور کو جب یہ خبر پہنچی تو اسے بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے عمر بن حفص کو لکھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ عمر نے اپنے قرابت داروں کے سامنے یہ مکتوب رکھا' اور ان سے کہا: اگر میں نے اس قصہ کا اقرار کر لیا تو وہ مجھے معزول کر دے گا' اور اگر میں اس کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اور اگر میں رک جاتا ہوں تو وہ مجھ سے جنگ کرے گا۔ ان میں سے ایک نے کہا: سارا الزام مجھ پر ڈال دیجئے۔ اور مجھے پکڑ کر قید کر دے۔ وہ مجھے اپنے پاس بلانے کے لئے لکھے گا تو

مجھے اس کے پاس بھیج دیجئے۔ دونوں میں تیرے سے مرتبہ اور المنصور نے کہا تیرے قدوان
لے کر دیکھتے ہوئے مجھ پر اقدام نہیں کرے گا۔ عمر نے کہا: مجھے تو خوف ہے کہ تیرے
ساتھ اس کے خلاف عرض نہ کرے گا اور تو خون کر ڈالے۔ اس نے کہا: اگر میں قتل کیا گیا تو
میری جان تیرے مقصد کے لئے فدا ہے۔ عمر نے سندھ پہنچ کر ان کے عہدے کی بابت المنصور
کو اس کے معزول کا حال لکھا۔ المنصور نے اسے لکھا کہ وہ اس کو اپنے پاس بھیج دے۔
جب وہ پہنچا اس پہنچا تو المنصور نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے سندھ پر ہشام بن عمرو تغلبی
کو والی بنایا۔

ہشام کو والی بنانے کا سبب یہ تھا کہ المنصور کو فکر تھی کہ سندھ کس کو والی بنائے
اس اثنا میں کہ وہ سوار ہو کر نکلا المنصور دیکھ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے غائب
ہو گیا پھر واپس آیا۔ اس نے المنصور کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ المنصور نے اسے
بلا لیا۔ اس نے آکر کہا: جب میں امیر المومنین سے لوٹا تھا تو مجھے میری بہن ملی جس کی مثل
حسن و جمال اور عقل اور دین میں کوئی نہیں ہے جس کی بنا پر میں اسے امیر المومنین کے لئے
پسند کرتا ہوں۔ المنصور تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گیا۔ پھر بولا تو جا میرا حکم تم سے پاس
آ جائے۔ جب وہ چلا گیا تو المنصور نے اپنے حاجب الربیع سے کہا: اگر جریر نے یہ شعر نہ
کہا ہوتا۔ ہے

لا تطلبن خؤولۃ فی تغلب　　　　فالزنج اکرم منہم اخوالا

تغلب میں ننھیال تلاش نہ کر زنگی ان سے بہتر ماموں ہوتے ہیں

تو میں اسے شادی کر لیتا ہے۔ اس سے کہہ کہ مجھے نکاح کی حاجت ہوتی تو میں قبول کرتا
اللہ تجھے نیکی جزا دے۔ میں نے تجھے سندھ کا والی مقرر کیا۔ اس نے وہاں جانے کی تیاری
کی۔ المنصور نے حکم دیا کہ وہاں راجہ سے عبداللہ کو تسلیم کرنے کے متعلق مکاتبت کرے
اور اگر وہ اسے تسلیم نہ کرے تو اس سے جنگ کرے۔ اور عمر بن حفص کو افریقیہ پر جنگ کرنے
کی نسبت لکھا۔ ہشام سندھ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا اور عمر افریقیہ چلا گیا اور اس
کا والی ہو گیا۔

ہشام جب سندھ پہنچا تو اس نے عبداللہ اشتر کے لینے میں کراہت کی اور لوگوں
کو دکھانے کے لئے اس راجہ سے مکاتبت کرنے لگا۔ المنصور کو یہ خبر پہنچی تو اس نے

ہشام کو اسی کام پر ابھارنے کے لئے خط لکھے۔ اسی اثناء میں کہ وہ اسی حال پر تھا کہ اطراف سندھ میں ایک باغی نے خروج کیا۔ ہشام نے اپنے بھائی "سفیح" کو بھیجا۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس کا راستہ اس راجہ کے ملک کے پاس سے گزرتا تھا۔ وہ جا رہا تھا کہ گرد اٹھی۔ اس نے گمان کیا کہ اس دشمن کا ہراول ہے جس کے مقابلہ پر وہ جا رہا ہے اس نے اپنے طلایع بڑھائے اور اسکی طرف دوڑے۔ وہاں لوگوں نے کہا: "یہ عبداللہ بن محمد العلوی ہیں" مہران کے کنارے سیر کر رہے ہیں۔ وہ ان کے ارادہ سے چلا اسکے ناصحوں نے اس سے کہا: "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں" اور تیرے بھائی نے ان کو عمداً چھوڑ رکھا ہے۔ اس خوف سے کہ وہ تیرے خون کے وبال میں گرفتار ہو۔ اسی لئے اس نے ان کا قصد نہیں کیا۔" اس نے کہا: میں ان کو پکڑنے سے باز آنے والا نہیں ہوں۔ اور میں کسی ایسے آدمی کو چھوڑنے والا نہیں ہوں جس کو پکڑنا یا قتل کرنا المنصور کے نزدیک موجب منفعت ہو سکتا ہے۔ عبداللہ اس وقت دس آدمیوں کے ساتھ تھے۔ سفیح نے ان کا قصد کیا۔ عبداللہ نے اس سے جنگ کی۔ اسکے اصحاب نے بھی جنگ کی۔ حتیٰ کہ وہ اور ان کے سب ساتھی قتل ہو گئے۔ اور ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ عبداللہ مقتولوں میں گر گئے کہ ان کا پتہ نہ چلا۔ کہا جاتا ہے ان کے اصحاب نے ان کو مہران میں پھینک دیا۔ تاکہ ان کا سر نہ بھیجا جائے۔ ہشام نے یہ واقعہ المنصور کو لکھ بھیجا۔ المنصور نے اسکو شکریہ لکھا اور حکم دیا کہ اس راجہ سے لڑے۔ اس نے راجہ سے جنگ کی حتیٰ کہ اس پر کامیاب ہوا۔ اسے قتل کیا اور اس کی مملکت پر غالب ہو گیا۔

عبداللہ نے لونڈیاں رکھ لی تھیں ان میں سے ایک کے ہاں بچہ ہوا اور وہ وہی محمد بن عبداللہ بن محمد ہیں جو ابن الاشتر کہلاتے ہیں۔ ہشام نے ان لونڈیوں کو اور ان کے ساتھ اس بچہ کو لے کر المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے بچہ کو اپنے عامل المدینہ کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ اسکے صحت نسب کے متعلق لکھا۔ اور حکم دیا کہ اس کو اس کے اہل خاندان کے سپرد کر دیا جائے۔

ابو جعفر عمر بن حفص کے ولایت افریقیہ پر تقرر ہونے کا ذکر

اسی سال المنصور نے افریقیہ پر ابو جعفر بن حفص کو مقرر کیا۔ جو قبیصہ بن
ابی صفرہ مہلب کے بھائی کی اولاد سے تھا اور شہرت کی بنا پر مہلب کے خاندان کی
طرف منسوب ہو گیا تھا۔ اسکے افریقیہ بھیجے جانے کا سبب یہ ہوا کہ جب المنصور کو الاغلب
بن سالم کے قتل کی خبر پہنچی تو اسے افریقیہ کے معاملے میں خوف پیدا ہوا اور اسنے وہاں عمر
کو والی بنا کر بھیجا۔ وہ صفر ۱۵۱ھ میں پانسو سواروں کے ساتھ قیروان پہنچا۔ شہر کے
معززین اور وہ لوگ اسکے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ان کو صلے دئے اور ان کے ساتھ احسان
سے پیش آیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ تین برس تک حالات درست رہے پھر وہ المنصور
کے حکم سے الزاب کی طرف گیا کہ شہر طبنہ تعمیر کرے۔ اور قیروان پر حبیب بن حبیب المہلبی
کو اپنا نائب بنا لیا۔ اس طرح افریقیہ فوج سے خالی ہو گیا۔ بربروں نے بغاوت کر دی۔
حبیب مقابلہ پر نکلا اور کام آ گیا۔ بربروں نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم الاباضی کو اپنا
والی بنا لیا۔ ابو حاتم کا نام یعقوب بن حبیب تھا اور یہ کندہ کا غلام آزاد تھا۔ طرابلس
پر عمر بن حفص کا عامل جنید بن بشار الاسدی تھا۔ اس نے عمر کو مدد کے لئے لکھا۔ اس نے
اسکی مدد کے لئے فوج بھیجی۔ بربروں سے انکی مڈبھیڑ ہوئی۔ جنید نے ابو حاتم سے جنگ
کی۔ لیکن اس نے جنید کو شکست دیدی اور وہ قابس چلا گیا۔ ابو حاتم نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ
کر لیا۔ عمر ادھر الزاب میں طبنہ کی تعمیر پر لگا ہوا تھا اور ادھر افریقیہ ہر طرف سے بگڑ چکا
تھا۔ باغی طبنہ کی طرف گئے اور بارہ فوجوں نے اسکو گھیر لیا۔ ان فوجوں میں ابو قرہ الصفری کا
چالیس ہزار سواروں کے ساتھ تھا۔ اور عبد الرحمن بن رستم پندرہ ہزار کے ساتھ تھا اور ابو حاتم
ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ تھا اور عاصم السدراتی الاباضی چھ ہزار فوج کے ساتھ تھا اور
مسعود الزناتی الاباضی دس ہزار سواروں کے ساتھ اور انکے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے۔ جب
عمر نے دیکھا کہ انہوں نے اسے گھیر لیا ہے تو اس نے ان سے جنگ کرنے کے لئے
نکلنے کا عزم کر لیا۔ اسکے ساتھیوں نے اسے منع کیا اور کہا اگر تم قتل ہو گئے تو عرب ہلاک
ہو جائیں گے۔ اس نے حیلہ کرنے کی طرف توجہ کی اور الصفریہ کے سردار ابو قرہ کو پیغام
بھیجا کہ اگر وہ واپس چلا جائے تو اسے ساٹھ ہزار درہم دے گا۔ اس نے جواب دیا کہ
مجھے چالیس برس سے خلافت کا سلام کیا جاتا ہے پھر کیا میں تمہاری جنگ کو دنیا کی ایک
تھوڑی سی پونجی کے عوض بیچ ڈالوں گا؟ اور اس نے یہ بات قبول نہیں کی۔ پھر اس نے

ابو قرہ کے بھائی کے پاس پیغام بھیجا اور اسے چار ہزار درہم اور کپڑے دیئے تاکہ وہ اپنے بھائی اور جماعت صفریہ کو واپس لانے کی تدبیر کرے۔ اس نے عمر کی بات قبول کر لی۔ اور وہ اسی رات چل دیا۔ فوج بھی اسکے پیچھے چل دی۔ اور ابو قرہ ان کے اتباع پر مجبور ہو گیا۔ جب صفریہ چلے گئے تو عمر نے ایک فوج ابن رستم کی طرف بھیجی جو بربر کے قبیلہ تہوادہ کے ساتھ تھا۔ اور اس سے جنگ کی۔ ابن رستم تاہرت کی طرف بھاگ گیا۔ اب اباضیہ عمر کے مقابلے سے عاجز ہو گئے۔ اور طبنہ سے قیروان چلے گئے۔ ابو حاتم نے اسکو محصور کر لیا۔ عمر طبنہ میں اسکے امور کی اصلاح کرتا اور قریب کے نواح سے اسکی حفاظت کرتا رہا۔ پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ قیروان کا حال تنگ ہو رہا ہے تو وہ ادھر چلا اور قیروان کی جانب چلتے وقت اس نے طبنہ میں کچھ فوج چھوڑ دی۔ ابو قرہ نے عمر ابن حفص کے جانے کی خبر سنی تو وہ طبنہ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جو فوج تھی اس نے نکل کر اس سے جنگ کی۔ ابو قرہ نے شکست کھائی اور اسکی فوج کا ایک بڑا حصہ مارا گیا۔ ابو حاتم نے جب قیروان کا محاصرہ کیا تو اسکی مصیبت بہت بڑھ گئی۔ اور وہ اسکے حصار پر جم گیا۔ حال یہ تھا کہ قیروان کے بیت المال میں ایک درہم نہ تھا اور نہ اسکے گوداموں میں کچھ غلہ۔ اس محاصرہ کو بہت مدت تک جاری رہا۔ فوج نکل نکل کر صبح شام خوارج سے لڑتی رہی حتی کہ بھوک نے اسکو تنگ کر دیا اور وہ اپنے جانور اور کتے تک کاٹ کر کھا گئے۔ قیروان کے باشندوں کی ایک کثیر جماعت بربروں سے جا ملی اور خوارج کے شہر میں داخل ہو جانے کے سوا کچھ باقی نہ رہا کہ یکایک ان کو عمر ابن حفص کے طبنہ سے آ پہنچنے کی خبر ملی۔ پھر ابو عمر آیا اور وہ سات سو سواروں کے ساتھ تھا۔ خوارج سب کے سب ادھر چل پڑے اور قیروان کو چھوڑ دیا۔ جب وہ وہاں سے ہٹ گئے تو عمر تونس کی طرف چلا۔ بربر اسکے پیچھے چلے۔ عمر نے تیزی سے قیروان کی طرف چلنا اور وہاں غلہ اور جانور اور لکڑی وغیرہ ایندھن بھر دیں۔ پھر ابو حاتم اور بربر اسکی طرف آئے۔ اس کا محاصرہ کیا اور محاصرہ نے اس کو طول ہوا کہ لوگ اپنے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے۔ روزانہ کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ آخر جب عمر اور اسکے ساتھیوں پر حال تنگ ہوا تو اس نے ان سے کہا: اب میں محاصرہ سے نکلوں اور بلاد بربر پر چھاپہ ماروں۔ اور کھانے پانی رسد لاؤں۔ لوگوں نے کہا: تیرے جگہ میں

خوف ہے اس نے کہا: میں تو فلاں اور فلاں کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ رسد لائیں۔ لوگوں نے یہ بات مان لی۔ جب اس نے ان دونوں آدمیوں سے اس کے لئے کہا تو انھوں نے کہا: ہم تجھے محاصرہ میں نہیں چھوڑتے اور تیرے پاس سے نہیں جاتے۔ اب اس نے اپنے تئیں موت کے منہ میں ڈالنے کا عزم کر لیا۔ اتنے میں خبر آئی کہ المنصور نے اس کی طرف یزید بن حاتم بن قتیبہ بن المہلب کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ اب بعض لوگوں نے جو اس کے ساتھ تھے مشورہ دیا کہ وہ جنگ سے رکا رہے حتیٰ کہ وہ فوج پہنچ جائے۔ لیکن اس نے یہ نہ کیا۔ نکلا اور جنگ کی، اور نصف ذی الحجہ کو مارا گیا۔

حمید بن صخر نے لوگوں پر سرداری کی۔ حمید ماں کی طرف سے عمر کا بھائی تھا۔ اس نے ابو حاتم سے مصالحت کر لی۔ صلح اس پر ہوئی کہ حمید اور اس کے ساتھی المنصور کی اطاعت سے نہیں نکلیں گے۔ اور ابو حاتم ان سے ان کے ہتھیار و سلاح کے معاملہ میں نزاع نہیں کرے گا۔" ابو حاتم نے یہ بات قبول کر لی اور قیروان اس کے لئے فتح ہو گیا۔ فوج کا بڑا حصہ طبنہ کی طرف چلا گیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازے جلا دئیے اور اس کی فصیل مسمار کر دی۔ جب اس کو یزید بن حاتم کے پہنچنے کی خبر ملی تو وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے قیروان کے نائب کو حکم دیا کہ فوج سے ہتھیار لے لے اور اس کو قید کر لے۔ اس کے بعض اصحاب نے مخالفت کی اور کہا: ہم ان سے غدر نہیں کرتے۔ مخالفین کا سردار عمر بن عثمان الفہری تھا۔ وہ قیروان میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے ابو حاتم کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر ابو حاتم واپس آیا۔ عمر بن عثمان اس کے سامنے سے تونس بھاگ گیا۔ ابو حاتم طرابلس واپس گیا کہ یزید بن حاتم سے جنگ کرے۔

کہا جاتا ہے خوارج اور فوج کے درمیان عمر بن حفص کے ساتھ جنگ کے بعد سے ان کا معاملہ ختم ہونے تک ۳۷۵ لڑائیاں ہوئیں۔

یزید بن حاتم کے افریقیہ کی ولایت پر مقرر ہونے اور خوارج سے لڑنے کا ذکر

جب المنصور کو خبر پہنچی کہ عمر بن حفص کا خوارج کے ہاتھوں کیا حال ہے تو اس نے

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن ابی صفرہ کو ساٹھ ہزار سواروں کے ساتھ افریقیہ کی طرف بھیجا۔ وہ ۱۵۵ھ میں وہاں پہنچا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہاں کی فوج کا ایک حصہ اس سے آملا۔ یہ اس کے ساتھ طرابلس کی طرف گیا۔ ابو حاتم الخارجی جبال نفوسہ کی طرف چلا گیا۔ یزید نے ایک فوج طرابلس کی طرف بھیجی۔ ابو حاتم نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دیدی' اور وہ فوج یزید کے پاس واپس آگئی۔ ابو حاتم ایک دشوار گزار مقام میں اترا' اس نے فوج کے گرد خندق کھود لی۔ یزید اپنے اصحاب کا تعبیہ کر کے اس کی طرف چلا۔ ربیع الاول ۱۵۶ھ میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ شدت سے جنگ ہوئی آخر بربروں نے شکست کھائی۔ ابو حاتم اور اس کے ہمراہ آدمی مارے گئے۔ یزید نے انکو ہر سہل و جبل میں ڈھونڈا اور ان کو بکثرت قتل کیا۔ معرکہ میں جو لوگ کام آئے انکی تعداد تیس ہزار تھی آل مہلب خوارج کو قتل کرنے لگے اور عمر بن حفص کے ثار کا نعرہ لگاتے تھے وہ مہینہ بھر خوارج کو قتل کرتا رہا۔ پھر قیروان کی طرف گیا۔ عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبدالرحمٰن الفہری ابو حاتم کے ساتھ تھا۔ وہ کتامہ کی طرف بھاگ گیا۔ یزید بن حاتم نے اس کی طرف فوج بھیجی جس نے بربروں کو محصور کر لیا۔ اور ان پر فتح پائی' ان میں سے کثیر کو قتل کیا عبدالرحمٰن بھاگ گیا اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ افریقیہ صاف ہو گیا۔ یزید نے اچھا طرز عمل رکھا۔ لوگ مطمئن ہو گئے حتیٰ کہ ۱۵۷ھ میں ورفجومہ نے ارض زاب میں بغاوت کر دی۔ ان کا سردار ایوب الہواری تھا۔ یزید نے ان کے مقابلہ پر کثیر التعداد فوج بھیجی۔ یزید بن المہلبی کو ان پر افسر بنایا' مڈبھیڑ ہوئی' لڑے' یزید نے شکست کھائی' اس کے ساتھیوں میں سے کثیر جماعت قتل ہوئی اور الزاب کا والی المخارق بن غفار مارا گیا۔ یزید بن حاتم نے اس کی جگہ المہلب بن یزید المہلبی کو والی مقرر کیا۔ یزید بن حاتم نے جمع کثیر کے ساتھ العلاء بن سعید المہلبی کو اس کی مدد کو بھیجا۔ شکست خوردہ ان سے آملے' ورفجومہ سے جنگ کی' گھمسان کا رن پڑا' بربروں نے اور ایوب نے شکست کھائی' اور وہ ہر جگہ قتل کئے گئے حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی تک مارا گیا۔ دو فوجوں میں سے ایک شخص بھی کام نہیں آیا۔

یزید رمضان ۱۷۰ھ میں مر گیا' اس کی ولایت پندرہ سال تین ماہ رہی اس نے اپنے بیٹے' داؤد کو افریقیہ پر اپنا جانشین بنایا۔

ذکر بناء الرصافہ المہدی کیلئے

اس سال شوال میں المہدی خراسان سے آیا۔ اس کے اہل خاندان، شام والکوفہ، البصرہ وغیرہ سے اس کے پاس آئے۔ اور اس کی آمد پر اسے تہنیت دی۔ اس نے ان کو صلے دیئے۔ سواریوں عطا کیں۔ کپڑے دیئے اور المنصور نے بھی ان کے ساتھ یہی کیا۔ اور المہدی کے لیے الرصافہ تعمیر کیا۔ اس کی بناء کا سبب یہ ہوا کہ فوج کے ایک حصہ نے المنصور پر شغب کیا اور اس سے باب الذہب پر جنگ کی تو قثم بن عباس بن عبید اللہ بن عباس اس کے پاس آیا۔ وہ آل عباس کا شیخ تھا۔ اور ان کے نزدیک اس کو درست و تقدم حاصل تھا۔ المنصور نے اس سے کہا: کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم فوج کی شورش سے کس حال میں ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں ان کا کلمہ جمع نہ ہو جائے۔ اور یہ امر ہمارے ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میرے پاس ایک رائے ہے۔ اگر میں نے وہ رائے آپ پر ظاہر کردی تو بات بگڑ جائے گی۔ اور اگر آپ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں گے تو میں اس پر عملدرآمد کروں گا۔ اور آپ کی خلافت درست ہو جائے گی۔ اور آپ کی فوج آپ سے ڈر جائے گی۔ اس نے کہا: کیا آپ میری خلافت میں کسی ایسی بات پر عملدرآمد کرنا چاہتے ہیں جس کا مجھے علم نہ ہو؟" اس نے کہا: اگر میں آپ کے نزدیک مشتبہ ہوں تو آپ مجھ سے مشورہ نہ لیجئے۔ اور اگر آپ کو مجھ پر اعتبار ہے تو مجھے اپنی رائے پر عمل کرنے کے لیے چھوڑ دیجئے" المنصور نے کہا: آپ اس کو نافذ کیجئے" قثم اپنے گھر واپس گیا۔ اس نے اپنے ایک غلام کو بلایا۔ اور اس سے کہا: کل جب صبح ہو تو مجھ سے پہلے تو چلا جائیو اور امیر المومنین کے پاس جا بیٹھیو۔ جب تو دیکھے کہ میں داخل ہو گیا اور اصحاب مراتب کے درمیان پہنچ گیا تو میرے خچر کی لگام پکڑیو اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس اور امیر المومنین کے حق کی قسم دے کر التجا کر کہ میں تیرے لیے ٹھہروں اور تیرا سوال سنوں اور اس کا جواب دوں۔ میں تجھے جھڑک دوں گا۔ تجھے سخت سست کہوں گا۔ لیکن تو نہ ڈریو اور دوبارہ سوال کیجیو۔ میں تجھے ماروں گا۔ مگر تو پھر بھی کہیو۔ اور مجھ سے پوچھیو کہ کونسا قبیلہ اشرف ہے۔ یمن یا

مطہر! جب میں تجھے جواب دیدوں تو تجھ کو چھوڑ دیجو، اور میں تو آزاد ہے۔ غلام نے وہی کیا جس کا اس نے حکم دیا تھا۔ اور قطر نے بھی وہی کیا جو کہا تھا۔ اس نے کہا: مطہر! قریش میں کیوں کہ انہی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور انہی میں کتاب اللہ ہے اور انہی میں بیت اللہ ہے۔ اور انہی میں خلیفۃ اللہ ہے۔" اس پر یمن بگڑ گئے کیونکہ اس نے ان کے لیے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے قائدوں میں سے ایک نے کہا: مطہر! ایسا نہیں ہے کہ یمن کے لیے کوئی فضیلت ہی نہ ہو۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا: اٹھ اور شیخ کے خچر کی لگام پکڑ لے۔ اس نے یہی کیا۔ اور قریب تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرے کہ مطہر بگڑ گئے۔ اور بولے: وہ ہمارے شیخ کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔ اور ان میں سے کسی نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ اس نے اس غلام کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور اس کو کاٹ دیا۔ اس سے دونوں قبیلے ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے۔ قثم المنصور کے پاس پہنچ گیا۔ فوج میں پھوٹ پڑ گئی۔ مطہر ایک فرقہ بن گئے۔ ربیعہ ایک فرقہ اور قراسانی ایک فرقہ۔ پھر قثم نے المنصور سے کہا: میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈالی ہے۔ اور ان کو الگ الگ احزاب بنا دیا ہے۔ ان میں سے ہر حزب کو خوف ہوگا کہ کہیں دوسرا حزب کچھ نہ کر بیٹھے۔ آپ دوسرے حزب سے اس کو ماریگا۔ اب اس تدبیر میں آپ کے لیے ایک بات اور باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کے اس پار بھیجے اور اسے دوسری جانب رکھئے۔ اور اس کے ساتھ اپنی فوج کے ایک حصہ کو اور منتقل کر دیجئے۔ اس طرح وہ ایک شہر ہو جائے گا اور یہ ایک شہر رہیگا۔ اگر یہ آپ پر فساد کریں تو آپ ان سے ان کو ماریگا۔ اور اگر وہ آپ پر فساد کریں تو آپ ان سے ان کو ماریگا۔ اور اگر آپ پر قبائل میں سے کوئی فساد کرے تو آپ اس کو دوسرے قبیلے سے ماریگا۔" المنصور نے اس کی بات قبول کر لی۔ اس کی حکومت مستقیم ہو گئی۔ اس نے الرصافہ بنایا۔ اور صالح صاحب المصلی کو اس کام پر مقرر کیا۔

ذکر قتل سلیمان بن حکیم العبدی

اس سال عقبہ بن سلم البصرے سے البحرین کی طرف گیا۔ اس نے نافع بن عقبہ کو یہاں

اپنا قائم مقام کیا۔ اس نے سلیمان بن حکیم کو قتل کیا اور اہل البحرین کو قیدی بنایا اور سبایا و اساریٰ کا ایک حصہ المنصور کے پاس بھیجا۔ اس نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور باقیوں کو المہدی کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کو کپڑے پہنائے پھر اس نے عقبہ کو البصرہ سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے البحرین پر استقصاء نہیں کیا۔

بعض کا قول ہے کہ المنصور نے اس سال معن بن زائدہ الشیبانی کو سجستان پر عامل بنایا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم الامام نے حج کیا۔ یہ الطائف کا عامل تھا۔ مدینہ منورہ پر حسن بن زید، البصرہ پر جابر بن توبۃ الکلابی، الکوفہ پر محمد بن سلیمان، اور مصر پر یزید بن حاتم عامل تھے۔

شقنا کے معاملہ کی ابتداء

اور

الاندلس میں اسکے خروج کا ذکر

اس سال الاندلس کے مشرقی علاقہ میں کناسہ کے بربروں میں سے ایک نے بغاوت کی جھنڈی کو چڑھایا تھا۔ اور اس کا نام شقنا بن عبدالواحد تھا۔ اور اس کی ماں کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہے۔ اس نے اپنا نام عبداللہ بن محمد رکھا۔ اور شنت بریہ میں مقیم ہوا۔ بربروں میں سے خلق عظیم اس کے گرد جمع ہو گئی۔ اس کی بات پھیل گئی۔ عبدالرحمٰن الاموی اس کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلہ پر نہ ٹھہرا اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ جب امن ہوتا تو پھیل جاتا اور جب خوف ہوتا تو پہاڑوں میں چڑھ جاتا جہاں اس کو ڈھونڈنا مشکل ہوتا۔ عبدالرحمٰن نے طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو عامل مقرر کیا۔ حبیب نے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن ابان بن عثمان بن عفان کو عامل بنایا۔ اور اسے حکم دیا کہ شقنا کی جستجو کرے۔ شقنا شنت بریہ آیا تو اس نے سلیمان کو پکڑ

اور قتل کر دیا۔ اس سے اس کا زور اور بڑھ گیا۔ اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ ناحیہ تو رید پر قابض ہو گیا۔ اور اس نے زمین میں فساد پھیلایا۔ عبدالرحمٰن الاموی ادھر متوجہ ہوا۔ اس نے ۱۵۲ھ میں خود جنگ کی۔ وہ اس کے مقابلہ پر نہ ٹھہرا اور اس کو اس کے کام سے عاجز کر کے واپس آگیا۔ پھر ۱۵۴ھ میں اپنے غلام بدر کو اس کی طرف بھیجا۔ شقنا بھاگ گیا۔ اس نے اپنا قلعہ شطران خالی کر دیا۔ پھر ۱۵۵ھ میں عبدالرحمٰن نے خود اس پر حملہ کیا اور شقنا اس کے مقابلے پر نہ ٹھہرا۔ پھر اس نے ۱۵۸ھ میں ابو عثمان عبید اللہ بن عثمان کو اس کی طرف بھیجا۔ شقنا نے اسے دھوکہ دیا اور اس کی فوج کو اس پر بگاڑ دیا۔ عبید اللہ بھاگ گیا۔ شقنا نے اس کا لشکر لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت قتل کر دی جو اس کے لشکر میں تھی۔ اس ۱۶۰ھ میں عبید اللہ کا لشکر لوٹنے کے بعد شقنا حصن الحیارین معروف بہ اتّی کی طرف گیا جہاں عبدالرحمٰن کا ایک عامل تھا۔ شقنا نے اس سے مکر کیا حتیٰ کہ وہ اس کی طرف نکل آیا۔ شقنا نے اسے قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے اور اسلحہ اور سب کچھ جو اس کے ساتھ تھے لوٹ لئے۔

ذکر قتل معن بن زائدہ

اس سال سجستان میں معن بن زائدۃ الشیبانی مارا گیا۔ المنصور نے اسے وہاں کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے رتبیل کو پیغام بھیجا کہ جو کچھ اس پر سالیانہ مقرر ہے وہ بھیجے۔ اس نے معن کے پاس کچھ سامان بھیجا اور اس کی قیمت زیادہ ظاہر کی۔ معن بگڑ گیا اور الرخج کی طرف گیا۔ اس کے مقدمہ پر اس کا بھتیجا یزید بن زائدہ تھا۔ یہاں پہنچا اس نے دیکھا کہ رتبیل گرمیاں گزارنے کے لئے زابلستان چلا گیا ہے۔ اس نے الرخج فتح کر لیا۔ یہاں بہت سے لوگ اس کے ہاتھ آئے۔ انہی سپاہیوں میں فرج الرخجی تھا۔ وہ بچہ تھا۔ اور اس کا باپ زیاد بھی انہی سپاہیوں میں تھا۔ پھر معن نے گرد اڑتی دیکھی جو گھوڑوں نے اڑائی تھی۔ وہ سمجھا کہ ایک فوج اس کی طرف آرہی ہے جو سپاہیوں اور اسیروں کو چھڑانا چاہتی ہے۔ اس نے ان کو تلواروں کے سپرد کرنے کا حکم دیا اور ان میں سے بہت سے

قتل کر دیے گئے۔ پھر اس گرمی کی وجہ ظاہر ہوئی اور وہ رک گیا۔ معن کو وہاں اشتاء کا خوف ہوا، اس لیے وہ بست کی طرف واپس چلا گیا۔ خوارج کی ایک قوم اس کی روش ناپسند کرتی تھی۔ اس نے ان کاریگروں سے سازش کی جو اس کے مکان میں کام کرتے تھے۔ جب وہ چھت پاٹنے تک پہنچ گئے تو انھوں نے اپنی تلواریں بانسوں میں چھپا دیں۔ پھر وہ ایک دن اس کے گھر میں پہنچ گئے۔ وہ اس وقت سینگیاں لگوا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک نے خنجر سے، جو اس کے پاس تھا، اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ایک نے اس کو مارتے وقت کہا: میں طاقی غلام ہوں۔ طاق زرنج کے قریب ایک رستاق ہے۔ پھر یزید بن مزید نے ان سب کو قتل کر دیا، اور ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ یزید نے سجستان کو سنبھال لیا۔ اس کی گرفت عرب و عجم پر سخت ہوئی۔ کسی عرب نے اس پر حیلہ کیا، اور اس کی طرف سے المنصور کو خط لکھا جس میں اسے خبر دی کہ اس کے نام المہدی کے خطوں نے اسے حیران و ششدر کر دیا ہے اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کو المہدی کی مراسلت سے معاف رکھے۔ اس بات نے المنصور کو غضبناک کر دیا، اس نے گالیاں دیں اور المہدی کو اس کا خط پڑھوا دیا۔ اس نے یزید کو معزول کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دیا اور اس کی سب چیزیں بکوا دیں۔ پھر اس کے لیے سفارش کی گئی، اسے مدینۃ السلام بلا لیا گیا۔ یہاں بھی وہ مصیبت میں رہا، حتیٰ کہ خوارج اس پر پل پڑے، اس نے ان سے جنگ کی، اس سے تو اس کا کام چلا۔ پھر اسے یوسف البرم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا، اور یہاں ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

چند حوادث کا ذکر

اس سال صائفہ پر عبد الوہاب بن ابراہیم الامام بھیجا گیا۔

اس سال المنصور نے الموصل پر اسمٰعیل بن خالد بن عبد اللہ القسری کو عامل مقرر کیا۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: عبد اللہ بن عون — یہ ۶۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسید بن عبد اللہ — ذی الحجہ میں وفات پائی۔ یہ خراسان کا امیر تھا —

حنظلہ بن ابی سفیان الجمحی، علی بن صالح بن حیّ۔ حسن بن صالح کا بھائی۔ یہ دونوں محقق تھے اور ان میں تشیع تھا۔

پھر سنہ ۱۵۲ھ داخل ہوا۔

اس سال حمید بن قحطبہ نے کابل پر حملہ کیا۔ المنصور نے ۱۵۱ھ میں اس کو خراسان کا عامل بنایا تھا۔

صائفہ پر عبدالوہاب بن ابراہیم الامام گیا۔ بعض کہتے ہیں۔ اس کا بھائی محمد بن ابراہیم گیا۔ لیکن الدرب سے نہیں گزرا۔

اس سال المنصور نے جابر بن توبہ کو البصرہ سے معزول کیا۔ اور یزید بن منصور کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال المنصور نے ہاشم بن الاساجیح کو قتل کیا۔ جس نے مخالفت کی تھی اور افریقیہ میں بغاوت کر دی تھی۔ پھر وہ اس کے پاس بھاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا۔

اس سال المنصور نے یزید بن حاتم کو مصر سے معزول کر دیا اور محمد بن سعید کو عامل مقرر کیا۔ اور عمال امصار، ان لوگوں کے سوا جن کا ہم نے ذکر کیا، وہی تھے جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔

اس سال یہ لوگ مرے:۔ محمد بن عبداللہ بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب یہ محمد بن شہاب الزہری کے بھتیجے تھے اور ان سے ان کے چچا نے روایت کی ہے۔ یونس بن یزید الایلی — انہوں نے الزہری سے روایت کی ہے۔ طلحہ بن جعفر العقری، ابراہیم بن ابی عبلہ — ابو عبلہ کا نام شمر بن یقظان بن عامر العقیلی تھا۔

(الایلی جیم ہمزہ یاء۔ العُقَیلی بضم عین وفتح قاف)

پھر سنہ ۱۵۳ھ داخل ہوا

اس سال المنصور مکہ سے البصرہ آیا۔ ایک فوج سمندر میں الکرک کی طرف بھیجی جن کے جدہ پر چھاپہ مارنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال المنصور نے ابو ایوب الموریانی اور اس کے بھائی اور بھتیجوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان لوگوں کے گھر المناذر میں تھے۔ اس کے خلاف اس کے کاتب ابان بن صدقہ نے

مخبری کی تھی۔ کہا جاتا ہے، اس کی گرفتاری کا سبب یہ ہوا کہ المنصور بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں الموصل گیا اور یہاں خفیہ طور پر مقیم رہا اور ازدی کی ایک عورت سے شادی کرلی، وہ اس سے حاملہ ہوئی، پھر وہ الموصل سے چلا گیا اور اسے ایک نشانی دی اور اس سے کہا: جب تو بنی ہاشم کی حکومت کا ذکر سنے تو یہ نشانی صاحب امر کے پاس بھیجیو، وہ اس کو پہچان لیگا، اس عورت نے ایک بچہ جنا جس کا نام اس نے جعفر رکھا۔ وہ بڑا ہوا اور اس نے کتابت سیکھی اور وہ سب چیزیں حاصل کیں جن کی ایک کاتب کو حاجت ہوتی ہے۔ جب المنصور خلیفہ ہوا تو جعفر بغداد آیا اور ابو ایوب سے ملا، اس نے اس کو دیوان کا کاتب بنا لیا۔ ایک دن المنصور نے ابو ایوب سے ایک کاتب مانگا جو اس کے لیے کچھ کتابت کرے۔ اس نے جعفر کو اس کے پاس بھیجدیا۔ جب المنصور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف مائل ہوا اور اسے پسند کیا۔ جب اس نے جعفر کو لکھنے کا حکم دیا تو اسے حاذق و ماہر پایا، اس سے پوچھا کہ وہ کہاں کا ہے، اور اس کا باپ کون ہے؟ اس نے تمام حال اس کو بتایا اور وہ علامت اسے دکھائی جو اس کے پاس تھی، المنصور نے اسے پہچان لیا اور اسے کتابت کی جہت سے ہر وقت طلب کرنے لگا ابو ایوب اس سے ڈرنے لگا۔ پھر المنصور نے ایک دن اسے بلایا، اس کو مال دیا اور حکم دیا کہ الموصل جا کر اپنی ماں کو لے آئے۔ وہ بغداد سے چلا۔ ابو ایوب نے اس پر جاسوس لگا رکھے تھے جو اس کی خبریں اس کو پہنچاتے رہتے تھے۔ جب اس کو جعفر کی روانگی کا علم ہوا تو اس نے اس کے پیچھے کسی کو لگا دیا جس نے رستے میں اس کو دھوکے سے قتل کردیا۔ جب المنصور کے پاس اس کے پہنچنے میں دیر لگی تو اس نے اس کی ماں کے پاس کسی کو الموصل بھیجا جس نے اس کی نسبت دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ اس کو کچھ علم نہیں بجز اس کے کہ وہ بغداد میں خلیفہ کے دیوان میں کتابت کرتا ہے۔ المنصور کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کسی کو بھیجا جس نے اس کا سراغ لگانا شروع کیا اور ایک مقام پر پہنچا جہاں اس کی خبر منقطع ہو گئی۔ اس نے جان لیا کہ وہ وہیں قتل کیا گیا اور معاملہ حل کیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا قتل ابو ایوب کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اس نے ابو ایوب کو مبتلائے مصیبت کیا اور اس کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

المنصور نے اپنے غلام عبادہ و ہرثمہ بن اعین کو خراسان میں گرفتار کرا لیا، اور یہ دونوں

پانچوں لائے گئے۔ یہ عیسیٰ بن موسیٰ کے یہاں ان کے تعصب کے سبب سے ہوا۔

اس سال المنصور نے لوگوں کو بہت لمبی تقسوہ ٹوپیاں پہننے پر مجبور کیا۔ ابودلامہ نے کہا:

وکنا نرجّی من امام زیادۃ ۞ فزاد الامام المصطفیٰ فی القلانس

ہم امام سے زیادتی کے امیدوار تھے، مگر برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادتی کی۔

اس سال عبید ابن جنت ابی لیلیٰ قاضی الکوفہ نے وفات پائی۔ المنصور نے شریک بن عبداللہ النخعی کو قاضی مقرر کیا۔

اس سال معیوف بن یحییٰ الحجوری صائفہ پر گیا۔ اور رات کے وقت رومیوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر پہنچا اس حال میں کہ اس کے باشندہ سو رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے قیدی و اسیر کیا۔ پھر اس نے اللاذقیہ کو خراب کرنے کا قصد کیا۔ اس نے یہاں چھ ہزار نفوس بالغ مردوں کے سوا لونڈی غلام بنائے۔

اس سال لوگوں کے ساتھ المہدی نے حج کیا۔ مکہ کا امیر محمد بن ابراہیم، اور مدینہ منورہ کا عامل حسن بن زید اور مصر کا والی محمد بن سعید تھا۔ یزید بن منصور العقیلی یمن پر تھا۔ الموصل پر اسمٰعیل بن خالد تھا۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے۔ ہشام بن الغاز بن ربیعۃ الجرشی۔ بعض کہتے ہیں یہ ۱۵۶ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۱۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ حسن بن عمارہ، عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان، ثور بن یزید، عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ الانصاری، ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام۔ حکیم بن حزام کے بھائی کی اولاد سے۔ فطر بن خلیفۃ الکوفی۔

(فطر بالفاء والراء مہملہ — جسر کی طرح بضم جیم و سین مہملہ)

پھر سنہ ۱۵۴ھ داخل ہوا

اس سال المنصور الشام و بیت المقدس گیا۔ یزید بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب بن ابی صفرہ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے افریقیہ بھیجا۔ جنھوں نے عمر بن حفص کو قتل کر دیا تھا۔

المنصور نے الرافقہ تعمیر کرنے کا قصد کیا۔ اہل الرقہ نے اس کو اس سے روکا۔ اس نے ان سے لڑنے کا ارادہ کر لیا۔

اس سال بجلی گری، اور اس کے باعث مسجد میں پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔
اس سال ابوایوب الموریانی اور اس کا بھائی ہلاک کیا گیا۔ المنصور نے انکے بھتیجوں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔
اس سال المنصور نے البصرہ پر عبدالملک بن ظبیان النمیری کو عامل بنایا۔
صائفہ پر زفر بن عاصم الہلالی کو بھیجا اور وہ الفرات تک پہنچ گیا۔
لوگوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم نے حج کیا اور وہ مکہ کا عامل تھا، افریقیہ پر یزید بن حاتم تھا، اور باقی عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔
اس سال یہ لوگ فوت ہوئے:- ابوعمرو بن العلاء — بعض کہتے ہیں۔ انھوں نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی، اور ان کی عمر چھیاسی برس کی تھی — محمد بن عبداللہ الشُعیثیؒ النصری (نون کے ساتھ)، عثمان بن عطاء، جعفر بن برقان الجزری، وشعیب الطامع، علی بن صالح بن حیی، عمر بن اسحٰق بن یسار برادر محمد بن اسحٰق، وھیب بن الورد المکی الزاہد، قرہ بن خالد ابوخالد السدوسی البصری، ہشام الاستوائی — اور ہشام بن ابی عبداللہ البصری ہے۔

(الشُعیثی بضم شین معجمہ و ثاء مثلثہ)

الجزو السادس

پھر ۱۵۵ھ داخل ہوا

اس سال یزید بن حاتم افریقیہ میں داخل ہوا اور اس نے ابو حاتم کو قتل کیا۔ وہ قیروان اور تمام مغرب پر قابض ہو گیا۔ اس کے جانے اور اس کی لڑائیوں کا ذکر استقصاء کے ساتھ گزر چکا ہے۔

اس سال المہدی نے المنصور کو الرافقہ کی بناء کے لیے بھیجا، وہ وہاں گیا اور اسے مدینۂ بغداد کی طرز پر تعمیر کیا۔ اور اس نے الکوفہ و البصرہ پر فصیل اور خندق بنوائی اور جو کچھ اموال ان پر صرف ہوئے وہ اس نے ان کے باشندوں کے ذمے عائد کر دیئے۔ اور جب المنصور نے ان کی تعداد معلوم کرنی چاہی تو اس نے حکم دیا کہ ان میں پانچ پانچ درہم تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح جب اسے ان کی تعداد معلوم ہوگئی تو اس نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس پر ایک شاعر نے کہا۔ ؎

یا قوم ما لقینا من امیر المؤمنینا　　　　قسم الخمسة فینا وجبانا الاربعینا

لوگو! ہم نے امیر المؤمنین سے کیا پایا؟ انہوں نے ہم میں پانچ تقسیم کئے اور چالیس وصول کر لیے۔

اس سال ملک الروم نے ادائے جزیہ پر المنصور سے صلح کی درخواست کی۔

اس سال یزید بن اسید السلمی الصائفہ پر بھیجا گیا اور عبد الملک بن ایوب بن ظبیان البصرہ سے معزول کیا گیا اور وہاں الہیثم بن معاویہ العتکی عامل بنایا گیا۔

عباس بن محمد کے الجزیرہ سے معزول ہونے اور موسیٰ بن کعب کے عامل بنائے جانے کا ذکر

اس سال المنصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو الجزیرہ سے معزول کر دیا اور اس پر ناراض ہوا، اور ایک مال بطور جرمانہ اس پر عائد کیا، اور وہ برابر اس سے

ناراض رہا حتیٰ کہ وہ اپنے چچا اسمٰعیل بن علی پر ناراض ہوا۔ پھر المنصور کے ددھیال والوں نے اسمٰعیل بن علی کے حق میں اس سے سفارش کی اور اس کو تنگ کیا حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہو گیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے المنصور سے کہا: "اے امیر المومنین! میں دیکھتا ہوں کہ آل علی بن عبد اللہ باوجودیکہ ان پر آپ کی نعمتیں چھائی ہوئی ہیں ہم سے حسد رکھتے ہیں۔ اور اس سے یہ بات ہے کہ آپ چند ہی روز ہوئے کہ اسمٰعیل بن علی سے ناراض ہوئے تھے انھوں نے آپ کو تنگ کیا حتیٰ کہ آپ اس سے راضی ہو گئے۔ حالانکہ آپ اتنی اتنی مدت سے اپنے بھائی عباس سے ناراض ہیں اور ان میں سے کسی نے اس کے حق میں آپ سے کچھ نہیں کہا۔" اس پر المنصور اس سے راضی ہو گیا۔ المنصور نے عباس کو یزید بن اسید کے بعد الجزیرہ پر عامل مقرر کیا۔ یزید نے اس سے شکایت کی اور کہا: "اس نے میرے معزول ہونے پر میرے ساتھ بدسلوکی کی اور میری آبرو ریزی کی۔" اس پر المنصور نے کہا: "تو میرے احسان اور اس کی بدسلوکی کو ملا دے تو دونوں معتدل ہو جائیں گے۔" یزید بن اسید نے جواب دیا: "اگر تمھارا احسان تمھاری بدسلوکی کا بدلہ ہے تو ہماری اطاعت ہماری طرف سے تم پر تفضل ہے۔" پھر جب المنصور نے اپنے بھائی کو الجزیرہ سے معزول کیا تو ابو موسیٰ بن کعب کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

محمد بن سلیمان کے الکوفہ سے معزول ہونے اور عمرو بن زہیر کے عامل بنائے جانے کا ذکر

اس سال محمد بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس الکوفہ سے معزول کیا گیا اور عمرو بن زہیر الضبی المسیب بن زہیر کا بھائی وہاں عامل بنایا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ سنہ ۱۵۵ھ میں معزول کیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں: "اس کا عزل بعض اسباب کی بنا پر تھا جو المنصور کو اس کی نسبت پہنچی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے عبد الکریم بن ابی العوجا کو قتل کیا جس کو اس نے زندقہ کی بنا پر حبس کیا تھا۔ اور وہ معن بن زائدہ الشیبانی کا

ماموں تھا۔ پھر المنصور کے پاس بہت لوگ اس کی سفارش کے لیے آئے مگر ان میں سے ایک متہم آدمی کے سوا کسی نے اس کی نسبت گفتگو نہیں کی۔ آخر المنصور نے محمد بن سلیمان کو اس سے باز آجانے کے لیے لکھا تاکہ اس کی (یعنی المنصور کی) رائے اسے پہنچے۔ ابن ابی العوجاء نے محمد بن سلیمان کو پیغام بھیجا جس میں اس سے درخواست کی کہ وہ اسے تین دن تک چھوڑ رکھے اور ایک لاکھ (غالباً درہم) اسے دینے کو کہا۔ مگر جب محمد سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اس کو جب یقین ہوگیا کہ اب میں مارا جانے والا ہوں تو اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تمہارے روزہ کے دن تمہارا افطار کرایا ہے اور تمہارے افطار کے دن تمہیں روزہ رکھوایا ہے۔ آخر اس کو قتل کردیا گیا۔ اس کے بعد المنصور کا خط محمد کے پاس پہنچا جس میں اس نے اس سے دست کشی کا حکم دیا تھا۔ یہ خط اس وقت پہنچا جب اسے قتل کیا جاچکا تھا۔ جب المنصور کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ غضبناک ہوا اور اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اس کے بدلے محمد سے قصاص لوں۔" پھر اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو بلایا اور اس سے کہا: "یہ تیرا کام ہے۔ تو نے اس بے وقوف لڑکے کو والی بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ اس نے فلاں شخص کو بغیر میرے حکم کے قتل کردیا۔ اس لیے میں نے اس کے عزل اور اس پر جرمانے کا فرمان لکھا ہے۔" عیسیٰ نے کہا: "محمد نے تو اسے زندقہ پر قتل کیا ہے۔ اگر اس نے یہ صحیح کیا تو وہ آپ کے لیے ہے اور اگر اس نے غلطی کی ہے تو اس کا وبال خود اس پر ہے۔ لیکن اگر آپ نے اس کو اس بات پر معزول کردیا تو آپ کی تعریف اوچھی ہوگی اور لوگ آپ پر باتیں بنائیں گے۔" المنصور نے اپنا فرمان چاک کردیا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال خوارج صفریہ نے جو مدینۂ سجلماسہ میں مجتمع تھے اپنے امیر عیسیٰ بن جریر کی بعض باتوں کو ناپسند کیا اور اسے رسی میں باندھ کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ دیا اور

وہ اسی حال میں رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ اور انھوں نے اپنے اوپر ابو القاسم سمکو بن واسول المکناسی جد بنو مدرار کو سردار بنا لیا۔

اس سال ابو سنان الفقیہ المالکی افریقیہ کے شہر قیروان میں پیدا ہوا۔

اس سال حسن بن زید بن حسن بن علی المدینہ سے معزول کئے گئے اور المنصور نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال مکے اور الطائف پر محمد بن ابراہیم عامل تھا۔ الکوفہ پر عمرو بن زہیر۔ البصرہ پر ہیثم بن معاویہ۔ مصر پر محمد بن سعید۔ افریقیہ پر یزید بن حاتم۔ الموصل پر خالد بن برمک اور بقول بعض موسیٰ بن کعب بن سفیان الخثعمی والی تھے۔

اس سال مسعر بن کدام الکوفی الہلالی نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۵۶ھ داخل ہوا

عبدالرحمٰن الاموی پر اہل اشبیلیہ کے شورش کرنے کا ذکر

اس سال عبدالرحمٰن الاموی صاحب اندلس شقنا کی جنگ پر گیا۔ اور حصن شیطران کا قصد کیا، اسے بار محصور کیا اور اس کو تنگ پکڑ لیا اور صاحب شیطران اپنی عادت کے مطابق جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو نائب کیا تھا۔ اس کا خط آیا جس میں اس نے اہل اشبیلیہ کے عبدالغفار اور حیات بن ملابس کے ساتھ اس کی اطاعت سے نکل جانے اور اس پر اس کے خلاف شورش کرنے کا ذکر کیا تھا اور لکھا تھا کہ الیمانیہ میں سے بھی کچھ لوگ ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ عبدالرحمٰن واپس ہوا لیکن قرطبہ میں داخل نہیں ہوا کیونکہ اس نے ان کے اجتماع اور ان کی کثرت کے متعلق جو کچھ سنا تھا اس سے وہ خوف زدہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے چچا زاد بھائی عبدالملک بن عمر کو، جو آل مروان کا تارا تھا، آگے بھیجا، عبدالرحمٰن خود اس کے پیچھے کمک کی غرض سے تیار رہا۔ جب عبدالملک اہل اشبیلیہ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے امیہ کو ان کا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اس نے ان کو بیدار پایا، وہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا، اس کے باپ نے اسے اس اظہار جبن پر ملامت کی اور اس کی گردن مار دی۔ اس نے

اپنے اہل بیت اور خواص کو جمع کیا اور ان سے کہا: ہم مشرق سے اس انتہائی کنارے پر ہانک دیے گئے ہیں، اور اب ہم سے اس لقمہ پر بھی حسد کیا جا رہا ہے جو بقائے زندگی کے لیے رہ گیا ہے۔ تلواروں کی نیامیں توڑ دو۔ اب یا موت ہے یا فتح۔ سب نے یہی کہا۔ پس انہوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ یمانیہ و اہل اشبیلیہ نے شکست کھائی اور اس کے بعد یمانیہ پھر سر نہ اٹھا سکے۔

اس جنگ میں عبدالملک مجروح ہوا۔ اس کی خبر عبدالرحمن کو پہنچی، وہ اس کے پاس آیا، اس وقت اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور اس کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور اس کا ہاتھ اپنی تلوار کے قبضہ پر چپٹا ہوا تھا۔ عبدالرحمن نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کو بہت داد دی، اور کہا: اے ابن عم! میں نے اپنے بیٹے اور ولی عہد ہشام کی شادی تیری فلاں بیٹی سے کی، اور اسے اتنا اور اتنا دیا، اور تجھے اتنا دیا اور تیری اولاد کو اتنا، اور تجھے اور ان کو اتنی جاگیریں دیں اور تم کو وزارت عطا کی۔ یہی عبدالملک ہے جس نے عبدالرحمن کو المنصور کا خطبہ بند کرنے پر مجبور کیا، اور اس سے کہا: یا تو اسے بند کرو ورنہ میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالوں گا۔ عبدالرحمن نے دس مہینے المنصور کا خطبہ پڑھا تھا پھر بند کر دیا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن ملامس جنگ میں قتل سے بچ گئے تھے۔ سنہ ۱۵۷ھ میں عبدالرحمن پھر اشبیلیہ گیا، ان لوگوں میں سے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا جو عبدالغفار اور حیوۃ کے ساتھ تھے اور واپس آگیا۔ اس واقعہ سے اور عربوں کی دشمنی کے باعث عبدالرحمن غلام جمع کرنے کی طرف مائل ہو گیا۔

افریقہ میں خوارج کیا تھ فتنہ برپا ہونے کا ذکر

ہم خوارج کے ساتھ عبدالرحمن بن حبیب کے بھاگنے اور کناسہ پہنچ جانے کا ذکر کر چکے ہیں۔ عبدالرحمن کا باپ افریقیہ کا امیر تھا۔ اس کے بعد یزید بن حاتم امیر افریقیہ نے اس کے پیچھے ایک فوج بھیجی تھی اور وہ کناسہ سے جنگ کرتی رہی تھی۔ پھر اس سال یزید نے ایک اور لشکران لوگوں کی مدد کے لیے بھیجا جو عبدالرحمن سے جنگ کر رہے تھے۔ اس سے عبدالرحمن پر محاصرہ بہت سخت ہو گیا۔

آخر وہ بھاگ نکلا اور اپنی جگہ چھوڑ دی اور وہ بھی اس کے مقابلے سے واپس چلے گئے۔ پھر اسی سال یزید بن حاتم پر ابو یحییٰ بن فانوس الہواری نے طرابلس کے علاقہ میں خروج کیا اور بربریوں کی بہت سی جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی۔ وہاں یزید بن حاتم کی ایک فوج شہر کے عامل کے ساتھ موجود تھی۔ عامل اس فوج کے ساتھ نکلا۔ ارض ہوارہ میں سمندر کے کنارے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ سخت جنگ ہوئی۔ ابو یحییٰ بن فانوس نے شکست کھائی۔ اس کے اصحاب کا بڑا حصہ مارا گیا اور افریقیہ میں لوگوں کو سکون حاصل ہوگیا۔ یزید بن حاتم کے لیے افریقیہ پاک ہوگیا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال ہیثم بن معاویہ عامل البصرہ نے عمرو بن شداد کو بھاگتا ہوا پالیا۔ جو ابراہیم بن عبداللہ کی طرف سے فارس پر عامل مقرر ہوا تھا۔ اس کے قابو پانے کا سبب یہ ہوا کہ عمرو نے اپنے ایک غلام کو مارا۔ وہ ہیثم کے پاس آیا اور اس نے عمرو کا پتہ اس کو بتا دیا۔ ہیثم نے عمرو کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد اسے صلیب پر چڑھا دیا۔

اسی سال ہیثم البصرہ سے معزول کیا گیا اور سوار القاضی کو قضاء کے ساتھ صلوٰۃ پر بھی امیر مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج کو البصرہ کی شرطہ پولیس اور اس کے احداث یعنی حوادث کا والی بنایا گیا۔ ہیثم جب بغداد پہنچا تو یہاں اس نے وفات پائی اور المنصور نے اس کی نماز پڑھائی۔

اس سال زفر بن عاصم الہلالی صائفہ پر گیا۔

لوگوں کے ساتھ عباس بن محمد بن علی نے حج کیا۔ اس سال مکہ پر محمد بن ابراہیم الامام اور الکوفہ پر عمرو بن زہیر اور البصرہ کے احداث و جوالی اور شرطہ پر سعید بن دعلج اور وہاں کی صلوٰۃ و قضاء پر سوار بن عبداللہ اور کورہ دجلہ و اہواز و فارس پر عمارہ بن حمزہ اور کرمان و سندھ پر ہشام بن عمرو اور افریقیہ پر یزید بن حاتم اور مصر پر محمد بن سعید تھے۔

اس سال عبدالرحمٰن الاموی اپنے مولیٰ بدر سے اس بنا پر ناراض ہوگیا کہ وہ اس پر بہت جری ہوگیا تھا۔ اس نے بدر کے حق خدمت و طول صحبت اور نیکی خیر خواہی کا

لحاظ نہیں کیا، اس کا مال چھین لیا، اس کی نعمت سلب کر لی اور اسے سرحد کی طرف نکالدیا۔ وہ سرحد ہی میں ادا حتی کہ مر گیا۔

اس سال عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم القاضی افریقیہ نے وفات پائی۔ لوگوں نے اس کی حدیث کے باب میں کلام کیا ہے۔

اس سال حمزہ بن حبیب الزیات المقری نے وفات پائی، یہ قرّاء سبعہ میں سے تھے۔

پھر ۱۵۸ھ داخل ہوا

اس سال المنصور نے اپنا وہ قصر تعمیر کیا جو الخلد کہلاتا ہے۔

اس سال المنصور نے باغات کرخ وغیرہ کی طرف ہٹوا دیئے۔ اس کا سبب اس سے قبل گزر چکا ہے۔

سعید بن دعلج کو البحرین پر عامل مقرر کیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے تمیم کو وہاں بھیجدیا۔

المنصور نے اپنی فوج کا اسلحہ میں معائنہ کیا اور اس کے لئے اجلاس کیا وہ خود زرہ اور خود پہن کر نکلا۔

اس سال عامر بن اسمٰعیل المسلی نے وفات پائی۔ اور المنصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سوار بن عبداللہ قاضی البصرہ نے بھی وفات پائی۔ ان کی جگہ عبیداللہ بن حسن بن حصین العنبری کو مقرر کیا گیا۔

محمد بن سلیمان کاتب مصر سے معزول کیا گیا۔ المنصور نے اس کی جگہ اپنے غلام مطر کو مقرر کیا۔

سعید بن الخلیل سندھ پر مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمر معزول کیا گیا۔

صائفہ یزید بن اسید السلمی بھیجا گیا۔ اس نے بطال کے غلام سنان کو ایک قلعے کی طرف بھیجا جہاں سے وہ سبایا اور غنائم لایا۔ بعض کہتے ہیں اس سال زفر بن عاصم صائفہ پر گیا تھا۔

لوگوں کے ساتھ ابراہیم بن یحیٰی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے حج کیا

جو کرکا عامل تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ عبدالصمد بن علی عامل تھا۔

دوسرے امصار کے عامل وہی تھے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

اس سال المنصور نے یحییٰ بن زکریا المحتسب کو قتل کر دیا۔ وہ جیسا کہ کہا جاتا ہے المنصور پر طعن کرتا تھا۔ اور اس کے خلاف جماعتیں اکٹھی کرتا تھا۔

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم الامام نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں: ۱۵۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۵۷ھ میں الاوزاعی فقیہ نے وفات پائی ان کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو تھا انہوں نے ستر سال کی عمر پائی۔

اسی سال مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام جد زبیر بن بکار نے وفات پائی۔

اسی سال سلیمان بن یقظان الکلبی بادشاہ فرنگ قارلہ کو الاندلس میں بلاد المسلمین پر چڑھا لایا۔ رستے میں وہ اس سے ملا اور اس کے ساتھ سرقسطہ کی طرف گیا۔ لیکن اس سے پہلے حسین بن یحییٰ الانصاری جو سعد بن عبادہ کی اولاد میں سے تھے، وہاں جا پہنچے اور حفاظت کی تدابیر کیں۔ اس پر قارلہ شاہ فرنگ نے سلیمان کو متہم کیا اور اسے گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک کی طرف لے گیا۔ جب وہ بلاد مسلمین سے دور چلا گیا اور مطمئن ہو گیا تو یکایک مطروح اور عیشون سلیمان کے بیٹوں نے اپنے اصحاب سمیت اس پر ہجوم کیا اور اپنے باپ کو چھڑا کر سرقسطہ لے آئے۔ اور حسین کے ساتھ وہاں داخل ہو گئے۔ اور عبدالرحمٰن کے خلاف موافقت کر لی۔

پھر ۱۵۸ھ داخل ہوا

الموصل سے موسیٰ کے عزل اور خالد بن برمک کی ولایت کا ذکر

اس سال المنصور نے موسیٰ بن کعب کو الموصل سے معزول کر دیا۔ اس کو موسیٰ کے

متعلق ایسی باتیں پہنچی تھیں جن کی وجہ سے وہ موسیٰ سے ناراض ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے المہدی کو حکم دیا کہ وہ رقہ کی طرف جائے۔ اور ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ الموصل کا راستہ لے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے موسیٰ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور خالد بن برمک کو عامل بنا دیا۔

المنصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم عائد کیے تھے اور اس کو تین دن کی مہلت دی تھی کہ یا مال حاضر کرے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا: جان پدر! تم ہمارے بھائی عمارہ بن حمزہ اور مبارک الترکی اور صالح صاحب المصلیٰ وغیرہ کے ہاں جاؤ اور انہیں ہمارے حال کی خبر دو۔ یحییٰ کہتا ہے: میں ان کے پاس گیا تو ان میں سے کسی نے مجھے داخل ہونے سے روک دیا اور مال بھیج دیا، اور کوئی نہایت ترش روئی سے ملا اور مال بھیج دیا۔ پھر میں عمارہ بن حمزہ کے پاس گیا۔ اس کا منہ اس وقت دیوار کی طرف تھا، وہ میری طرف متوجہ تک نہ ہوا۔ میں نے سلام کیا، اس نے نہایت مری ہوئی آواز سے جواب دیا، اور پوچھا: تیرا باپ کیسا ہے؟ میں نے اس کے حال کی خبر دی، اور ایک لاکھ قرض مانگے۔ اس نے کہا: اگر میرے امکان میں کچھ ہوا تو وہ عنقریب تیرے پاس پہنچ جائے گا۔ میں واپس ہوا، اور میں اس کی بدزبانی پر لعنت کرتا جاتا تھا، میں نے اپنے والد کو اس کا قصہ سنایا، اگرچہ اس نے مال بھیج دیا۔ یحییٰ کہتا ہے اس طرح ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لیے اور تین لاکھ باقی رہ گئے جن کے ادا کرنے سے سب کیا دھرا باطل ہوا جاتا تھا۔ کہتا ہے اسی حال میں میں پل عبور کر رہا تھا اور نہایت غمگین تھا کہ اتنے میں ایک زاجر دوڑ کر مجھ پر جھپٹا اور اس نے کہا: اچھی خبر ہے، میں تجھے سناؤں؟ میں اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ وہ میرے پاس آیا اور میرے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا: تو غمگین ہے، لیکن خدا کی قسم تو خوش ہونے والا ہے اور بے شک کل تو اسی جگہ سے اس حال میں گزرے گا کہ تیرے آگے آگے پرچم ہوگا۔ اس کی اس بات سے مجھے تعجب ہوا۔ اس نے کہا: اگر ایسا ہوا تو تجھ پر میرے پانچ ہزار درہم ہیں۔ میں نے کہا: ہاں۔ اور میں دل میں اس کو مستبعد سمجھ رہا تھا۔ اس کے بعد المنصور کو الموصل و الجزیرہ کے بگڑنے اور وہاں کرد کے پھیل جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے کہا: اس کے لئے کون ہے؟ المسیب بن زہیر نے کہا: میرے پاس ایک رائے ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے اس کو قبول نہ فرمائیں گے۔

اور میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ رقم وہ سے میرے سر پر ادرین گے مگر میں آپ سے خیر خواہی کی بات کبھی نہ چھوڑوں گا۔" المنصور نے کہا: کہو۔ اس نے کہا: اس کام کے لیے خالد بن برمک کی مثل کوئی نہیں۔ المنصور نے کہا: وہ ہمارے لیے کس طرح درست ہو سکتا ہے جبکہ ہم اس کے ساتھ یہ کر چکے ہیں۔" مسیب نے کہا: آپ نے اسے اس طرح شاداب کر دیا ہے۔ اور میں اس کا ضامن ہوں۔" المنصور نے کہا: تو کل وہ میرے پاس حاضر ہو۔" مسیب نے اسے حاضر کیا اور المنصور نے اس کے باقی تین لاکھ معاف کر دیے اور ایک پرچم اس کے بیٹے یحییٰ کے لیے آذربیجان کی امارت پر باندھا۔ جب یحییٰ اس راہ جدا ہوئے گزرا تو اسے پانچ ہزار درہم دیے اور اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ کے ہاتھ عمارہ کے پاس وہ ایک لاکھ بھیجے جو اس سے لیے تھے، اس نے کہا: کیا میں تیرے باپ کا صراف تھا؟ میرے پاس سے چلا جا۔" میرے پاس کھڑا نہ ہو۔" وہ مال لے کر واپس آ گیا" اور المہدی کے ساتھ گیا۔ المہدی نے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کو والی بنا دیا۔ خالد الموصل پر اور اس کا بیٹا یحییٰ آذربیجان پر المنصور کی وفات تک رہا۔ احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے کہ ہم کسی امیر سے کبھی ایسا نہیں ڈرے جیسا خالد سے ڈرے۔ حالانکہ نہ اس نے ہم پر سختی کی اور نہ ہمارے دلوں میں اس کی ہیبت تھی۔

المنصور کی موت اور اس کی وصیت کا ذکر

اس سال المنصور نے چھٹی ذی الحج کو بئر میمون پر انتقال کیا جیسا کہ کہا جاتا ہے ایک بار القصر اس کے قصر میں وہ اشعار لکھے تھے جو اس نے سنے، وہ کہہ رہا تھا: ؎

اما ورب السکون والحرک	ان المنایا کثیرۃ الشرک
علیک یا نفس ان اسأت وان	احسنت بالقصد کل ذاک لک
ما اختلف اللیل والنہار ولا	دارت نجوم السماء فی الفلک
الا بنقل السلطان عن ملک	اذا انقضی ملکہ الی ملک
حتی یصیرا بہ الی ملک	ما عز سلطانہ بمشترک

ذلک بارئ السماء والارض والصعـ ب الجبال المسخر الفلک

سکون و حرکت کے رب کی قسم! موت کے پھندے بہت ہیں۔ اے نفس! تجھ پر ہے۔ اگر تو نے برائی کی اور اگر تو نے بالقصد نیکی کی تو وہ سب تیرے لئے ہے۔ رات اور دن میں اختلافات ہوا اور آسمان کے تاروں نے آسمان میں گردش کی۔ خبر دار حکومت ایک بادشاہ سے ایک اس کا دور حکومت تمام ہوا، دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل ہوئی، حتیٰ کہ وہ دونوں ایک بادشاہ کے پاس چلی گئے جس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا، پہاڑوں کا قائم کرنے والا اور کشتیوں کو مسخر کرنے والا ہے۔"

المنصور نے یہ سن کر کہا: یہ میری اجل کا وقت ہے۔

طبری کہتا ہے: عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا کہ میں ایک دن المنصور کے پاس داخل ہوا اور میں نے اس کو سلام کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ششدر رہا ہے اور سلام کا جواب نہیں دیتا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں جلدی سے واپس ہونے کے لیے پلٹا۔ ایک ساعت بعد اس نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے کوئی شخص مجھے یہ اشعار سنا رہا ہے:

أخي أخفض من مناكا　　فإن يومك قد أتاكا

ولقد أراك الدهر من　　تصريفه ما قد أراكا

فإذا أردت الناقص الـ　　عبد الذليل فأنت ذاكا

ملكت ما ملكته　　والأمر فيه إلى سواكا

اے بھائی! اپنی موت کے لیے آمادہ ہو جا، گویا تیرا دن آگیا ہے۔ زمانہ تجھے اپنی گردشوں سے دکھا چکا ہے جو کچھ دکھا چکا ہے۔ اگر تو کسی ناقص اور ذلیل بندے کو دیکھنے کا ارادہ کرے تو وہ تو ہی ہے۔ تجھے جس کا چاہا بادشاہ بنا دیا گیا حالانکہ اس میں حکم تیرے سوا کسی اور کا ہے۔

یہ ہے وہ بات جس کے سننے اور دیکھنے کے سبب سے میں اس قلق اور غم میں ہوں جو تو دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا: یا امیر المومنین! بہتری ہی ہے۔ وہ زیادہ دن نہ ٹھیرا تھا کہ مکے کی جانب نکل گیا۔ جب وہ بغداد سے حج کے لیے چلا تو قصر عبدویہ میں اترا

یہاں ستائیس شوال کو فجر کے روشن ہونے کے بعد ایک تارا ٹوٹا جس کا نشان آفتاب تک
باقی رہا۔ اس نے المہدی کو بلایا جو اس کے ساتھ تھا۔ تاکہ اسے الوداع کہے۔ اس نے
المہدی کے لیے مال اور سلطنت کی وصیت کی۔ اس طرح وہ روز صبح شام کرتا رہا۔
جب وہ دن آیا جس دن اس نے کوچ کیا تو المہدی سے کہا: میں نے ابھی کوئی چیز
نہیں چھوڑی ہے جس کے متعلق تجھے ہدایت نہ کی ہو۔ اب میں تجھے چند امور کی وصیت
کرتا ہوں جن کے باب میں مجھے امید نہیں ہے کہ تو ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا۔
المنصور کے پاس ایک ٹوکرا تھا جس میں اس کے علم کے دفاتر رکھے تھے اور اس پر ایک
قفل تھا جو اس کے سوا کوئی نہ کھولتا تھا۔ اس نے المہدی سے کہا: اس ٹوکرے کو دیکھ
اور اسے یاد رکھ۔ اس میں تیرے آبا کا علم ہے: جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک
ہونے والا ہے۔ اگر کوئی چیز تجھے رنج پہنچائے تو دفتر کبیر میں دیکھ، جو کچھ تو چاہتا ہے اگر
وہ اس میں مل جائے تو خیر ورنہ دوسرے اور تیسرے میں دیکھ حتیٰ کہ ساتویں تک پہنچے۔
پھر اگر وہ تجھ پر گراں ہو تو چھوٹی کتاب میں دیکھ، تو جو کچھ چاہے گا اس میں پائیگا۔ مگر مجھے
امید نہیں ہے کہ تو ایسا کرے، دیکھ اس شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار نہ کیجو۔ میں نے اس میں
تیرے لیے اتنے اموال جمع کر دئے ہیں کہ اگر دس برس تک تجھے خراج نہ ملے تو وہ لشکر کے ارزاق
ونفقات اور ذریت ومہمات کی مصالح کے لیے کافی ہوں گے۔ یہ بات یاد رکھ جب تک
تیرا بیت المال معمور رہیگا تو محفوظ رہے گا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ میں تجھے
تیرے اہل بیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں کہ تو ان کی عزت کیجو اور ان سے احسان کا سلوک
کیجیو، ان کو آگے بڑھائیو اور لوگوں کو ان کے پیچھے چلائیو، ان کو منبروں کا والی بنائیو۔ تیری
عزت اسی میں ہے کہ ان کی عزت قائم رہے اور وہ تیرا نام روشن کریں۔ مگر مجھے امید نہیں کہ
تو ایسا کرے گا۔ اپنے موالی کی طرف نظر رکھ ان سے احسان کا برتاؤ کیجو۔ ان کو قریب کیجو
اور ان کو بڑھائیو۔ اگر تجھ پر کوئی سختی نازل ہوئی تو اس وقت وہ تیری قوت کا ذریعہ
ہوں گے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ میں تجھے اہل خراسان کے باب میں بھلائی کی
وصیت کرتا ہوں وہ تیرے انصار اور تیرے شیعہ ہیں: انھوں نے اپنے مال اور اپنے
خون تیری دولت کے قیام میں خرچ کئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے تیری
محبت ہرگز نہیں نکلے گی۔ اگر تو ان سے احسان کا برتاؤ کرے گا اور ان کے غلط کار سے

درگزر کرے گا۔ اور ان کی خدمات کا اچھا بدلہ دیگا اور ان کے مرنے والے کی جگہ اس کی اولاد
اور اس کے اہل خاندان کو دیگا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار! اگر تو دوسرا شہر
تعمیر کرے۔ تو اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکے گا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار
اگر تو بنی سلیم میں سے کسی سے کام لے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تو
عورتوں کو اپنے معاملات میں دخیل کرے، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔"

کہا جاتا ہے، المنصور نے اس سے یہ بھی کہا: میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ہوں،
ذی الحجہ میں حکمران ہوا، اور میرے دل میں کھٹکا ہے کہ میں اس سال ذی الحجہ ہی میں مروں گا
یہی کھٹکا مجھے حج پر لیے جا رہا ہے۔ میں اپنے بعد مسلمانوں کے جو امور تیرے حوالے کر رہا ہوں
ان میں تو اللہ سے ڈرتا رہ، شاید کہ وہ تیرے کرب و حزن میں تیرے لیے کشادگی اور
بچاؤ کی راہ نکالے، اور ایسے رستے تجھے سلامتی اور حسن عاقبت عطا کرے جس کا تجھے
گمان بھی نہ ہو۔ جان پدر! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں ان کا لحاظ رکھنا،
اللہ تیرا لحاظ رکھے گا، اور تیرے امور تیرے لیے محفوظ رکھے گا۔ خبردار! خون اور حرام کا قصد
نہ کرنا کہ وہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے، اور دنیا میں ہمیشہ لگا رہنے والا داغ ہے۔
حدود لازم رکھنا کہ ان میں تیرے مستقبل کی فلاح اور تیرے حال کی صلاح ہے مگر ان کی
حد سے نہ بڑھ جانا کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے ان سے زیادہ
مصلح اور معاصی کے روکنے میں ان سے زیادہ زجر کی اور کو پاتا تو اپنی کتاب میں ضرور
اس کا حکم دیتا۔ جان لے کہ وہ بھی حکومت کے لیے اللہ کا غضب ہی ہے جس کی بنا پر
اس نے اپنی کتاب میں ان لوگوں کے لیے دوہری سزا اور تعذیب کا حکم دیا ہے جو
زمین میں فساد برپا کریں اور پھر ان کے لیے آخرت میں بھی عذاب عظیم رکھ چھوڑا ہے۔
فرمایا: انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا الآیۃ
اے جان پدر! حکومت اللہ کی مضبوط رسی اور اس کا عروۃ وثقی اور دین قیم ہے۔ تو اس کو
محفوظ رکھ اور اس کی بہت نگہبانی کر اور اس کی طرف سے مدافعت کر اور اس میں
الحاد کرنے والوں کا زور توڑ دے۔ اس سے پھر جانے والوں کا قلع قمع کر دے اور اس سے
خروج کرنے والوں کو عذاب کے ساتھ قتل کر۔ اللہ نے قرآن میں جس قدر حکم دیا ہے
اس سے تجاوز نہ کر۔ عدل کے ساتھ حکومت کر۔ زیادتی نہ کر کہ یہ غضب کے لیے قطع تر ہے

اور دشمن کے مقابلے پر اور دوا میں نافع تر ہے۔ فتنے سے دست کش رہ کہ تیرے لیے اس مال کی موجودگی میں جو اللہ نے تیرے لیے چھوڑا ہے اس کی حاجت نہیں ہے۔ صلۂ رحم اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کے برتاؤ سے طلب فتح کر۔ خبردار رعیت کے اموال میں فضول خرچی اور اس کو اپنے نفس کے لیے مخصوص کر لینے سے پرہیز کرنا، سرحدوں کی حفاظت اور اطراف کی نگہداشت کرنا اور رستوں کے امن اور عوام کی تسکین کے لیے کوشش کرنا، منفعتیں ان پر داخل کرنا اور مکاره ان سے دفع کرنا۔ اموال جمع اور مہیا رکھنا۔ خبردار فضول خرچی نہ کرنا۔ مصائب سے کبھی امن نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عادات میں سے ہے۔ سواری کے جانور اور آدمی اور لشکر جہاں تک ممکن ہو مہیا رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا ورنہ امور کا تم پر انبار ہو جائے گا۔ اور وہ ضائع ہونے لگیں گے۔ آنے والے امور کے احکام ٹھیک وقت پر نافذ کرنے میں پوری کوشش کرنا اور ان کے لیے ہمیشہ کربستہ رہنا۔ دن میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے رات کو آدمی مہیا رکھنا' اور رات میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے دن کو آدمی مستعد رکھنا۔ معاملات کی دیکھ بھال خود کرنا۔ سستی اور کاہلی نہ کرنا۔ حسن ظن استعمال کرنا مگر اپنے عمال اور کاتبوں سے بدگمان رہنا اور اپنے نفس کو بیدار رکھنا۔ تیرے دروازہ پر جو حاضر باش ہیں ان کی کھوج میں رہنا۔ اپنے کان لوگوں کے لیے سہل بنانا۔ تیرے پاس جو نزاع لائے اس کے معاملہ میں خود نظر کرنا۔ لوگوں پر کبھی نہ سونے والی آنکھ اور ایسی کی مشغول ہونے والا نفس متعین کر جیسے بارغافل مت سو کہ تیرا باپ خلافت کا والی ہونے کے بعد کبھی نہیں سویا اس کی آنکھ میں کبھی اونگھ نہ آئی مگر یہ کہ اس کا دل جاگتا تھا۔ مجھے میری یہ وصیت ہے اور میرے بعد اللہ تیرا نگہبان ہے۔

اس نے المہدی کو وداع کیا' دونوں ایک دوسرے کے لیے روئے' پھر وہ کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے حج و عمرہ جمع کیا اور ہدی کو روانہ کیا' اس نے احرام باندھا اور ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں قلادہ پہنایا۔ جب وہ الکوفہ کی منازل سے گزرا تو اسے وہ درد لاحق ہوا جس میں اس نے وفات پائی۔ جب اس کا درد شدید ہوا تو وہ ربیع سے کہنے لگا: میرے رب کے حرم سے میرے گناہوں سے بھاگتے ہوئے مجھے لے چل۔ ربیع اونٹ پر اس کا عدیل تھا' المنصور نے اس کو ان باتوں کی وصیت کی جو وہ کہنی چاہتا تھا

پھر جب وہ بئر میمون پر پہنچا تو وہاں چھٹی ذی الحجہ کو سحر کے وقت وفات پائی۔ اس کی وفات کے وقت اس کے پاس اس کے خادموں اور اس کے مولیٰ ربیع کے سوا کوئی نہ تھا۔ ربیع نے اس کی موت مخفی رکھی اور اس پر رونے سے منع کیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کے اہل بیت حاضر ہوئے جس طرح وہ حاضر ہوتے تھے۔ ربیع نے سب سے پہلے اس کے چچا عیسیٰ بن علی کو بلایا۔ وہ ایک ساعت ٹھیرا رہا۔ پھر اس کے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا حالانکہ اس سے پہلے وہ عیسیٰ بن علی پر مقدم کیا جاتا تھا۔ پھر خاندان کے دوسرے اکابر اور معززین بلائے گئے۔ پھر عام اہل بیت۔ پھر ربیع نے ان سے المہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے موسیٰ الہادی بن المہدی کے ہاتھ پر بیعت لی۔ جب بنی ہاشم بیعت سے فارغ ہوگئے تو قواد نے بیعت کی اور ان کے بعد عام لوگوں نے۔ عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ گئے تاکہ لوگوں سے بیعت لیں۔ سب نے رکن ومقام کے درمیان بیعت کی۔ ادھر یہ لوگ المنصور کی تجہیز میں مشغول ہوئے اور عصر کے وقت اس سے فارغ ہوئے اور اسے کفن دیا گیا اور اس کا منہ اور اس کا جسم ڈھانک دیا گیا اور اس کا سر احرام کی خاطر کھلا رکھا گیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے اور بقول بعض ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی اور وہ معلاۃ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ لوگوں سے چھپانے کے لیے اس کے واسطے سو قبریں کھودی گئیں اور وہ ان کے سوا ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ اس کی قبر میں عیسیٰ بن علی اور عیسیٰ بن محمد اور عباس بن محمد اور اس کے دونوں غلام آزاد ربیع و ریان اور یقطین اترے۔ اس کی عمر ۶۳ برس اور بقول بعض ۶۴ برس اور بقول بعض ۶۸ برس کی تھی۔ اس کی مدت خلافت چوبیس دن اور بقول بعض تین دن اور بقول بعض چھ دن اور بقول بعض دو دن کم بائیس برس تھی۔ اس کی موت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب وہ مکہ کے رستے میں آخری منزل پر اترا تو اس نے مکان کے صدر میں دیکھا کہ اس میں یہ لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أبا جعفر حانت وفاتك وانقضت — سنوك وأمر الله لا بد واقع

أبا جعفر هل كاهن أو منجم — لك اليوم من حر المنية مانع

اے ابوجعفر! تیری وفات کا وقت آگیا اور تیرے برس تمام ہوگئے اور تجھے اللہ کا حکم

لانے والا ہے۔ اے ابوجعفر! کیا کوئی کاہن یا منجم ایسا ہے جو آج تجھ سے موت کو روک دینے والا ہو؟

المنصور نے منازل کے متولی کو بلایا اور کہا: کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ ان منازل میں کوئی داخل نہ ہونے پائے۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! جب سے یہ منازل خالی کرائی گئی ہیں ان میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔ المنصور نے کہا: مکان کے صدر میں جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھو۔ اس نے کہا: مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر اس نے دوسرے شخص کو بلایا۔ اسے بھی کچھ نظر نہ آیا۔ المنصور نے دونوں شعر پڑھ کر سنائے۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا: کوئی آیت پڑھو۔ اس نے یہ آیت پڑھی۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ المنصور نے اس کو پٹوایا اور اس منزل سے بد شگونی کا خیال کر کے فوراً روانہ ہو گیا۔ لیکن اپنی سواری پر سے گرا اور اس کی پیٹھ میں ضرب آئی اور مر گیا۔ بیر میمون میں اسے دفن کیا گیا۔ لیکن صحیح وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔

المنصور کا حلیہ اور اس کی اولاد

المنصور گندم گوں، دبلا پتلا تھا۔ اس کے رخسار کم گوشت تھے۔ ارض الشراۃ میں بمقام حمیمہ پیدا ہوا۔ اس کی اولاد یہ ہے: محمد المہدی، جعفر اکبر ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور بن یزید بن منصور الحمیری کی بہن تھی جو ام موسیٰ کہلاتی تھی۔ جعفر المنصور سے پہلے مر گیا۔ ان میں سلیمان اور عیسیٰ اور یعقوب تھے جن کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں سے تھی۔ اور جعفر الاصغر جس کی ماں ایک کردی ام ولد تھی۔ اسی باعث اس کو ابن الکردیہ کہا جاتا تھا۔ اور صالح المسکین جس کی ماں ایک رومی ام ولد تھی۔ اور قاسم جو دس برس کی عمر میں المنصور سے پہلے مر گیا۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور وہ ام قاسم کہلاتی تھی۔ باب الشام میں اس کا ایک باغ تھا جو بستان ام قاسم کے نام سے معروف تھا۔ اور عالیہ جس کی ماں بنی امیہ میں سے تھی۔

المنصور کی سیرۃ کا کچھ حال

سلام الابرش کہتا ہے: میں المنصور کے گھر میں اس کا خدمتگار تھا۔ وہ جب تک لوگوں میں نہ نکلتا اس وقت بہترین اخلاق کا انسان تھا۔ بچوں کی شرارت بہت برداشت کرتا تھا۔ لیکن جب وہ اپنے باہر نکلنے کے کپڑے پہن لیتا تو اس کا رنگ بدل جاتا اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور اس سے وہ باتیں صادر ہوتیں جو ہوتی تھیں۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: لڑکے! جب تو مجھے دیکھے کہ میں نے اپنے کپڑے پہن لیے ہیں یا میں اپنی مجلس سے واپس آیا ہوں تو تم میں سے کوئی میرے قریب نہ آئے اس خوف سے کہ کہیں میں اس کو نقصان نہ پہنچا دوں۔ سلام کہتا ہے: المنصور کے گھر میں کبھی کوئی لہو یا کوئی شے جو لہو و لعب اور کھیل کود سے اشبہ ہو نہیں دیکھی گئی، الا ایک دفعہ اس نے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار ہے وہ بچہ سا تھا اور ایک اعرابی غلام کی ہیئت میں کمان شانے پر رکھے ہوئے تھا۔ دو خرجیاں اس کے دونوں جانب تھیں جن میں مُقْل اور مسواکیں اور ایسی چیزیں تھیں جو اعراب ہدیۃً دیا کرتے ہیں۔ لوگ یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اسے نہ پہچان سکے۔ پھر وہ المہدی کے پاس الرصافہ گیا اور اس کو وہ چیزیں ہدیہ کیں۔ اس نے قبول کر لیں اور دونوں خرجیاں درہم سے بھر دیں۔ پھر وہ اپنی خرجیوں کے درمیان واپس آگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ شاہانہ مذاق تھا۔

حماد الترکی نے کہا: میں المنصور کے سر پر کھڑا تھا۔ اتنے میں اس نے کچھ غل کی آوازیں سنیں۔ کہا: دیکھو کیا ہے۔ میں گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کا ایک خادم ہے جس کے گرد لونڈیاں جمع ہیں اور وہ ان کے لیے طنبور بجا رہا ہے اور وہ ہنس رہی ہیں۔ میں نے واپس آکر اسے خبر دی۔ اس نے پوچھا: طنبور کیا چیز ہے؟ میں نے اس کی صفت بیان کی۔ اس نے کہا: تو کیونکر جانتا ہے کہ طنبور کیا ہے۔ میں نے کہا: میں نے اسے خراسان میں دیکھا ہے۔ وہ اٹھا اور ان کی طرف گیا۔ ان لونڈیوں نے جب اسے دیکھا تو متفرق ہو گئیں۔ پھر المنصور نے حکم دیا اور

اس خادم کا سر طنبور سے مارا گیا حتیٰ کہ طنبور ٹوٹ گیا۔ اس نے خادم کو نکال دیا اور فروخت کر دیا۔

کہا: المنصور کو جب معلوم ہوا کہ الیمن میں اختلاف برپا ہے تو اس نے معن بن زائدہ کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ وہ الیمن گیا اور اس نے وہاں کی اصلاح کی۔ اس کی سخاوت کی شہرت کے باعث لوگوں نے اقطار ارض سے اس کا رخ کیا اور اس نے لوگوں میں اموال تقسیم کئے۔ اس پر المنصور اس سے ناراض ہو گیا۔ معن بن زائدہ نے یہ حال معلوم کر کے اس کے پاس اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس میں مجاعہ بن الازہر بھی تھا۔ ان لوگوں کو المنصور کی طرف بھیجا تاکہ اس کا غیظ و غضب زائل کریں۔ جب یہ وفد المنصور کے پاس داخل ہوا تو مجاعہ نے اللہ کی حمد و ثنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ابتدا کی۔ اور اس میں بہت اطناب کیا حتیٰ کہ لوگ تعجب کرنے لگے۔ پھر اس نے المنصور کا ذکر کیا؛ اور وہ باتیں بیان کیں جن سے اللہ نے اس کو شرف عطا کیا ہے۔ اس کے بعد اپنے صاحب کا ذکر کیا۔ جب اس کا کلام ختم ہوا تو المنصور نے کہا: تو نے اللہ کی حمد کا جو ذکر کیا ہے تو اللہ اس سے جلیل تر ہے کہ صفات اس کو پہنچ سکیں۔ اور تو نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے جو تو نے بیان کی ہے۔ اور تو نے جو امیر المومنین کی توصیف کی ہے اللہ نے ان کو انہی باتوں سے فضیلت عطا کی ہے اور وہی اس کو نیکی طاعت پر مدد دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رہا وہ جو تو نے اپنے صاحب کی نسبت کہا ہے تو تو نے جھوٹ کہا اور مبالغہ کیا۔ نکل جا کہ تو نے جو کچھ کہا وہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جب وہ آخری دروازہ تک پہنچے تو المنصور نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت واپس لانے کا حکم دیا اور اس سے کہا: تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر اعادہ کیا اور پھر نکالا گیا۔ پھر اس نے ان کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جو مضر میں سے وہاں حاضر تھے اور ان سے کہا: کیا تم اپنے درمیان ایسے آدمی سے واقف ہو جیسا یہ ہے؟ واللہ اس نے ایسا کلام کیا کہ میں اس سے حسد کرنے لگا۔ مجھے پوری طرح اس کی بات رد کر دینے سے جس چیز نے روک دیا وہ صرف یہ تھی کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ میں نے اس سے حسد کیا۔ کیونکہ وہ ربیعہ میں سے ہے۔ میں نے کوئی شخص اس سے زیادہ مربوط فکر اور

واضح بیان والا نہیں دیکھا۔" اے غلام اس کو واپس لا۔ جب وہ اس کے سامنے واپس آیا تو المنصور نے اس سے کہا: اپنی حاجت بیان کر۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! معن بن زائدہ آپ کا غلام، آپ کی تلوار اور آپ کا تیر ہے۔ آپ نے اسے اپنے دشمن پر پھینکا اس نے مارا اور چھوڑ دیا اور چھیدا حتیٰ کہ یمن میں جو اندھیرا تھا وہ خوشگوار ہو گیا، جو دشوار تھا وہ نرم ہو گیا اور جو ٹیڑھا تھا وہ سیدھا ہو گیا اور لوگ امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کے فرماں بردار خادم ہو گئے۔ اگر امیر المومنین کے نفس میں کسی بدگو اور چغل خور کی باتوں سے کچھ برا خیال جم گیا ہو تو امیر المومنین اپنے غلام اور ایسے شخص پر جس نے اپنی عمر ان کی طاعت میں بسر کر دی ہے فضل کرنے کے لیے زیادہ اولیٰ ہیں۔" المنصور نے اس کا عذر قبول کر لیا اور ان لوگوں کو معن کے پاس واپس بھیجنے کا حکم دیا۔ جب معن نے رضا کا فرمان پڑھا تو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کو ان کے مراتب کے مطابق صلے دیے اور انھیں المنصور کے پاس بھیجنے کا حکم دیا۔ مجاعہ نے کہا: ؎

آلیت فی مجلس من وائل قسما ان لا ابیعک یا معن باطماع
یا معن انک قد اولیتنی نعما عمت لجیما وخصت آل مجاع
فلا ازال الیک الدھر منقطعا حتی یشید بہلکی ہتف الناعی

میں وائل کی مجلس میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ اے معن! میں تجھے کسی طمع کے عوض فروخت نہیں کروں گا۔ اے معن! تو نے مجھ پر ایسی نعمتیں احسان کی ہیں جو بنی لجیم کے لیے عام اور آل مجاع کے لیے خاص ہیں۔ میں ہمیشہ صرف تیرا ہی ہو کر رہوں گا حتیٰ کہ زمانہ کا ہاتف میری موت کی خبر کا اعلان کر دے۔

مجاعہ پر معن کے احسان یہ تھے کہ اس نے مجاعہ کی تین حاجتیں پوری کی تھیں: ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ معن کے خاندان میں سے زہراء نام ایک لڑکی پر عاشق تھا۔ مجاعہ نے اس کو طلب کیا مگر اس کے فقر کے سبب اس کی درخواست قبول نہ کی گئی۔ پھر اس نے معن سے اس کو مانگا۔ معن نے اس کے باپ کو بلایا اور اس نے دس ہزار درہم پر اسے مجاعہ سے بیاہ دیا۔ معن نے اس کا مہر خود اپنے پاس سے دیا۔ دوسرا احسان یہ تھا کہ اس نے معن سے ایک باغ اس کے چشمہ سمیت مانگا اور معن نے وہ اس کو دے دیا۔

تیسرا احسان یہ تھا کہ اس نے حسن سے کچھ مانگا۔ اس نے تیس ہزار درہم اس کو عطا کئے۔ اس طرح اس نے مجاعہ کو کل ایک لاکھ درہم عطا کئے۔

کہا جاتا ہے کہ المنصور کہا کرتا تھا کہ میرے دروازہ پر چار آدمیوں کا ہونا اذیں لابد ہے جن سے زیادہ عفیف تر میرے دروازہ پر کوئی اور نہ ہونا چاہیے وہ ارکان دولت ہیں جن کے بغیر حکومت درست نہیں ہو سکتی۔ ان میں سے ایک قاضی ہے جو اس کے کام میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ دوسرا صاحب الشرطہ ہے جو قوی سے ضعیف کا انصاف لے۔ تیسرا صاحب خراج ہے جو پورا پورا خراج وصول کرے اور رعیت پر ظلم نہ کرے۔ پھر اس نے اپنی انگلی تین مرتبہ دانتوں میں دبائی اور ہر مرتبہ آہ آہ کہا۔ پوچھا گیا وہ کون ہے؟ اے امیر المومنین! تو کہا: صاحب برید جو سب کی خبریں صحت کے ساتھ لکھے۔

کہا جاتا ہے: المنصور نے ایک عامل کو بلایا جس نے خراج کی تحصیل میں کمی کی تھی۔ اور اس سے کہا: تجھ پر جو واجب ہے وہ ادا کر دے۔ اس نے کہا: واللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اتنے میں موذن نے اذان دی: اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اس پر اس عامل نے کہا: اے امیر المومنین! مجھ پر جو کچھ ہے اسے خدا کے لیے اور اس شہادت کی بنا پر کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے معاف کر دیجئے۔ المنصور نے اسے چھوڑ دیا۔

کہا جاتا ہے: ایک عامل اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کو محبوس کیا اور اس سے مطالبہ کیا۔ عامل نے کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کا غلام ہوں۔ المنصور نے کہا: تو بہت برا غلام ہے۔ اس نے کہا: مگر آپ تو بہترین آقا ہیں۔ المنصور نے کہا: لیکن تیرے لیے نہیں۔

کہا جاتا ہے اس کے پاس ایک خارجی لایا گیا جو اس کے بہت لشکروں کو شکست دے چکا تھا۔ المنصور نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن مار دے۔ پھر اس کو ذلیل کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا: اے فاعلہ کے بچے! تجھ سا آدمی فوجوں کو شکست دیتا ہے؟ اس نے کہا: افسوس تجھ پر! اے بدکار! کل میرے اور تیرے درمیان تلوار تھی اور آج قید اور گالی گلوچ ہے۔ کس چیز نے تجھے اس سے بے خوف کر دیا کہ

میں تجھے برا بھلا جواب دوں۔ حالانکہ میں زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں کہ تو اس کو کبھی نہ چھوڑے گا"۔ اس پر المنصور اس سے شرمندہ ہو گیا اور اس نے اس کو رہا کر دیا۔

کہا جاتا ہے المنصور کا شغل دن کے ابتدائی حصہ میں امر و نہی، ولاۃ کے عزل و نصب اور ثغور و اطراف کی نگہبانی، رستوں کے امن کا انتظام، خراج و نفقات اور رعیت کی معاش کی مصالح میں غور، ان کے سکون اور ان کے معاملات کی درستی کی تدابیر میں صرف ہوتا تھا۔ نماز عصر کے بعد وہ اپنے اہل بیت کے ساتھ بیٹھتا اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ثغور و اطراف اور آفاق سے آنے والے خطوط دیکھتا اور اپنے رازداروں سے مشاورت کرتا۔ جب رات کا ایک ثلث گزر جاتا تو اپنے بستر پر جانے کے لیے اٹھتا اور اس کے رات کے جلیس واپس چلے جاتے۔ جب رات کا دوسرا ثلث گزر جاتا تو وہ اٹھ کر وضو کرتا اور طلوع فجر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ پھر وہ نکلتا اور لوگوں کو نماز پڑھاتا۔ پھر اپنے ایوان میں اجلاس کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے، اس نے المہدی سے کہا: کسی معاملہ میں اس وقت تک فیصلہ نہ کرو جب تک اس میں پوری طرح غور و فکر نہ کر لو۔ کیونکہ عاقل کی فکر اس کا آئینہ ہے جو اسے اچھا اور برا دکھا دیتا ہے۔ بیٹا! حکومت درست نہیں ہوتی مگر تقویٰ سے، اور رعیت درست نہیں ہوتی مگر طاعت سے اور بلاد کی آبادانی میں عدل کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ عفو پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا وہ ہے جو عقوبت پر سب میں زیادہ قدرت رکھنے والا ہے۔ عاجز ترین شخص وہ ہے جو اپنے سے فروتر پر ظلم کرے۔ اپنے ساتھی کے علم و عمل کا اس کے تجربہ سے اعتبار کر۔ اے ابو عبداللہ! تو کسی مجلس میں نہ بیٹھ جب تک تجھے یہ علم نہ ہو کہ تجھ سے کون بات کر رہا ہے۔ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی تعریف کی جائے اس کو اپنی سیرت اچھی رکھنی چاہیے۔ اور جو اپنی تعریف کی جانی پسند نہ کرتا ہو وہ اپنی سیرت بری رکھے۔ جو حمد ناپسند کرتا ہے وہ مذموم افعال کرتا ہے اور جو مذموم افعال کرتا ہے وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ اے ابو عبداللہ! عاقل وہ نہیں ہے جو کسی کام کے لیے اس وقت تدبیر کرتا ہے جب وہ اس کے سر پر آ جائے۔ بلکہ عاقل وہ ہے جو کام کے لیے پیشگی تدبیر کرے تاکہ اس میں وہ مبتلا ہی نہ ہو۔

ایک دن اس نے المہدی سے پوچھا: تیرے پاس کتنے درہم ہیں؟ اس نے کہا: خبر نہیں! اس پر المنصور نے کہا: انا للہ، تو خلافت کا کام بہت ضائع کرنے والا ہے۔ لیکن میں نے تیرے لیے اتنا جمع کر دیا ہے جو تیرے ضائع کرنے کے باوجود تجھے نقصان نہ پہنچنے دیگا۔ اللہ نے تجھے جو کچھ عطا کیا ہے تو اس میں اس سے ڈرتا رہ۔

کہا جاتا ہے: اسحٰق بن عیسیٰ کا قول ہے کہ بنی العباس میں کوئی شخص کلام میں فی البدیہہ اپنا مدعا پوری طرح ادا کرنے پر ایسا قادر نہیں تھا جیسا المنصور اور اس کا بھائی عباس بن محمد اور ان دونوں کا چچا داؤد بن علی قادر تھا۔ ایک دن المنصور نے خطبہ دیا، اور کہا: "الحمد للہ" میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔" اتنے میں ایک شخص بیچ میں بول اٹھا۔ المنصور نے کہا: اے شخص! میں تجھے اس ہستی کو یاد دلاتا ہوں جس کا ذکر میں نے کیا ہے" اور خطبہ منقطع کر دیا پھر بولا: سنو سنو اس شخص کی بات جو اللہ کی طرف سے واقفیت کرتا ہے۔ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اگر میں دشمنی کرنے والا جبار ہوں۔ یا عزت کا پاس مجھے گناہ پر آمادہ کر دے۔ اگر میں ایسا کروں تو میں گمراہ ہونگا۔ اور ہرگز راست رو لوگوں میں سے نہ ہونگا۔ اور تو اے قائل: واللہ تو نے اپنے اس قول سے اللہ کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ تو نے چاہا کہ لوگ کہیں کہ شخص ... تھا اور بولا اور اسے سزا دی گئی۔ اور اس نے صبر کیا اور اس کو برداشت کر گیا۔ افسوس تجھ پر! میں نے قصد کر لیا تھا مگر تو غنیمت سمجھ، میں نے معاف کر دیا۔ تو خبردار رہو اور تم خبردار رہو اے مسلمین کہ حکمت ہم پر اتری اور ہمارے پاس سے پھیلائی گئی۔ تم بات اس کے اہل کی طرف پھیر دیا کرو۔ اس کے موارد پر اسے وارد کرو اور اس کے مصادر سے اسے صادر کرو۔ پھر وہ اپنے خطبہ کی طرف اس طرح پلٹا گویا وہ اس کو پڑھ رہا ہے اور کہا: واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

عبداللہ بن صاعد نے بیان کیا کہ المنصور نے بنا بغداد کے بعد مکہ میں خطبہ دیا، جو کچھ اس نے کہا: اس میں یہ بھی تھا: "ولقد کتبنا فی الزبور"

من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون[1] یا امر مبرم، قول عدل اور قضاء فصل ہے۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے اپنی حجت کامیاب کی، اور ہلاکت ہے اس ظالم قوم کے لیے جس نے کعبہ کو غرض اور فے کو ورثہ اور قرآن کو فرقہ بندی کا ذریعہ بنالیا۔ ان کو اسی چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ کتنے ہی معطل کنویں اور مستحکم قصر ہیں جن کو اللہ نے بیکار کر دیا جبکہ انھوں نے سنتیں بدل دیں اور عبرت سے بے پروائی کی اور فساد کیا اور زیادتیاں کیں اور تکبر کیا۔ اور ہر عنادی جبار نامراد ہوا ہے۔ فهل تحس منهم من احد او تسمع لهم رکزا[2]

کہا: کسی نے اس کو اس کے کسی عامل کی شکایت لکھی۔ المنصور نے اس رقعہ میں عامل کے لیے یہ توقیع کی کہ اگر تو نے عدل کو ترجیح دی تو سلامتی تیرے ساتھ ہوگی۔ اور اگر جور اختیار کیا تو ندامت تجھ سے قریب تر ہوگی۔ تو اس فریادی کے ساتھ انصاف کر۔

کہا جاتا ہے: اس کو صاحب ارمینیہ نے لکھا کہ فوج نے اس کے خلاف شورش برپا کی اور بیت المال میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ المنصور نے اس کے رقعہ میں توقیع کی کہ تو ہمارے عمل سے مذموم و مردود کی طرح الگ ہو جا کیونکہ اگر تو عقل رکھتا تو وہ بھی شورش نہ کرتے۔ اور اگر تو ان کے لیے قوی ہوتا تو وہ بھی نہ لوٹ سکتے۔

یہ اور جو کچھ اس سے قبل اس کے کلام اور وصایا میں سے بیان ہو چکا ہے وہ اس کی فصاحت و بلاغت پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس کے خطوط وغیرہ درج کیے جا چکے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کا یکتا اور یگانہ شخص تھا۔ مگر زیادہ بخل کرتا تھا۔ اس باب میں اس کے متعلق جو کچھ نقل کیا گیا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ الوضین بن عطاء نے بیان کیا کہ المنصور نے مجھے ملنے کے لیے بلایا۔ میرے اور اس کے درمیان خلافت سے پہلے کی دوستی تھی

---

[1] قرآن ۲۱ : ۱۰۵

[2] قرآن ۱۹ : ۹۸

ہم ایک دن ملے۔ اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! تمھارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: وہی حال ہے جو تم جانتے ہو۔ اس نے پوچھا: تمھارے اہل و عیال کتنے ہیں؟ میں نے کہا: تین لڑکیاں، ایک بیوی، اور ایک ان کا خادم۔ اس نے کہا: تمھارے گھر میں چار آدمی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ اس کو دہراتا رہا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری اہانت کرنے والا ہے۔ پھر اس نے کہا: تم تو عرب کے بڑے خوشحال لوگوں میں سے ہو، تمھارے گھر میں چار چرخے چلتے ہیں۔

کہا جاتا ہے ایک غلام نے ابو العطاء خراسانی کے متعلق شکایت کی کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں۔ المنصور نے وہ درہم اس سے لے لیے۔ اور اس سے کہا: یہ تو میرا مال ہے۔ اس نے کہا: یہ مال تیرا کہاں سے ہو گیا؟ حالانکہ واللہ نہ تو نے مجھے کبھی کسی عمل پر مقرر کیا اور نہ میرے اور تیرے درمیان رحم یا قرابت کا تعلق ہے۔ اس نے کہا: ہاں، مگر تو نے عیینہ بن موسیٰ کی ایک عورت سے شادی کی، اور اس نے تجھے یہ مال لا دیا تھا۔ وہ شخص تھا جس نے سندھ میں بغاوت کی تھی اور میرا مال لے لیا تھا۔ یہ مال اسی میں سے ہے۔

جعفر صادق سے کہا گیا کہ المنصور ہروی جبہ پہنتا ہے اور اپنے قمیص میں پیوند لگاتا ہے۔ جعفر صادق نے کہا: حمد ہے خدا کی جس نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اسے اس کی بادشاہی میں بھی فقر نفس میں مبتلا کر دیا۔

کہا جاتا ہے: المنصور جب کسی عامل کو معزول کرتا تھا تو اس کا مال لے لیتا تھا اور وہ مال ایک الگ بیت المال میں رکھتا تھا جس کا نام اس نے بیت المال المظالم رکھا تھا۔ اور اس مال پر اس شخص کے نام کی چٹ لگا دیتا تھا جس سے وہ مال لیا جاتا تھا۔

اس نے المہدی سے کہا: میں نے تیرے لیے ایک چیز مہیا کر رکھی ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان لوگوں کو بلا جن کے مال میں نے لیے ہیں اور یہ اموال ان کو واپس کر دیجیو کیوں کہ اس طرح تو ان کے نزدیک اور عام لوگوں کے نزدیک محمود ہو جائے گا۔ المہدی نے یہی کیا اور اس کے متعلق اس کی ضد بہت سی باتیں ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن نہیک کے آزاد کردہ غلام زید نے بیان کیا کہ میرے آقا کے مرنے کے بعد المنصور نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ اس نے کتنی لڑکیاں چھوڑی ہیں؟ میں نے کہا: چھ۔ وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا: کل مہدی کے پاس جانا۔ دوسرے دن صبح میں المہدی کے پاس گیا اور اس نے مجھے ایک لاکھ اسّی ہزار دینار عطا کئے، یعنی ان میں ہر ایک کے لئے تیس ہزار دینار۔ پھر المنصور نے مجھے بلایا اور کہا: مجھے ان کے اکفاء کے نام بتا کہ میں ان کی شادیاں کردوں۔ میں نے ان کے نام بتائے اور اس نے ان کی شادیاں کردیں۔ اور حکم دیا کہ ان کے جہیز اس کے اپنے مال میں سے دئے جائیں: ہر ایک کے لیے تیس ہزار درہم، اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کے مال میں سے ان کے لئے جائدادیں خریدوں تاکہ وہ ان کے لیے معاش ہوں۔

کہا جاتا ہے: المنصور نے اپنے اہل خاندان کی ایک جماعت پر ایک دن میں ایک کروڑ درہم تقسیم کئے۔ اور اپنے چچاؤں کی ایک جماعت کے لیے جن میں سلیمان اور عیسیٰ اور صالح اور اسمٰعیل تھے، فی کس دس دس لاکھ کا حکم دیا۔ وہ پہلا شخص ہے جو عطاء و صلات میں اس حد کو پہنچا۔

اس باب میں بھی اس کے بہت سے واقعات ہیں، رہے اس کے سوائی اس کے دوسرے واقعات تو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے کہا: میں نے جنگ میں کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ صلح میں کوئی شخص ایسا سنا جو المنصور سے زیادہ فطین، صاحب تدبیر اور اس سے زیادہ شدید التیقظ ہو۔ وہ نو مہینہ تک میرا محاصرہ کئے رہا، میرے ساتھ عرب کے نامور شہسوار تھے، ہم نے کوشش کی پوری کوشش کی کہ اس کی فوج پر کامیابی حاصل کریں۔ مگر موقع نہ مل سکا۔ اس نے جب میرا محاصرہ کیا تو میرے سر میں ایک بھی سفید بال نہ تھا۔ اور جب میں اس کے پاس سے نکلا تو میرے سر میں ایک بھی سیاہ بال نہ تھا۔ کہا جاتا ہے ابن ہبیرہ نے المنصور کو جبکہ وہ اس کا محاصرہ کئے ہوا تھا، مبارزت کی دعوت بھیجی۔ جواب میں المنصور نے اس کو لکھا کہ تو اپنی حد سے تجاوز کرنے والا ہے اور اپنی گمراہی کی لگام تھامے چلا جارہا ہے۔ اور تجھ سے اس چیز کا وعدہ کرتا ہے جس کو وہ سچ کر دکھانے والا ہے۔ اور

شیطان تجھے اس چیز کا یقین دلا رہا ہے جس کو وہ جھوٹا ثابت کرنے والا ہے۔ اور وہ تجھ سے اس چیز کو قریب کر رہا ہے جس کو اللہ دور کرنے والا ہے۔ ٹھہرجا، حتیٰ کہ جو تجھ لکھا جا چکا ہے اس کی مدت پوری ہو۔ میں اپنی اور تیری مثال دیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے ایک شیر ایک سور سے ملا، سور نے کہا: مجھ سے لڑ۔ شیر نے کہا: تو سور ہے اور میرے برابر کا نہیں ہے اور نہ میرا ہمسر ہے۔ اگر میں تجھ سے لڑا اور میں نے تجھے مار ڈالا تو کہا جائیگا کہ میں نے سور کو مارا ہے۔ اور اسے میں اپنے لیے فخر اور ناموری کی بات نہیں سمجھتا۔ اور اگر مجھے تجھ سے کوئی ضرر پہنچا تو یہ میرے اوپر ایک دھبا ہوگا۔" سور نے کہا: اگر تو مجھ سے نہیں لڑے گا تو میں تمام درندوں کو خبر کردوں گا کہ تو مجھ سے کنی کاٹ گیا۔ شیر نے جواب دیا: تیرے جھوٹ کا مار برداشت کرلینا میرے لیے آسان ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں اپنی شراب تیرے خون سے آلودہ کروں۔

کہا جاتا ہے: المنصور پہلا شخص ہے جس نے خیش اوری اپنوائی۔ اکا سرو روزانہ اس کمرے کو لیواتے تھے جس میں وہ گرمی بسر کرتے تھے، اور یہی بنی امیہ کا طریقہ تھا۔

کہا جاتا ہے: بنی امیہ میں سے ایک شخص لایا گیا، المنصور نے اس سے کہا: میں تجھ سے چند باتیں پوچھتا ہوں، تو مجھے سچ بتا دے، تجھے امان ہے۔ اس نے کہا: اچھا۔ اس نے کہا: مجھے بتا کہ بنی امیہ پر کس چیز کے باعث تباہی آئی؟ اسنے کہا: خبریں ضائع کرنے سے (یا خبر رسانی کی طرف سے بے پروائی برتنے سے) کہا: انھوں نے کس قسم کے اموال نافع تر پائے؟ کہا: جواہر۔ پوچھا: اور انھوں نے کس کے پاس وفاداری پائی؟ کہا: اپنے موالی کے پاس۔ المنصور نے ارادہ کرلیا کہ خبروں حاصل کرنے میں اپنے اہل بیت سے مدد لے۔ مگر اس اموی نے کہا: نہیں، اُن سے جو ان سے فروتر ہوں۔" چنانچہ اس نے اپنے موالی سے کام لیا۔

صحت نامہ

تاریخ الکامل (حصہ اول)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۷	۱۷	[illegible]	[illegible]	۱۳۳	۲	ازبیر	الزبیر
۱۸	۲۱	فسل	فصیل	۱۳۰	۲۲	محمد بن علان	محمد بن عجلان
۲۵	۱۲	لی	کی	″	″	بوقید	بے قید
۲۹	۱۳	مدینۃ الباخمیہ	مدینۃ الباخمیہ	۱۴۰	۱۸	کے گئے	کہے گئے
۳۵	۲	ابشیم	الہثیم	۱۴۱	۹	نزاع	نوازع
۳۹	۶	قیبہ	قبیصہ	۱۴۳	۲۴	معبیت	معیت
۴۶	۱۴	کروکے	کرکے	۱۵۳	۱۴	ہوتا	سوتا
۷۳	۲۰	عبداللہ بن سعید	عبداللہ بن عبید	″	۲۹	نبت عبداللہ	بنت عبداللہ
۹۹	۱۰	الاصیبیہ	الاصیبید	۱۵۵	۱۰	اس اور قسم	اس قسم
″	۱۵	″	″	۱۶۱	۱	دارواز سے	دروازے سے
″	۱۸	″	″	۱۶۲	۳	سانھ ہزار	ساٹھ ہزار
″	۲۳	″	″	۱۶۶	۸	گھوسنے	گھونسے
″	۲۴	″	″	۱۶۹	۲۳	اڑاں	اڑان کے
۱۰۳	۱۹	ٹھوکہ	ٹھوکر	۱۷۵	۱۹	جمیعیں	جمعیتیں
۱۲۹	۱۴	سوئی	سوا	″	۲۱	زلاعت	ولادت
۱۳۲	۹	کی انتقام	کے انتقام	۱۷۶	۳	جنگ	جنگ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۳	۱	۲	۳	۳
۱۸۰	۱	عبدالعزیز	عبدالعزیز	۱۹۳	۹	میاں	بیاں
۱۸۹	۳	ا بھی	ابھی	۲۰۰	۲	سولی	سوا
۱۹۰	۸	مدینہ مبارکہ	مدینۂ مبارکہ	۲۰۵	۴	الکٹی	الکٹی